مختصر صحیح بخاری

حصہ چہارم

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

فہرست

کتاب المغازی	54
کتاب التفسیر	112
کتاب فضائل القرآن	174
کتاب النکاح	183
کتاب الطلاق	203
کتاب النفقات	210
کتاب العقیقۃ	219
کتاب الذبائح والصید	221
کتاب قربانیوں کے بیان میں	225
کتاب مشروبات کا بیان	226
کتاب مریضوں کا بیان	231
کتاب الطب	236
کتاب لباس کے بیان میں	244
کتاب الدعوات	250
کتاب اجازت لینے کے بیان میں	259
کتاب دل کو نرم کرنے کے بیان میں	263
کتاب تقدیر کا بیان	280

IqbalCyberLibrary.net
All rights reserved

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

☆

باب : اسلام میں نبوت (پیغمبری) کی نشانیوں کا بیان۔

1500: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مقامِ زوراء میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس پانی کا ایک برتن لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا، پھر پانی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی انگلیوں سے پھوٹنے لگا، سب لوگوں نے وضو کرلیا۔ سیدنا انسؓ سے کہا گیا کہ آپ کتنے آدمی تھے؟ تو جواب دیا کہ تین سو یا تین سو کے قریب۔

1501: سیدنا عبداللہ (بن مسعودؓ) کہتے ہیں کہ ہم تو معجزوں کو اللہ کی برکت اور عنایت سمجھتے تھے اور تم ان سے ڈرتے ہو۔ ہم نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ ایک سفر میں تھے کہ پانی کم پڑ گیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بچا ہوا پانی ہو تو لے آؤ تو لوگ ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس برتن میں ڈال دیا پھر فرمایا کہ آؤ برکت والا پانی لو اور برکت اللہ کی طرف سے ہے۔ (سیدنا عبداللہ ص) کہتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا کہ پانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی انگلیوں سے پھوٹ رہا تھا اور ہم (اس وقت) کھانا کھاتے وقت کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔

1502: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ تم لوگ ان لوگوں سے نہ لڑو جو بالوں والے جوتے پہنتے ہوں گے .... یہ طویل حدیث گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث : 1262) اور اس روایت کے آخر میں کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ...... اور ایک ایسا دور آئے گا کہ کوئی تم

میں سے اپنے سارے گھر بار، مال و دولت سے بڑھ کر مجھے دیکھ لینا زیادہ پسند کرے گا۔

1503: سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم خوز اور کرمان (کے رہنے والے) عجمیوں (ایرانیوں) سے نہ لڑو جن کے منہ سرخ، ناکیں پھیلی ہوئی، آنکھیں چھوٹی ہوں گی ان کے منہ تہ بتہ ڈھالوں کی مانند ہوں گے، جوتے بالوں والے (پہنتے) ہوں گے۔

1504: سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قریش کا یہ قبیلہ (بنی امیہ) لوگوں کو تباہ کرے گا۔ صحابہ نے کہا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ کاش لوگ اس سے الگ رہیں۔

1505: سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے (نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے) سنا جو سچے تھے، سچے کئے گئے تھے، فرماتے تھے کہ میری امت کی تباہی قریش کے چند چھوکروں (لڑکوں) کے ہاتھ پر ہوگی تو مروان نے کہا چند لڑکے؟ (سیدنا ابوہریرہ نے کہا کہ) اگر تو چاہے تو ان کے نام بھی بیان کر دوں، فلاں کے بیٹے فلاں اور فلاں کے بیٹے فلاں۔

1506: سیدنا حذیفہ بن یمانؓ کہتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اچھی باتوں کے بارے میں پوچھا کرتے تھے اور میں برائیوں کے بارے میں (جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد ہونے والی ہیں) پوچھا کرتا تھا اس ڈر سے کہیں میں ان میں نہ پھنس جاؤں۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم جہالت اور بُرائی میں تھے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھیج کر یہ خیر و برکت ہمیں دی۔ کیا اس کے بعد پھر بُرائی ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں

میں نے کہا کہ کیا اس بُرائی کے بعد پھر بھلائی ہو گی؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہاں اور اس میں دھواں ہو گا۔ میں نے کہا دھواں کیا؟ فرمایا کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میرے طریق پر نہیں چلیں گے، ان کی کوئی بات اچھی ہو گی کوئی بُری۔ میں نے کہا کہ کیا اس بھلائی کے بعد پھر بُرائی ہو گی؟ فرمایا ہاں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دوزخ کے دروازوں پر کھڑے بلاتے ہوں گے جس نے ان کی بات سنی انہوں نے اسے دوزخ میں جھونک دیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کا حال تو بیان فرمایئے؟ فرمایا کہ وہ ظاہر میں ہماری قوم (مسلمان) ہوں گے ہماری زبان بولیں گے۔ میں نے کہا کہ اگر میں یہ دور پاؤں تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ تو مسلمانوں کی جماعت اور برحق امام کے پیچھے رہو۔ میں نے کہا کہ اگر اس وقت جماعت یا امام نہ ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تو سب فرقوں سے الگ رہ اگرچہ تو (بھوک کی وجہ سے) جنگلی درخت کی جڑ چباتا رہے یہاں تک کہ تو مر جائے تو یہ تیرے لئے (ان کی صحبت میں جانے سے) بہتر ہے۔

1507: سیدنا علیؓ کہتے ہیں کہ جب میں تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کروں تو یہ سمجھ لو کہ آسمان سے نیچے گر پڑنا مجھ پر اس سے آسان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جھوٹ باندھوں اور جب میں اپنی طرف سے کوئی بات کہوں تو لڑائی تو تدبر اور فریب ہی کا نام ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آخر دور میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو چھوٹے چھوٹے دانت والے، کم عقل، بیوقوف ہوں گے۔ بات تو وہ کہیں گے جو سارے جہان کی باتوں سے افضل ہو، وہ دین اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے جاتا ہے (اس میں کچھ لگا نہیں رہتا) ایمان ان کے حلق سے نیچے

نہیں اترے گا، تم ان لوگوں کو جہاں پاؤ قتل کر دو، جو انہیں قتل کرے گا اسے اس قتل کا قیامت کے دن ثواب ملے گا۔

1508: سیدنا خباب بن ارتؓ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے (کافروں کی ایذا دہی کا) شکوہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس وقت اپنی چادر پر ٹیک لگائے کعبہ کے سایہ میں بیٹھے تھے۔ ہم نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے لئے (اللہ کی) مدد کیوں نہیں مانگتے؟ ہمارے لئے دعا کیوں نہیں کرتے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگ ایماندار تھے، ان کیلئے زمین میں گڑھا کھودا جاتا، پھر انہیں اس گڑھے میں گاڑھ کر آرا لایا جاتا، وہ ان کے سر پر چلایا جاتا، دو ٹکڑے کر دیئے جاتے مگر پھر بھی وہ اپنے سچے دین سے نہ پھرتے تھے اور لوہے کی کنگھیاں ان کی ہڈی اور پٹھوں تک چلاتے، پھر بھی وہ اپنا ایمان نہ چھوڑتے، اللہ کی قسم کہ وہ اس دین کو ضرور پورا کرے گا، ایک شخص سوار ہو کر صنعاء سے حضر موت تک جائے گا اس کو اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہو گا یا تو بھیڑیا کا ہو گا اپنی بکریوں پر لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو۔

1509: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیدنا ثابت بن قیس کو ڈھونڈا (وہ حاضر نہ تھے) ایک آدمی نے کہا کہ یا رسول اللہ میں اس کی خبر لاتا ہوں، وہ گیا تو دیکھا کہ ثابت اپنے گھر میں (غم سے) سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ اس نے پوچھا کیا حال ہے؟ ثابت نے کہا کہ بُرا حال ہے۔ وہ اپنی آواز نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آواز سے بلند کرتے تھے، یہ کہ ان کے تمام اعمال مٹ گئے اور وہ اہل دوزخ میں سے ہیں۔ وہ آدمی واپس گیا اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بتایا کہ وہ اس اس طرح کہتے ہیں۔ (راوی موسیٰ بن انس) کہتے ہیں کہ پھر وہ آدمی دوبارہ (ثابتؓ کے پاس) یہ عظیم خوشخبری لے کر گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے کہا

ہے کہ تو اس (ثابت) کے پاس جا اور کہہ کہ تو اہل دوزخ میں سے نہیں بلکہ اہل جنت میں سے ہے۔

1510: سیدنا براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے سورۂ کہف پڑھی، ان کے گھر میں گھوڑا بندھا ہوا تھا جو بدکنے لگا۔ تو انھوں نے سلام پھیرا (کیونکہ وہ نماز میں تلاوت کر رہے تھے) کیا دیکھتے ہیں کہ ابر ہے جو سارے گھر پر چھا گیا ہے، اس نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے فلاں تو قرآن پڑھتا رہ، یہ سکینہ ہے جو قرآن پڑھنے کی وجہ سے اتری۔

1511: سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک اعرابی کی عیادت کو گئے، اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عادت تھی کہ جب کسی بیمار کی عیادت کو جاتے تو فرماتے کہ کوئی فکر نہیں، انشاءاللہ یہ بیماری گناہ سے پاک کر دے گی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس سے بھی یہی کہا کہ کوئی فکر نہیں انشاء اللہ یہ بیماری گناہ سے پاک کر دے گی۔ اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ فکر نہیں، نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے یہاں تو یہ حال ہے کہ بخار ایک بوڑھے شخص پر جوش مار رہا ہے یا زور کر رہا ہے جو قبر میں لے جائے بغیر نہیں چھوڑے گا تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا تو ایسا ہو گا۔

1512: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص عیسائی تھا، پھر وہ مسلمان ہو گیا اور سورۂ بقرہ اور آلِ عمران پڑھ لی اور وہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلئے (وحی) لکھا کرتا تھا۔ پھر وہ دوبارہ عیسائی ہو گیا اور کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کیا جانیں میں جو اُن کو لکھ دیتا وہی جانتے۔ پھر اللہ نے اسے موت دی تو لوگوں نے اسے دفن کر دیا، صبح ہوئی تو اس کی لاش زمین کے باہر پڑی ہوئی تھی۔ (عیسائی) لوگ کہنے لگے کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور ان کے اصحاب کا کام ہے جب ان کو چھوڑ

کر بھاگ آیا تو انہوں نے رات کو آن کر قبر کھود کر ہمارے ساتھی کی لاش کو باہر پھینک دیا، آخر انہوں نے بہت گہری قبر کھودی اور اس کی لاش دوبارہ گاڑھی، پھر صبح کو انہوں نے دیکھا کہ زمین نے اس کی لاش باہر پھینک دی ہے تو کہنے لگے کہ یہ محمد اور ان کے اصحاب کا کام ہے، انہوں نے ہمارے ساتھی کی قبر کھودی اور اسے باہر پھینک دیا کیونکہ یہ انہیں چھوڑ کر بھاگ آیا تھا۔ پھر (سہ بارہ) انہوں نے اور گہری قبر کھود کر، جہاں تک گہری کر سکے اس کو گاڑ دیا لیکن صبح کو پھر دیکھا کہ زمین نے اس کی لاش باہر پھینک دی ہے، جب انہیں یہ یقین ہو گیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے (بلکہ اللہ کا غضب ہے) تو اس کی لاش کو (میدان میں) پھینک دیا۔ (یا یوں ہی چھوڑ دیا)۔

1513: سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس قالین ہیں؟ میں نے کہا (ہم غریب لوگ ہیں) ہمارے پاس قالین کہاں سے آئے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ لیکن عنقریب تمہارے پاس (عمدہ) قالین ہوں گے۔ اب میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ چل اپنا قالین سرکا تو وہ کہتی ہے کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے تو میں چپ ہو جاتا ہوں۔

1514: سیدنا سعد بن معاذؓ کہتے ہیں کہ میں نے امیہ بن خلف سے کہا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔ امیہ نے کہا کہ کیا مجھے؟ سیدنا سعدؓ نے کہا کہ ہاں۔ امیہ نے کہا کہ اللہ کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی بات جھوٹی نہیں ہوتی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے بدر کے دن قتل کرا دیا۔

1515: سیدنا اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ

علیہ والہ وسلم کے پاس آئے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں، وہ (جبریل نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے) باتیں کرنے لگے پھر اٹھ (کر چلے) گئے تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ (کیا تم جانتی ہو) یہ کون تھے؟ (یا اسی طرح کا سوال کیا) تو انہوں نے کہا کہ یہ دحیہ کلبی تھے (جو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابی تھے)۔ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اللہ کی قسم میں تو انہیں دحیہ ہی سمجھتی تھی یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور جبرئیل کا حوالہ دے رہے تھے (اور) خطبہ میں وہ باتیں سنائیں جو جبریل نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کی تھیں۔

1516: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے (خواب میں) لوگوں کو دیکھا کہ ایک میدان میں جمع ہیں، پس ابوبکر کھڑے ہوئے اور کنوئیں سے ایک یا دو ڈول نکالے مگر ناتوانی کیساتھ، اللہ ان کو بخشے پھر عمر (بن خطاب) نے وہ ڈول سنبھالا تو ان کے ہاتھ میں جاتے ہی وہ (ڈول) ایک بڑا (موٹھ کا) ڈول ہوگیا میں نے ایسا شاہ زور پہلوان، ان کی طرح کام کرنے والا نہیں دیکھا، اتنا پانی نکالا کہ لوگ اپنے اونٹوں کو بھی پلا پلا کر ان کے ٹھکانوں میں لے گئے۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول "(جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ تو) اسے ایسا پہچانتے ہیں جیسے کوئی اپنے بیٹوں کو پہچانے، ان کی ایک جماعت حق کو پہچان کر پھر چھپاتی ہے" کا بیان۔ (بقرہ: 146)

1517: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ یہودی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے اور بیان کیا کہ ان میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے

زنا کیا ہے (آپ کیا حکم دیتے ہیں؟) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم تورات میں سنگسار کرنے کے بارے میں کیا (لکھا ہوا) پاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم زانی اور زانیہ کو فضیحت (منہ کالا کر کے رسوا کرنا) کرتے ہیں اور ان کو کوڑے لگاتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن سلامؓ نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، تورات میں سنگسار کرنے کا حکم ہے۔ وہ تورات لائے، اسے کھولا تو ایک یہودی نے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھ دیا اور اس کے آگے اور پیچھے والی عبارت پڑھنے لگا تو سیدنا عبداللہ بن سلام نے اسے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھا! اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو وہاں رجم کی آیت تھی۔ (یہودی) کہنے لگے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس نے سچ کہا بیشک تورات میں رجم کا حکم ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حکم دیا تو وہ دونوں (زانی مرد، عورت) رجم کئے گئے۔

باب: مشرکوں کا نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے (نبوت کی) نشانی (معجزہ، آیت) چاہنا پس نبی نے انہیں شق القمر (چاند کا پھٹ جانا) دکھلایا۔

1518: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ چاند رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دَور میں پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ (لوگو!) گواہ رہنا۔

1519: سیدنا عروہ البارقیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں ایک دینار دیا کہ ایک بکری خرید لاؤ۔ وہ گئے اور ایک دینار میں دو بکریاں خریدیں پھر ان میں سے ایک (بکری) ایک دینار میں بیچ ڈالی اور ایک بکری اور ایک دینار نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس لائے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کی تجارت میں برکت کی دعا کی (پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دعا کی برکت سے عروہ کا یہ

حال ہوگیا) کہ اگر وہ مٹی خریدتے تو اس میں بھی فائدہ ہوتا۔

1520: سیدنا جبیر بن مطعمؓ کہتے ہیں کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئی، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے (اب کی دفعہ لوٹ جانے اور) دوبارہ آنے کا حکم فرمایا۔ اس نے کہا کہ بتلایئے اگر میں آؤں اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہ ملیں تو؟ گویا وہ کہنا چاہتی تھی کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وفات پا جائیں تو؟ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں نہ ہوں تو ابوبکر کے پاس آنا۔ ص ۔ (وہ عورت مالی تعاون کے سلسلہ میں آئی تھی)۔

1521: سیدنا عمارؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ کوئی (مسلمان) نہ تھا سوائے پانچ غلام، دو عورتیں اور سیدنا ابوبکرؓ کے (جو کہ مسلمان ہو چکے تھے)۔

1522: سیدنا ابودرداءؓ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب سیدنا ابوبکرؓ آئے، اپنے کپڑے کا کونہ اٹھائے ہوئے یہاں تک کہ گھٹنہ کھل گیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے صاحب (سیدنا ابوبکر) کسی سے لڑکر آ رہے ہیں۔ سیدنا ابوبکر نے سلام کیا اور کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! مجھ میں اور ابن خطاب (سیدنا عمر) میں کچھ تکرار ہوگئی میں نے جلدی سے ان کو سخت سست کہہ دیا پھر میں شرمندہ ہوا اور ان سے معافی چاہی لیکن انہوں نے انکار کیا اب میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا ہوں (آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انہیں سمجھایئے) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر اللہ تمہیں بخشے۔ تین بار یہی فرمایا پھر سیدنا عمرؓ شرمندہ ہوئے اور سیدنا ابوبکر کے گھر آئے اور پوچھا کہ ابوبکر ہیں؟ انہوں (گھر والوں) نے کہا کہ نہیں۔ پس وہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے اور سلام کیا تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرے کا رنگ

بدلنے لگا یہاں تک کہ سیدنا ابوبکر ڈر گئے (کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سیدنا عمر پر خفا نہ ہو جائیں) اور دو زانوں ہو کر بیٹھ گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کی قسم میری ہی غلطی تھی۔ دو دفعہ یوں کہا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ (لوگو) اللہ نے مجھے تمہاری طرف پیغمبر بنا کر بھیجا لیکن تم نے مجھے جھوٹا کہا اور ابوبکر نے سچا کہا اور اپنے مال اور جان سے میری خدمت کی، کیا تم میرے واسطے میرے دوست کو ستانا چھوڑ دو گے؟ دو دفعہ یہی فرمایا۔ پھر اس کے بعد سیدنا ابوبکرؓ کو کسی نے نہیں ستایا۔

1523: سیدنا عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے ذات السلاسل کی لڑائی میں لشکر کا سردار بنا کر بھیجا پس میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو لوگوں میں سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ سے۔ میں نے کہا کہ مَردوں میں سے؟ فرمایا کہ اس کے والد سے (سیدنا ابوبکر)۔ میں نے کہا پھر کس سے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا پھر عمر بن خطاب سے اور اسی طرح کئی آدمیوں کے نام لئے۔

1524: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص غرور اور تکبر کی وجہ سے (کیلئے) اپنا کپڑا لٹکائے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے روز (رحمت کی نگاہ سے) دیکھے گا بھی نہیں۔ سیدنا ابوبکرؓ نے کہا کہ میرا کپڑا چلنے میں ایک طرف لٹک جاتا ہے، اگر خیال رکھوں (اور مضبوط باندھوں) تو شاید نہ لٹکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تو غرور اور تکبر سے یوں نہیں کرتا۔

1525: سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے گھر میں وضو

کیا، پھر باہر نکلے۔ سیدنا ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آج میں دن بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑوں گا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس ہی رہوں گا۔ کہتے ہیں کہ پھر مسجد میں آئے تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں پوچھا۔ لوگوں نے کہا کہ باہر اس طرف تشریف لے گئے ہیں میں بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قدموں کے نشان پر چلا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں لوگوں سے پوچھتا جاتا تھا چلتے چلتے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مقام اریس کے باغ میں گئے ہیں میں دروازے کے قریب بیٹھ گیا جو کھجور کی ڈالیوں کا بنا ہوا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاجت سے فارغ ہوئے اور وضو کر چکے تو میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف چل دیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اریس کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھے ہیں اس کے بیچا بیچ میں اور دونوں پنڈلیاں کھول کر کنوئیں میں لٹکا دی ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سلام کیا پھر میں لوٹ آیا اور دروازے کے قریب بیٹھ گیا۔ میں نے (دل میں) کہا کہ میں آج نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دربان رہوں گا اتنے میں سیدنا ابوبکر آئے اور دروازے کو دھکیلا میں نے پوچھا کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابوبکر ہوں، میں نے کہا ذرا ٹھہرو پھر میں گیا اور کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ابوبکر اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو آنے دو اور جنت کی خوشخبری دو۔ میں آیا اور سیدنا ابوبکر سے کہا کہ اندر داخل ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کو جنت کی خوشخبری دی ہے۔ پس سیدنا ابوبکر داخل ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی داہنی طرف اسی منڈیر پر دونوں پاؤں لٹکا کر پنڈلیاں کھول کر جیسے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیٹھے تھے، بیٹھ گئے۔ میں لوٹ آیا اور پھر بیٹھ گیا اور میں اپنے بھائی (عامر) کو گھر میں وضو کرتے چھوڑ آیا تھا۔ میں

نے کہا کہ اگر اللہ تعالٰی کو فلاں (یعنی) میرے بھائی کی بھلائی منظور ہے تو اس کو یہاں لے آئے گا۔ اتنے میں (کیا دیکھتا ہوں کہ) کوئی دروازہ ہلانے لگا۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ جواب آیا کہ عمر بن خطاب۔ میں نے کہا ٹھہر جا۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا اور سلام کیا اور کہا کہ سیدنا عمر بن خطاب اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا کہ انہیں اجازت دو اور جنت کی خوشخبری بھی دو۔ پس میں گیا اور کہا کہ اندر داخل ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تجھے جنت کی خوشخبری دی ہے۔ پس وہ بھی داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بائیں طرف اسی منڈیر پر بیٹھ گئے اور دونوں پاؤں کنوئیں میں لٹکا دیئے۔ پھر میں لوٹ آیا اور (دروازے پر) بیٹھ گیا۔ میں نے کہا کہ اگر اللہ کو فلاں آدمی (عامر) کی بھلائی منظور ہے تو اس کو بھی لے آئے گا اتنے میں ایک اور آدمی نے دروازہ ہلایا میں نے کہا کہ کون ہے؟ جواب دیا کہ عثمان بن عفان۔ میں نے کہا کہ ٹھہر جا، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا اور بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں اجازت دو اور جنت کی خوشخبری دو مگر وہ ایک بلا میں مبتلا ہوں گے۔ میں آیا اور ان سے کہا کہ داخل ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تجھے جنت کی خوشخبری دی ہے مگر ایک بلا کے بعد جو تم پر آئے گی۔ پس وہ بھی داخل ہوئے اور دیکھا کہ منڈیر کا ایک حصہ بھر گیا ہے پس وہ دوسرے کنارے پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے۔

1526: سیدنا ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اصحاب کو بُرا نہ کہو، اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا (اللہ کی راہ میں) بھی خرچ کرے تو ان کے مد یا آدھے مد (غلہ) کے برابر نہیں ہوسکتا۔

1527: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اُحد

پہاڑ پر چڑھے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ سیدنا ابو بکر اور عمر اور عثمان' بھی چڑھے، اتنے میں پہاڑ کو جنبش ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے اُحد (پہاڑ) ٹھہرا رہ، بیشک تجھ پر اور کوئی نہیں سوائے ایک پیغمبر، ایک صدیق اور دو شہیدوں کے۔

1528: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں کھڑا تھا جو سیدنا عمر بن خطابؓ کیلئے مغفرت کی دعا کر رہے تھے، ان کا جنازہ رکھا ہوا تھا۔ اتنے میں ایک شخص نے پیچھے سے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی اور کہنے لگا کہ (اے عمر) اللہ تجھ پر رحم کرے، مجھے یہی امید تھی کہ اللہ تمہیں تمہارے دونوں ساتھیوں (نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور سیدنا ابو بکرص) کیساتھ ہی رکھے گا۔ کیونکہ میں نے اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (فلاں جگہ) میں تھا اور ابو بکر اور عمر (بھی تھے)، میں نے یہ کیا اور ابو بکر اور عمر (نے بھی کیا)، میں چلا اور ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) بھی (ساتھ تھے) پس مجھے امید ہے کہ اللہ تمہیں ان کیساتھ رکھے گا۔ (سیدنا ابن عباس کہتے ہیں کہ) میں نے نگاہ پھیری تو (دیکھا کہ) یہ کہنے والے سیدنا علی بن ابی طالبؓ تھے۔

باب: سیدنا عمر بن خطابؓ کی فضیلت کا بیان

1529: سیدنا جابر بن عبداللہص کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میں جنت میں گیا ہوں، کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ابوطلحہ کی بیوی رمیصاء (اُمّ سلیم سیدنا انس کی والدہ) موجود ہیں اور میں نے پاؤں کی آہٹ سنی تو پوچھا کہ کون ہے؟ کسی نے کہا کہ یہ بلال ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا اور اس کے ایک طرف ایک لڑکی وضو کر رہی تھی میں نے پوچھا کہ یہ کس کا محل ہے؟ کسی نے کہا کہ عمر بن خطاب کا۔ میں نے چاہا کہ اس محل کے اندر داخل ہوں

اور اسے دیکھوں لیکن (اے عمر) تمہاری غیرت مجھے یاد آ گئی۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر قربان، کیا میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر غیرت کروں گا؟۔

1530: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے قیامت کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے اس کیلئے تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں سوائے اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ تو (روزِ قیامت) انہی کیساتھ ہوگا جن سے محبت رکھتا ہے۔ سیدنا انس کہتے ہیں کہ یہ سن کر ہم اتنا خوش ہوئے کہ اس طرح کسی بات پر ہم خوش نہیں ہوئے تھے۔ سیدنا انس کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اس محبت کی وجہ سے میں ان کیساتھ ہوں گا اگرچہ میں ان کے (نیک) اعمال کی طرح کے (نیک) اعمال نہ کر سکا۔

1531: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے لوگ گزر چکے ہیں جن سے فرشتے باتیں کرتے تھے (جنہیں الہام ہوتا تھا) اگرچہ وہ نبی نہ تھے اور اگر میری امت میں سے کوئی ایسا ہوا تو وہ عمر (ص) ہوں گے۔

باب: سیدنا عثمان بن عفانؓ کی فضیلت کا بیان۔

1532: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ان کے پاس اہل مصر سے ایک شخص آیا اور ابن عمر سے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ عثمان اُحد کے دن بھاگ نکلے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ عثمان بدر کی لڑائی میں غیر حاضر رہے اور

شریک نہیں ہوئے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ عثمان بیعت الرضوان کے وقت بھی غائب تھے اور اس میں حاضر نہ تھے (انہوں نے بیعت نہیں کی) سیدنا ابن عمر نے کہا ہاں اس شخص نے کہا اللہ اکبر۔ سیدنا ابن عمرؓ نے کہا کہ آ میں تجھ سے (ان سب باتوں کی حقیقت) بیان کرتا ہوں۔ اُحد کی لڑائی میں ان کا بھاگ جانا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے ان کے قصور سے درگزر کیا اور معاف کر دیا اور بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہونا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیٹی ان کے نکاح میں تھیں جو کہ بیمار تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں کہا کہ (تم مدینہ میں ان کے پاس رہو) تمہیں ایک شریک ہونے کا ثواب ملے گا اور (مالِ غنیمت میں) حصہ بھی ملے گا۔ اور بیعت الرضوان میں غائب ہونا (تو فضیلت ہے) اگر مکہ والوں میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نزدیک سیدنا عثمان سے زیادہ کوئی عزت والا ہوتا تو اسی کو (اپنی طرف سے) بھیجتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیدنا عثمان کو بھیجا اور بیعت الرضوان سیدنا عثمان کے مکہ جانے کے بعد ہوئی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے سیدھے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اس کو بائیں ہاتھ پر مارا اور فرمایا کہ یہ عثمان کی بیعت ہے۔ پھر سیدنا ابن عمر نے اس شخص سے کہا کہ یہ (تینوں جواب) اپنے ساتھ (مصر) لے جا۔

باب: سیدنا علیؓ بن ابی طالب کی فضیلت کا بیان۔

1533: سیدنا علیؓ سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہؓ کو چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے تو انہوں نے اس کی شکایت کی۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس قیدی آئے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہ ملے تو اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو (ایک غلام کا)

کہہ کر چلی آئیں۔ جب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم آئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے کا بتایا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے پاس آئے جب ہم لیٹ رہے تھے (اپنے بستروں میں) میں نے اٹھنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی جگہ رہو اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے درمیان میں بیٹھ گئے، یہاں تک کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاؤں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں اس چیز سے بہتر ایک بات بتاتا ہوں جس کا تم مجھ سے سوال کرتے ہو (یعنی غلام کا) کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹو تو 34 مرتبہ اللہ اکبر اور 33 مرتبہ سبحان اللہ اور 33 مرتبہ الحمدللہ پڑھو یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔

باب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رشتہ داروں کی فضیلت کا بیان

1534: سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں اور عمر ابن ابی سلمہ (کمسنی کی وجہ سے) عورتوں میں چھوڑ دیئے گئے پھر میں نے جونگاہ کی تو دیکھا کہ زبیر اپنے گھوڑے پر سوار ہیں اور دو بار یا تین بار بنی قریظہ کے یہودیوں پاس گئے اور آئے جب میں لوٹ کر آیا تو میں نے کہا کہ اے ابا جان! میں نے دیکھا کہ تم بنی قریظہ کی طرف آتے اور جاتے تھے (یہ کیا معاملہ تھا)؟ انہوں نے کہا کہ بیٹا تو نے مجھے دیکھا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا ہے جو بنی قریظہ کے پاس جائے اور ان کی خبر لائے؟ پس میں گیا اور (خبر لایا) جب واپس آیا تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی ماں اور باپ دونوں کو میرے لئے جمع کیا اور فرمایا کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

باب: سیدنا طلحہ بن عبید اللہؓ کے بیان میں۔

1535: سیدنا طلحہ بن عبید اللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جو لڑائیاں لڑیں ان میں سے بعض لڑائیوں میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس سوائے سیدنا طلحہ اور سیدنا سعد بن ابی وقاص کے کوئی نہ رہا۔ رضی اللہ عنہما۔

1536: سیدنا طلحہ بن عبید اللہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنے جس ہاتھ سے بچایا تھا وہ (ایک تیر لگنے سے) بالکل شل ہو گیا تھا۔

باب: سیدنا سعد بن ابی وقاص الزہریؓ کی فضیلت کا بیان۔

1537: سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُحد کے دن اپنے ماں اور باپ دونوں کو میرے لئے جمع کیا تھا۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دامادوں کا بیان۔

1538: سیدنا مسور بن مخرمہؓ کہتے ہیں کہ سیدنا علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی (جویریہ) کو شادی کا پیغام دیا۔ یہ خبر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو پہنچی تو وہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قوم والے یہ کہتے ہیں کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کے ستانے پر کوئی غصہ نہیں آتا (اسی کا اثر ہے) اب علی ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرتے ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کھڑے ہوئے (خطبہ سنایا، مسور کہتے ہیں کہ) میں نے سنا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تشہد پڑھا تو فرمایا کہ اَمابعد! میں نے ایک بیٹی (سیدہ زینب رضی اللہ عنہا) کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے کیا، اس نے جو بات کہی وہ سچی کی اور فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے، اس کو جو بات بُری لگے اسے میں بھی ناپسند کرتا ہوں (میں اس بات کو بُرا سمجھتا ہوں کہ اسے تکلیف دی جائے) اللہ کی قسم! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک آدمی کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں، پس سیدنا

علیؓ نے وہ پیغام چھوڑ دیا۔

1539: سیدنا مسور بن مخرمہؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بنی عبد شمس میں سے اپنے ایک داماد ابو العاص بن الربیع کا ذکر کرتے ہوئے سنا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کی تعریف کی کہ انہوں نے دامادی کا پورا پورا حق ادا کیا اور فرمایا کہ انہوں نے جو بات کہی، سچی کہی اور جو وعدہ کیا اسے پورا کیا۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے غلام سیدنا زید بن حارثہؓ کی فضیلت کا بیان۔

1540: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک لشکر تیار کیا اور اس کا سردار سیدنا اسامہ بن زیدؓ کو مقرر کیا (جو نوعمر اور کمسن تھے) بعض لوگوں نے سیدنا اسامہ کی سرداری پر طعن کیا تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ (لوگو) اگر تم اسامہ کی سرداری پر طعن کرتے ہو تو اس سے پہلے تم نے اس کے باپ کی سرداری پر بھی طعنہ کیا، اللہ کی قسم بیشک وہ (زید) سرداری کے لائق تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں اور اس کے بعد یہ (اسامہ) بھی مجھے محبوب ترین لوگوں میں سے ہے۔

1541: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے پاس ایک قیافہ جاننے والا (مدلجی) آیا اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی موجود تھے اور سیدنا اسامہ بن زید اور سیدنا زید بن حارثہ (دونوں باپ بیٹا) لیٹے ہوئے تھے تو اس نے کہا کہ یہ پاؤں تو ایک دوسرے سے نکلے ہیں پس نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس بات سے بہت خوش ہوئے اور اسے پسند کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات بیان کی۔

باب: سیدنا اسامہ بن زیدؓ (کی فضیلت) کا بیان۔

1542: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی تو لوگوں نے کہا کہ اس کے بارے میں کون نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کرے گا؟ (کہ اسے سزا نہ ہو) پس کسی کو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے (یہ بات) عرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی تو سیدنا اسامہ بن زید نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا تو فرمایا کہ بیشک بنی اسرائیل میں بھی جب کوئی شریف (با اثر) شخص چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی غریب شخص چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے، اگر (اس کی جگہ چوری کرنے والی) میری بیٹی فاطمہ بھی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالتا۔

1543: سیدنا اسامہ بن زیدؓ سے رویات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انہیں اور سیدنا حسنؓ کو اٹھا لیتے اور فرماتے کہ اے اللہ! ان دونوں سے محبت کر، بیشک میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں۔

باب: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کی فضیلت کا بیان۔

1544: اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ عبداللہ نیک بخت آدمی ہے۔

باب: سیدنا عمار اور سیدنا حذیفہؓ کی فضیلت کا بیان۔

1545: سیدنا ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ ایک لڑکا ان کے ایک طرف آ کر یہ کہتے ہوئے بیٹھا کہ اے اللہ مجھے ایک نیک ساتھی عنایت فرما یا تو سیدنا ابو درداءؓ نے کہا کہ تم کہاں سے آئے؟ اس نے کہا کہ کوفہ سے، سیدنا ابو درداء نے کہا کہ کیا تمہارے شہر میں یا تم لوگوں میں وہ شخص نہیں ہے جو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ایسے

رازوں سے واقف تھے جن کو ان کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا؟ یعنی حذیفہ ص۔ اس نے کہا کہ ہیں۔ سیدنا ابو درداء نے کہا کہ کیا تمہارے شہر میں یا تم لوگوں میں وہ شخص نہیں ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی زبان پر شیطان کے شر سے پناہ دے رکھی ہے یعنی عمار بن یاسر؟ اس نے کہا کہ وہ بھی ہیں۔ ابو درداء نے کہا کہ کیا تمہارے شہر میں یا تم لوگوں میں وہ شخص نہیں جو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مسواک رکھتے تھے یا تکیہ (یا راز سے واقف تھے یعنی عبداللہ بن مسعود)؟ اس نے کہا کہ ہاں ہیں۔ سیدنا ابو درداء نے کہا کہ عبداللہ اس سورت کو کیسے پڑھتے تھے واللیل اذا یغشٰی ۔والنہار اذا تجلّٰی ۔ آگے کیونکر میں نے کہا والذکر والانثٰی ۔ کہنے لگے کہ یہاں (شام) کے لوگ بھی عجیب ہیں برابر میرے پیچھے پڑے رہے، مجھ سے غلطی کرانے ہی کو تھے جس طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا، اس کے سوا اور طرح بتا کر۔

باب: سیدنا ابوعبیدہ بن جراحؓ کی فضیلت کا بیان۔

1546: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہر امت کا ایک امین (جو امانت و دیانت میں سب سے بڑھ کر ہو) گزرا ہے اور اس امت میں ہمارے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔

باب: سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

1547: سیدنا براءؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ سیدنا حسن بن علیؓ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کندھے پر تھے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت کر۔

1548: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ سیدنا حسن بن علیؓ سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ والہ

وسلم کے مشابہ کوئی نہ تھا۔

1549: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ (اہل عراق میں سے) ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ اگر کوئی احرام والا شخص مکھی کو مار ڈالے؟ تو سیدنا ابن عمر نے کہا کہ اہل عراق مکھی کو مار ڈالنے کے بارے میں (تو) پوچھتے ہیں اور بیشک انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نواسے کو قتل کر ڈالا اور (ان کے بارے میں) نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔

باب: سیدنا ابن عباسؓ کے بیان میں۔

1550: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ اے اللہ! اس کو حکمت (قرآن اور حدیث) سکھلا دے۔

1551: ایک اور روایت میں یوں ہے کہ فرمایا ''اے اللہ! اسے کتاب (قرآن) سکھلا دے''۔

باب: سیدنا خالد بن ولیدؓ کی فضیلت کا بیان۔

1552: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیدنا زید، جعفر اور ابن رواحہ' کی شہادت کی خبر سنائی .... اور باقی حدیث ذکر کی جو کہ گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث 639) پھر فرمایا کہ اب اسے یعنی جھنڈا اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (سیدنا خالد بن ولید) نے لے لیا یہاں تک کہ اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی۔

باب: سیدنا ابوحذیفہ کے غلام سیدنا سالم بن معقلؓ کی فضیلت کا بیان۔

1553: سیدنا عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن چار آدمیوں سے پڑھو، عبداللہ بن مسعود

(ص) سے، پہلے ان کا نام لیا اور سالم (ص) سے جو ابو حذیفہ (ص) کے غلام ہیں اور ابی بن کعب (ص) اور معاذ بن جبلؓ سے۔

باب: اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان۔

1554: اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک ہار مانگ کر لیا، وہ گر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابہ میں سے کئی آدمیوں کو اسے ڈھونڈھنے کیلئے بھیجا، (انہیں رستے میں) نماز کا وقت آ پہنچا (پانی نہ تھا تو) ان لوگوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی پھر جب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس واپس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس کی شکایت کی تو اس وقت تیمم کی آیت نازل ہوئی .... پھر باقی ساری حدیث بیان کی جو کہ کتاب تیمم میں گزر چکی ہے۔ (دیکھئے حدیث 223)۔

باب: انصار کی فضیلت کا بیان۔

1555: اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بعاث کا دن وہ دن تھا جو اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کے پیشتر لایا (اس میں بڑی مصلحت تھی) جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو انصار کا یہ حال تھا کہ ان میں پھوٹ پڑی ہوئی تھی ان کے سردار کچھ مقتول اور کچھ زخمی تھے اللہ نے اس دن کو آگے کیا اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلئے تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تشریف لاتے ہی مسلمان ہو جائیں۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اگر (مکہ سے) ہجرت نہ کی ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک آدمی ہوتا۔

1556: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ

صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی (قبیلہ) انصار کا ایک آدمی ہوتا۔

باب: انصار سے محبت کرنا ایمان میں سے ہے۔

1557: سیدنا براءؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ انصار سے سوائے مؤمن کے کوئی دوستی نہ رکھے گا اور ان کیساتھ سوائے منافق کے کوئی دشمنی نہ رکھے گا پس جو کوئی انصار سے محبت کرے اللہ بھی اس سے محبت کرے گا اور جو کوئی انصار سے دشمنی کرے تو اللہ بھی اس سے دشمنی کرے گا۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا انصار سے فرمانا کہ میں تمہیں سب لوگوں سے زیادہ چاہتا ہوں۔

1558: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے (انصاری) عورتوں اور بچوں کو شادی میں سے آتے دیکھا تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سیدھے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اللہ کی قسم میں تمہیں سب لوگوں سے زیادہ چاہتا ہوں، تین دفعہ یہی فرمایا۔

1559: سیدنا انسؓ ایک روایت میں کہتے ہیں کہ ایک انصاری عورت اپنا بچہ لیکر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئی، پس نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس سے باتیں کیں پھر فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ بیشک میں تم لوگوں کو سب سے زیادہ چاہتا ہوں۔ دو دفعہ یہی فرمایا۔

156: سیدنا زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ انصار نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہر نبی کے تابعدار لوگ ہوتے ہیں اور ہم آپ کے تابعدار لوگ ہیں اب جو لوگ ہمارے تابعدار ہیں ان کیلئے دعا فرمایئے، اللہ انہیں بھی ہم میں شریک فرمائے پس آپ صلی

اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ دعا کی۔

باب: انصار کے گھرانوں کی فضیلت کا بیان۔

1561: سیدنا ابو حمیدؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک انصار کے بہترین گھرانے .... پوری حدیث بیان کی جو کہ پہلے گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث 754) پھر کہا کہ سیدنا سعد بن عبادہ نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! انصار کے گھرانوں کی تعریف کی گئی اور ہم اخیر درجہ میں رکھے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں یہ کافی نہیں ہے کہ تم اچھے لوگوں میں سے ہو؟

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا انصار سے فرمانا کہ ''تم صبر کئے رہنا یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر مجھ سے ملو''۔

1562: سیدنا اسید بن حضیرؓ سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے حکومت نہیں دیتے جیسے فلاں شخص کو آپ نے حکومت دی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم میرے بعد اپنے ساتھ حق تلفی دیکھو گے تو صبر کئے رہنا یہاں تک کہ تم (روزِ قیامت) مجھ سے حوضِ کوثر پر ملو۔

1563: سیدنا انسؓ سے ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ ''اور تمہارے ملنے کا مقام حوضِ کوثر ہوگا''۔

باب: اللہ تعالٰی کے قول ''اور وہ دوسروں کو خود پر ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت (کیوں نہ) ہو'' (الحشر: 9) کے بیان میں۔

1564: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا (وہ بھوکا تھا) تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی بیویوں کے پاس

پیغام بھیجا (کہ کھانے کو کچھ ہے؟) تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کون اس کو اپنے ساتھ لے جاتا ہے یا اس کی ضیافت کرتا ہے؟ تو انصار میں سے ایک آدمی نے کہا کہ میں (لے جاتا ہوں) پھر وہ (اس کو لے کر) اپنی بیوی کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مہمان ہے اس کی خدمت کر، وہ کہنے لگی کہ ہمارے پاس تو صرف اتنا ہی کھانا ہے جو بچوں کو کافی ہو تو انہوں نے کہا کہ کھانا تیار کر اور چراغ جلا اور بچوں کو جب وہ کھانا مانگیں سلا دے۔ پس اس نے کھانا پکایا، چراغ جلایا اور بچوں کو سلا دیا پھر اس طرح اٹھی گویا کہ وہ چراغ درست کرنے لگی ہو، پھر اسے بجھا دیا اور اس سے یوں ظاہر کیا کہ جیسے وہ دونوں کھا رہے ہوں، ان دونوں نے وہ رات بھوکے ہی گزاری پھر جب صبح ہوئی تو وہ انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس گیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رات کو تم دونوں کے کام پر ہنس دیا یا تعجب کیا۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل کی کہ "وہ دوسروں (کی حاجت) کو خود (اپنی حاجت) پر ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو (بات یہ ہے) کہ جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہ کامیاب (اور بامراد) ہے"۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمانا کہ ان (انصار) کی اچھائی، نیکی کو قبول کرو اور ان کی بُرائی سے درگزر کرو۔

1565: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہما انصار کی ایک مجلس پر سے گزرے اور وہ (مجلس والے) لوگ رو رہے تھے۔ (سیدنا ابوبکر یا عباس رضی اللہ عنہما) نے پوچھا کہ تم لوگ کیوں رو رہے ہو؟ انہوں

نے کہا کہ ہمیں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اپنے (ہمارے) ساتھ بیٹھنا یاد آیا (اس وقت نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مرض الموت میں مبتلا تھے) پس وہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے (انصار کا حال) بیان کیا تو نبی باہر نکلے اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سر پر چادر کا حاشیہ باندھا ہوا تھا پھر منبر پر چڑھے اور اس دن کے بعد (منبر پر) نہیں چڑھ سکے (آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات ہوگئی) پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا کہ میں تمہیں انصار (سے اچھا سلوک کرنے) کے بارے میں وصیت کرتا ہوں، بیشک وہ میرے جان و جگر ہیں ان پر جو (میرا) حق تھا وہ ادا کر چکے اب ان کا حق (جنت کا ملنا) باقی ہے پس ان کی نیکی (اچھائی) کو قبول کرنا اور ان کی برائی سے درگزر کرنا۔

1566: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے دونوں مونڈھوں کو چادر سے ڈھانپے ہوئے باہر نکلے اور اپنے سر کو ایک چکنے کپڑے کی پٹی سے باندھے ہوئے تھے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم منبر پر بیٹھے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا کہ اے لوگو! بیشک (دوسرے) لوگ بہت زیادہ تعداد میں ہو جائیں گے اور انصار کم ہوتے جائیں گے یہاں تک کہ کھانے میں نمک کے برابر رہ جائیں گے پھر تم میں سے جس کسی کو ایسی حکومت ملے کہ وہ نفع یا نقصان پہنچا سکے تو اسے چاہیئے کہ وہ ان کی نیکی، اچھائی کو قبول کرے اور بُرائی سے درگزر کرے۔

باب: سیدنا سعد بن معاذؓ کی فضیلت کا بیان۔

1567: سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سعد بن معاذ (ص) کی موت سے اللہ تعالیٰ کا عرش بھی کانپ گیا۔

باب: سیدنا ابی بن کعبؓ کی فضیلت کا بیان۔

1568: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیدنا ابیؓ سے فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں سورۃ ''اہل کتاب کے کافر اور مشرک لوگ، جب تک ان کے پاس ظاہر دلیل نہ آ جائے باز رہنے والے نہیں تھے..........'' (البیّنۃ) پڑھ کر سناؤں۔ سیدنا ابیؓ نے کہا کہ کیا اللہ نے میرا نام لیکر فرمایا؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہاں تو سیدنا ابیؓ رو پڑے۔

باب: سیدنا زید بن ثابتؓ کی فضیلت کا بیان۔

1569: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عہد میں چار آدمی قرآن کے حافظ تھے، یہ سب انصاری ہی تھے، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، ابوزید، زید بن ثابت'۔ سیدنا انس سے کہا گیا کہ ابوزید کون تھے؟ انہوں نے کہا کہ میرے چچاؤں میں سے ایک چچا تھے۔

باب: سیدنا ابوطلحہ انصاریؓ کی فضیلت کا بیان۔

1570: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ جنگ اُحد کے دن جب مسلمان نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگے تو سیدنا ابوطلحہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے ایک چمڑے کی سپر کی آڑ کئے رہے (تا کہ کافروں کے تیر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نہ لگ جائیں) اور سیدنا ابوطلحہ بڑے تیرانداز اور کمان کو بڑے زور سے کھینچنے والے تھے ان کی دو یا تین کمانیں اس دن ٹوٹ گئیں اور جب کوئی مسلمان تیروں کی ترکش لئے ادھر سے گزرتا تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے کہ یہ سب تیر ابوطلحہ کے سامنے ڈال دے۔ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سر اٹھا کر کافروں کو دیکھنے لگے تو سیدنا ابوطلحہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر فدا

ہوں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سر نہ اٹھایئے کہیں کافروں کے تیروں میں سے کوئی تیر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نہ لگ جائے ،میرا سینہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آڑ کر رہا ہے۔ اور میں (انس) نے (اس جنگ میں) اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ اپنا کپڑا اٹھائے ہوئے، پنڈلیاں کھولے ہوئے، پانی کی مشکیں جلدی جلدی لاتیں اور لوگوں کے منہ میں پانی ڈالتیں، پھر لوٹ جاتیں اور مشکیں بھر کر لاتیں اور لوگوں کے منہ میں پانی ڈالتیں (میں نے ان کی پازیبیں دیکھیں) اس دن سیدنا ابوطلحہؓ کے ہاتھ سے دو یا تین مرتبہ تلوار گر پڑی تھی۔

باب: سیدنا عبداللہ بن سلامؓ کی فضیلت کا بیان۔

1571: سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کسی شخص کے بارے میں، جو زمین پر چلتا ہو یہ نہیں سنا کہ وہ جنتی ہے سوائے عبداللہ بن سلام کے۔ سیدنا سعد کہتے ہیں اور انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی'' ...... اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اسی طرح کی گواہی بھی دی..........پوری آیت'' (الاحقاف:1)۔

1572: سیدنا عبداللہ بن سلامؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عہد میں ایک خواب دیکھا جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بیان کیا، میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ میں ایک باغ میں ہوں اور اس کی کشادگی اور سرسبزی کی تعریف کی، اور اس کے درمیان میں ایک لوہے کا ستون ہے جس کا پایہ زمین میں ہے اور سرا آسمان میں، اس کے اوپر کی طرف ایک کنڈا لگا ہے تو مجھے کہا گیا کہ اس کے اوپر چڑھ۔ میں نے کہا کہ میں اتنی طاقت نہیں رکھتا (نہیں چڑھ سکتا) پھر ایک خدمتگار آیا اور اس نے پیچھے کی طرف سے میرے کپڑے اٹھا دیئے، پس میں

چڑھنے لگا یہاں تک کہ چوٹی پر پہنچ گیا اور میں نے وہ کڑا پکڑ لیا تو مجھ سے کہا گیا کہ مضبوطی سے تھامے رکھ۔ جب تک میں نیند سے اٹھا یہ کنڈا تھامے رہا میں نے یہ خواب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ باغ سے دین اسلام مراد ہے اور ستون سے مراد اسلام کا ستون (کلمہ شہادت یا پانچوں ارکان) اور کنڈا عروۃ الوثقی ہے اور تو اپنی موت تک اسلام پر قائم رہے گا۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اُمّ المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے اور ان کی فضیلت کا بیان۔

1573: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کسی بیوی پر اتنا رشک نہیں کیا جتنا خدیجہ پر کیا حالانکہ میں نے ان کو دیکھا تک نہیں لیکن نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کا بہت ذکر کیا کرتے تھے اور جب کبھی بکری کاٹتے تو اس کے حصے کر کے خدیجہ کی دوستوں کو بھیج دیتے کبھی میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یوں کہتی کہ شاید دنیا میں خدیجہ کے سوا اور کوئی عورت نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے کہ خدیجہ میں یہ یہ صفتیں تھیں اور میری اولاد انہی کے پیٹ سے ہوئی۔

1574: سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! خدیجہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس سالن کا یا کھانے کا یا پینے کا ایک برتن لا رہی ہیں جب وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئیں تو انہیں ان کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہنا اور انہیں جنت میں ایک گھر کی خوشخبری دینا جو ایک خولدار موتی کا ہوگا جس میں نہ شور ہوگا اور نہ کوئی مشکل (پریشانی وغیرہ) ہوگی۔

1575: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ بنت خویلد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے (اندر آنے کی) اجازت مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خدیجہ کا اجازت لینا یاد آیا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس سے گھبرا گئے اور فرمایا کہ اے اللہ! (کیا) یہ ہالہ ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے رشک آیا میں نے کہا کیا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قریش کی ایک بوڑھی عورت کو یاد کرتے ہیں جس کے (دانت گر کر) صرف سرخ سرخ مسوڑھے رہ گئے تھے جو بہت پہلے فوت ہوگئی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس کے بدل اس سے اچھی عورت عنایت فرمائی۔

باب: ہند بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا کا بیان۔

1576: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہند بنت عتبہ آئی اور کہنے لگی کہ یارسول اللہ! مجھے (اسلام لانے سے پہلے) ساری دنیا میں کسی ڈیرے (یعنی قوم) والوں کا ذلیل ہونا اتنا پسند نہ تھا جتنا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ڈیرے والوں کا ذلیل ہونا پسند تھا پھر آج کے دن مجھے ساری دنیا میں کسی ڈیرے والوں کا عزت دار ہونا اتنا پسند نہیں جتنا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ڈیرے والوں کا عزت دار ہونا پسند ہے تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں بھی ایسا ہی سمجھتا ہوں...... اور باقی حدیث گزر چکی ہے۔

باب: سیدنا زید بن عمرو بن نفیلؓ کا قصہ۔

1577: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم زید بن عمرو بن نفیل سے (وادی) بلدح میں ملے (اس وقت) ابھی نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

پر وحی نازل ہونا شروع نہیں ہوئی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے کھانے کا دسترخوان چنا گیا تو انہوں نے وہ کھانا کھانے سے انکار کیا پھر زید نے کہا کہ میں ان جانوروں کا گوشت نہیں کھاتا جنہیں تم بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو، میں اسی جانور کا گوشت کھاؤں گا جو اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے اور زید قریش کا جانوروں کو ذبح کرنے کا طریقہ بُرا سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ نے ہی بکری کو پیدا کیا اور آسمان سے اس کے پینے کیلئے پانی نازل فرمایا اور اس کے کھانے کیلئے زمین میں چارہ اگایا پھر تم اسے اللہ کے نام کے سوا اوروں کے نام پر ذبح کرتے ہو۔ وہ ان (کے اس فعل) سے انکار کرتا تھا اور اس کو بڑا گناہ خیال کرتا تھا۔

باب : جاہلیت کے دَور کا بیان۔

1578: سیدنا ابن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سُن رکھو! جو کوئی قسم کھانا چاہے تو وہ اللہ کے سوا اور کسی کی قسم نہ کھائے۔ قریش کے لوگ اپنے باپ دادا کی قسم کھایا کرتے تھے (اس وجہ سے) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے باپ دادا کی قسم نہ کھاؤ۔

1579: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ شاعروں کی باتوں میں سب سے زیادہ سچا لبید (ابن ربیعہ بن عامر) کا یہ کلمہ ہے کہ "اللہ کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ فنا ہو جائے گا" اور (جاہلیت کا ایک شاعر) امیہ بن ابی صلت مسلمان ہونے کے قریب تھا۔

باب : نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بعثت (پیغمبری) کا بیان۔

(اور آپ کا نام) محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم (ہے) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب

بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

1580: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر چالیس سال کی عمر میں وحی نازل ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مکہ میں تیرہ برس رہے پھر ہجرت کا حکم ہوا تو مدینہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں دس سال رہے پھر وفات ہو گئی صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ' نے مشرکین مکہ کے ہاتھوں جو تکالیف اٹھائیں، ان کا بیان۔

1581: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ مشرکوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سخت ایذا کونسی دی تھی؟ تو انہوں نے کہا کہ اس دوران کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم حجر کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے، عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے اپنا کپڑا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گردن میں ڈالا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا گلا زور سے گھونٹا، اتنے میں سیدنا ابو بکرؓ آ گئے اور انہوں نے اس کا کندھا پکڑ کر اس کو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے الگ کیا اور کہا کہ ''کیا تم ایک شخص کو محض اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے.......... پوری آیت'' (المؤمن:28)

باب: جنوں کا بیان۔

1582: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کس نے بتلایا کہ جنوں نے رات کو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قرآن سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایک (ببول

کے)درخت نے ان کے بارے میں بتایا۔

1583: سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ آپ کے وضو اور استنجا کیلئے پانی کی چھاگل اٹھا کر چلتے تھے .... یہ حدیث گزر چکی ہے۔

1584: اور اس روایت میں اتنا زیادہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس نصیبین جنوں کے قاصد آئے اور وہ اچھے جن تھے، انہوں نے مجھ سے زادِراہ مانگا تو میں نے ان کیلئے اللہ سے دعا کی کہ جب یہ کسی ہڈی یا گوبر پر سے گزریں تو انہیں اس پر سے کھانا ملے۔

باب: مسلمانوں کا حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان۔

1585: سیدہ اُمّ خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب میں حبش کے ملک سے (لوٹ کر) آئی تو اس وقت میں ایک (کمسن) لڑکی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک نقشی چادر مجھے اڑھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کے نقشوں (بیل بوٹوں) پر ہاتھ پھیرنے لگے اور سناہ سناہ (حبشی زبان کا لفظ) فرمانے لگے یعنی اچھا اچھا۔

باب: ابوطالب کے قصہ کا بیان۔

1586: سیدنا عباس بن عبدالمطلبؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہا کہ یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے چچا کے کیا کام آئے؟ وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بچاتے تھے اور آپ کیلئے غصہ ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ٹخنوں تک آگ میں ہیں اور اگر میں نہ (ان کی سفارش نہ کرتا) ہوتا تو وہ دوزخ کی سب سے نچلی تہہ میں ہوتے۔

1587: سیدنا ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا، جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چچا (ابو طالب) کا ذکر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری شفاعت سے شاید انہیں اتنا فائدہ ہو کہ وہ اوتھلی آگ میں ڈالے جائیں، جو ٹخنوں تک پہنچے جس سے ان کا دماغ جوش مارتا رہیگا۔

باب: بیت المقدس تک جانے کا قصہ۔

1588: سیدنا جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب قریش نے مجھے (معراج کے بارے میں) جھٹلایا تو میں حجر (کعبہ) میں کھڑا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا (حجاب اٹھا دیا) پس میں نے اسے دیکھ کر قریش سے اس کے نشان بیان کرنا شروع کر دیئے۔

باب: معراج کا قصہ۔

1589: سیدنا مالک بن صعصعہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان (صحابہ) سے معراج کی رات کا قصہ بیان فرمایا کہ میں حطیم (یا یوں کہا کہ) حجر میں لیٹا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک آنے والا (فرشتہ) آیا تو اس نے یہاں سے یہاں تک چیر ڈالا راوی کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سینے کے سرے سے ناف تک (چیرا)، میرا دل نکالا پھر ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا اس سے میرا دل دھویا گیا پھر اسے اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا پھر میرے لئے ایک سفید جانور لایا گیا جو خچر سے ذرا نیچا اور گدھے سے کچھ اونچا تھا راوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ جانور براق تھا۔ (نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ) وہ اپنا قدم

وہاں رکھتا تھا جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی تھی، پس میں اس پر سوار کیا گیا اور جبریل میرے ساتھ چلے یہاں تک کہ آسمان دنیا پر پہنچے تو جبریل نے کہا کہ دروازہ کھولو! پوچھا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل (ہوں) کہا گیا کہ تیرے ساتھ اور کون ہے؟ کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں) کہا گیا کہ کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں تو کہا گیا کہ مرحبا خوب آئے اور دروازہ کھولا گیا، میں اندر گیا تو دیکھا کہ آدم علیہ السلام وہاں ہیں جبریل نے کہا کہ یہ تمہارے باپ آدم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کرو، میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ کیا اچھا بیٹا اور کیا اچھا نبی ہے۔ پھر (ہم) اوپر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان تک پہنچے تو وہاں بھی جبریل نے کہا کہ دروازہ کھولو! پوچھا گیا کہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل (ہوں) کہا گیا کہ تیرے ساتھ اور کون ہے؟ کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں) کہا گیا کہ کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں تو کہا گیا کہ مرحبا خوب آئے اور دروازہ کھولا گیا، میں اندر گیا تو دیکھا کہ وہاں یحیٰی اور عیسیٰ علیہما السلام دونوں خالہ زاد بھائی بیٹھے ہوئے ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ یحیٰی اور عیسیٰ ہیں انہیں سلام کرو میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ مرحبا اچھا بھائی ہے اور اچھا پیغمبر ہے۔ پھر جبریل میرے ساتھ اوپر تیسرے آسمان تک چڑھے تو وہاں بھی جبریل نے کہا کہ دروازہ کھولو! پوچھا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل (ہوں) کہا گیا کہ تیرے ساتھ اور کون ہے؟ کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں) کہا گیا کہ کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں تو کہا گیا کہ مرحبا خوب آئے اور دروازہ کھولا گیا، میں اندر گیا تو دیکھا کہ وہاں یوسف علیہ السلام ہیں، جبریل نے کہا کہ یہ یوسف ہیں انہیں سلام کرو، میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا، پھر کہا کہ مرحبا اچھا بھائی ہے اور اچھا نبی ہے، پھر جبریل میرے

ساتھ چوتھے آسمان تک چڑھے اور کہا کہ دروازہ کھولو! پوچھا گیا کہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل (ہوں) کہا گیا کہ تیرے ساتھ اور کون ہے؟ کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں) کہا گیا کہ کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں تو کہا گیا کہ مرحبا خوب آئے اور دروازہ کھولا گیا، میں اندر گیا تو دیکھا کہ وہاں ادریس علیہ السلام ہیں، جبریل نے کہا کہ یہ ادریس ہیں انہیں سلام کرو، میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے جواب دیا پھر کہا کہ اچھے بھائی اور اچھے نبی کو مرحبا۔ پھر جبریل میرے ساتھ پانچویں آسمان تک چڑھے اور کہا کہ دروازہ کھولو! پوچھا گیا کہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل (ہوں) کہا گیا کہ تیرے ساتھ اور کون ہے؟ کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں) کہا گیا کہ کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں تو کہا گیا کہ مرحبا خوب آئے اور دروازہ کھولا گیا، میں اندر گیا تو دیکھا کہ وہاں ہارون علیہ السلام ہیں، جبریل نے کہا کہ یہ ہارون ہیں، انہیں سلام کرو، میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا پھر کہا کہ مرحبا کیا اچھا بھائی ہے اور کیا اچھا نبی۔ پھر جبریل میرے ساتھ چھٹے آسمان تک چڑھے اور کہا کہ دروازہ کھولو! پوچھا گیا کہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل (ہوں) کہا گیا کہ تیرے ساتھ اور کون ہے؟ کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں) کہا گیا کہ کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں تو کہا گیا کہ مرحبا خوب آئے اور دروازہ کھولا گیا، میں اندر گیا تو دیکھا کہ وہاں موسیٰ علیہ السلام ہیں، جبریل نے کہا کہ یہ موسیٰ ہیں انہیں سلام کرو، میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا پھر کہا کہ مرحبا کیا اچھا بھائی ہے اور کیا اچھا نبی ہے۔ جب میں وہاں سے آگے بڑھا تو وہ رونے لگے، ان سے کہا گیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں اس لئے روتا ہوں کہ یہ لڑکا میرے بعد (دنیا میں) نبی بنا کر بھیجا گیا اور اس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ (تعداد میں) جنت میں داخل ہوں گے،

پھر جبریل میرے ساتھ ساتویں آسمان تک چڑھے اور کہا کہ دروازہ کھولو! پوچھا گیا کہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل (ہوں) کہا گیا کہ تیرے ساتھ اور کون ہے؟ کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں) کہا گیا کہ کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں تو کہا گیا کہ مرحبا خوب آئے اور دروازہ کھولا گیا، میں اندر گیا تو دیکھا کہ وہاں ابراہیم علیہ السلام ہیں، جبریل نے کہا کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم ہیں، انہیں سلام کرو، میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا اور کہا کہ مرحبا کیا اچھا بیٹا ہے اور کیا اچھا نبی۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک بلند کیا گیا تو (دیکھا کہ) اس کے پھل (بیر) (مدینہ کے قریب مقامِ) ہجر کے مٹکوں کے برابر ہیں اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں۔ جبریل نے کہا کہ یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے، (میں نے دیکھا کہ) وہاں (اس کی جڑ) سے چار نہریں نکل رہی ہیں دو نہریں بند (ڈھانپی ہوئی) ہیں اور دو کھلی (ظاہر) ہیں۔ میں نے کہا کہ اے جبریل! یہ کیسی نہریں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بند نہریں تو جنت میں (بہہ رہی) ہیں اور کھلی دو نہریں (دنیا میں) نیل اور فرات (ہیں)، پھر مجھے بیت المعمور بلند کر کے دکھایا گیا جہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، پھر میرے سامنے ایک پیالہ شراب کا اور ایک دودھ کا اور ایک شہد کا بھرا ہوا لایا گیا تو میں نے دودھ کا پیالہ لے (کر پی) لیا۔ جبریل نے کہا کہ یہ اسلام کی فطرت ہے جس پر تم ہو اور تمہاری امت ہے پھر مجھ پر ہر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں، پس میں لوٹ کر آیا اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے کہا کہ تجھے کیا حکم ملا؟ میں نے کہا کہ ہر دن رات میں پچاس نمازوں کا حکم ہوا ہے، انہوں نے کہا کہ بیشک تمہاری امت ہر روز پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکتی اور اللہ کی قسم میں ان لوگوں پر تجربہ کر چکا ہوں اور میں نے بنی اسرائیل پر بہت زیادہ کوشش کی ہے، پس تم اپنے رب کے پاس جاؤ اور اپنی امت

کیلئے تخفیف کا سوال کرو، پس میں لوٹا اور اللہ نے دس نمازیں مجھے معاف کر دیں، پھر میں لوٹ کر موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں نے پھر ویسا ہی کہا (جیسا پہلے کہا تھا) تو میں پھر لوٹ کر گیا تو دس نمازیں اور کم کر دی گئیں، میں لوٹ کر موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں نے پھر ویسا ہی کہا تو میں پھر لوٹ کر گیا تو دس نمازیں اور کم کر دی گئیں پھر میں موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں نے ویسا ہی کہا تو میں پھر لوٹ گیا اور دس نمازیں اور کم کر دی گئیں اور مجھے ہر روز دس نمازوں (کے پڑھنے) کا حکم دیا گیا پھر میں موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں نے پھر ویسا ہی کہا تو میں پھر لوٹ گیا تو مجھے ہر روز پانچ نمازوں (کے پڑھنے) کا حکم دیا گیا، میں موسیٰ کے پاس لوٹ کر آیا تو انہوں نے کہا کہ کیا حکم ہوا ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے ہر روز پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم ہوا ہے تو انہوں نے کہا کہ بیشک تمہاری امت سے ہر روز پانچ نمازیں نہ پڑھی جا سکیں گی اور بیشک میں ان لوگوں پر تجربہ کر چکا ہوں اور میں نے بنی اسرائیل پر بہت زیادہ کوشش کی ہے پس تم اپنے پروردگار کے پاس لوٹ جاؤ اور اپنی امت کیلئے تخفیف کا سوال کرو تو میں نے کہا کہ میں اپنے پروردگار سے تخفیف کا سوال کرتے کرتے شرمندہ ہو گیا میں اسی پر راضی ہوں اور (اپنے رب کا حکم) مان لیتا ہوں، پھر فرمایا کہ جب میں آگے بڑھا تو ایک پکارنے والے نے پکارا کہ جو میرا ٹھہراؤ تھا وہ میں نے جاری کر دیا اور اپنے بندوں پر تخفیف بھی کی۔ (یعنی لوگ پڑھیں گے پانچ نمازیں اور انہیں ثواب پچاس کا ملے گا)۔ سیدنا انسؓ سے مروی یہ حدیث پہلے کتاب الصلاۃ میں بھی گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث: 228) اور ان میں سے ایک کے آخر میں جو ہے وہ دوسری کے آخر میں نہیں ہے۔

159: سیدنا ابن عباسؓ اللہ تعالیٰ کے اس قول ”اور جو رویا (یعنی رویت) ہم نے آپ کو دکھلائی تھی وہ لوگوں کیلئے صاف آزمائش ہی تھی“ (بنی اسرائیل: 6) کے

بارے میں کہتے ہیں کہ اس میں رؤیا سے مراد (خواب نہیں بلکہ) آنکھ سے دیکھنا مراد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس رات دکھایا گیا جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بیت المقدس تک لے جایا گیا۔ سیدنا ابن عباس کہتے ہیں کہ اللہ کا یہ قول کہ ''اور وہ درخت، جس سے قرآن میں اظہار نفرت کیا گیا ہے'' (بنی اسرائیل:6)میں درخت سے تھوہر کا درخت مراد ہے۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا مدینہ کو ہجرت کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ان سے صحبت کرنا۔

1591: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا تو میری عمر چھ برس تھی، پھر ہم مدینہ آئے اور بنی حارث بن خزرج کے محلّہ میں اترے، مجھے بخار ہوا اور میرے سارے بال جھڑ گئے (بعد میں دوبارہ) کندھوں تک میرے بال نکل آئے اور میری ماں اُمّ رومان میرے پاس آئیں، میں (اس وقت) اپنی ہم جولی لڑکیوں کیساتھ جھولا جھول رہی تھی، انہوں نے مجھے پکارا میں گئی، میں نہیں جانتی تھی کہ وہ کیا کرنا چاہتی ہیں، انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر کے دروازے پر لے جا کر کھڑا کیا، میں ہانپ رہی تھی، جب میری سانس ٹھہری تو انہوں نے پانی سے میرا سر اور منہ پونچھا پھر گھر کے اندر لے گئیں، وہاں انصار کی چند عورتیں بیٹھی تھیں، انہوں نے کہا کہ مبارک ہو مبارک ہو، تمہارا نصیب بہت اچھا ہے، پس (میری ماں نے) مجھے ان کے سپرد کیا انہوں نے میرا بناؤ سنگھار کیا اور میں اس وقت گھبرا گئی جب چاشت کے وقت ایک ہی ایکا نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے تو (ان عورتوں نے) مجھے آپ صلی اللہ علیہ

والہ وسلم کے سپرد کیا، اور اس وقت میری عمر نو سال تھی۔

1592: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میں نے تجھے دو دفعہ خواب میں دیکھا کہ تو ایک ریشمی کپڑے کے ٹکڑے میں (لپٹی ہوئی) ہے اور (مجھ سے) کہا جاتا ہے کہ یہ تمہاری بیوی ہے، میں نے جو کھول کر دیکھا تو اندر تو ہی تھی، میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ اس کو ضرور پورا کرے گا۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کے صحابہ ' کا مدینہ کی طرف ہجرت کرنا۔

1593: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب سے مجھے اپنے والدین کی شناخت ہوئی (اتنی عقل آئی) تو میں نے ان کو دین اسلام ہی پر پایا اور ہمارا کوئی دن نہیں گزرتا تھا کہ اس میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے پاس تشریف نہ لائیں، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دن میں دو دفعہ آتے، صبح اور شام کو۔ پھر جب مسلمانوں کو (مشرکین سے) سخت تکالیف پہنچنے لگیں تو سیدنا ابو بکر ملک حبش کی طرف ہجرت کی نیت سے نکلے یہاں تک کہ جب مقام برک الغماد میں پہنچے تو وہاں ابن الدغنہ سے ملے، وہ قوم قارہ کا سردار تھا، اس نے کہا کہ اے ابو بکر کہاں کا قصد ہے؟ سیدنا ابو بکر نے کہا کہ مجھے میری قوم (قریش) نے نکال دیا ہے میں چاہتا ہوں کہ زمین میں سیر و سیاحت کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں۔ ابن الدغنہ نے کہا کہ اے ابو بکر! تیرے جیسے لوگ نہ نکلتے ہیں اور نہ نکالے جاتے ہیں، تم لوگوں کو جو چیز ان کے پاس نہیں ہوتی وہ مہیا کر دیتے ہو ناطہ پروری کرتے ہو، لوگوں کا بوجھ اپنے سر پر اٹھا لیتے ہو، مہمان پروری کرتے ہو اور جھگڑوں میں حق کی مدد کرتے

ہو پس میں تمہیں پناہ دیتا ہوں، تم واپس لوٹ جاؤ اور اپنے شہر میں ہی اپنے رب کی عبادت کرو پس سیدنا ابو بکر واپس آ گئے اور ابن الدغنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ آیا، اور ابن الدغنہ شام کے وقت قریش کے سرداروں کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ بیشک ابو بکر جیسا (عمدہ) آدمی نہ نکلتا ہے اور نہ (قوم سے) نکالا جاتا ہے، کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو لوگوں کو وہ چیزیں مہیا کرتا ہے جو ان کے پاس نہیں ہوتیں اور ناطہ پرور ہے، دوسروں کا بوجھ اپنے سر لینے والا، مہمان نواز اور حق والے شخص کی مدد کرنے والا ہے۔ قریش نے ابن الدغنہ کی پناہ کو رد نہیں کیا (منظور کر لیا) اور ابن الدغنہ سے کہا کہ تم ابو بکر کو سمجھا دو کہ وہ اپنے گھر میں اللہ کی عبادت کریں اور وہیں نمازیں پڑھیں اور قرأت کریں اور اس سے ہمیں اذیت نہ دیں اور نہ اس کو اعلانیہ پیش کریں کیونکہ ہم (اعلانیہ پیش کرنے سے) اپنی عورتوں اور بیٹوں کے بگڑ جانے کا خوف رکھتے ہیں۔ پس ابن الدغنہ نے سیدنا ابو بکر سے یہ سب کہہ دیا، پس سیدنا ابو بکر اسی شرط پر مکہ میں رہے، وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرتے اور اعلانیہ نماز نہ پڑھتے اور نہ اپنے گھر کے سوا کہیں اور قرآن پڑھتے، پھر سیدنا ابو بکر نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنائی اور اس میں نماز پڑھتے اور قرآن کی تلاوت کرتے، پس مشرکین کی عورتیں اور ان کے بیٹے (بہت سے لوگ) اکٹھے ہو جاتے اور وہ سب (قرآن سن کر) انہیں دیکھتے اور تعجب کا اظہار کرتے اور سیدنا ابو بکرؓ بہت زیادہ رونے والے آدمی تھے، جب وہ قرآن پڑھتے تو اپنے آنسو نہ روک سکتے، اس صورتِ حال سے مشرکین قریش گھبرا گئے اور ابن الدغنہ کو بلوایا، وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے ابو بکر کو تیری پناہ میں دینا اس شرط سے قبول کیا تھا کہ وہ اپنے گھر میں رہ کر پروردگار کی عبادت کریں، اور اس نے اس شرط کے خلاف کیا اور اس نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنائی ہے، وہاں اعلانیہ نماز ادا کرتے اور

قرآن پڑھتے ہیں، اور بیشک ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے گمراہ نہ ہو جائیں، تم ابوبکر کو اس سے روکو، اگر وہ صرف اپنے گھر کے اندر عبادت کرتے ہیں تو کرتے رہیں اور اگر وہ نہ مانیں اور اعلانیہ عبادت کرنے پر ہی ڈٹے رہیں تو تم اپنی پناہ ان سے واپس مانگ لو، ہم تمہاری پناہ توڑنا پسند نہیں کرتے اور یہ بھی نہیں کر سکتے کہ ابوبکر کو علانیہ عبادت کرنے دیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ابن دغنہ (یہ سب سن کر) سیدنا ابوبکر کے پاس آیا اور کہا کہ بیشک تم جانتے ہو کہ میں نے جو شرط قریش کے لوگوں سے ٹھہرائی تھی اب تم یا تو اس شرط پر قائم رہو یا میری پناہ واپس کر دو کیونکہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ عرب لوگ یہ خبر سنیں کہ میں نے جس شخص کو امان دی تھی اس کی امان توڑ دی گئی۔ سیدنا ابوبکر نے کہا کہ میں تجھے تیری امان واپس کرتا ہوں اور اللہ عزوجل کی پناہ پر راضی ہوں اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی ان دنوں مکہ ہی میں تھے، پس نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ مجھے تم لوگوں کی ہجرت کا مقام دکھلایا گیا وہاں کھجور کے درخت ہیں اور دونوں طرف پتھریلے میدان ہیں یعنی مدینہ کے وہ دونوں سنگستان جن کو حرتین کہتے ہیں، جن مسلمانوں سے ہو سکا وہ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے اور بہت سے وہ مسلمان بھی جو حبش کی طرف (اس سے پہلے) ہجرت کر چکے تھے، مدینہ ہی میں لوٹ آئے اور سیدنا ابوبکر نے بھی مدینہ جانے کی تیاری کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم ٹھہر جاؤ، مجھے امید ہے کہ مجھے بھی (ہجرت کی) اجازت ملے گی۔ سیدنا ابوبکر نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر میرا باپ صدقے! کیا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ امید ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہاں پس سیدنا ابوبکر رک گئے اور اپنی دو اونٹنیوں کو، جو ان کے پاس تھیں، چار ماہ تک کیکر کے پتے کھلاتے رہے (اس سے اونٹ خوب تیز ہو جاتا ہے) عائشہ رضی

اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک دن ہم ٹھیک دوپہر کے وقت ابو بکرؓ کے گھر میں بیٹھے تھے کہ ایک کہنے والے نے کہا کہ (دیکھو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایسے وقت پر آئے جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تشریف لانے کا وقت نہ تھا۔ سیدنا ابو بکر نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر صدقے اللہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو اس وقت آئے ہیں تو ضرور کوئی بڑا کام ہے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آ پہنچے اور (اندر آنے کی) اجازت مانگی، اجازت دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اندر داخل ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ابو بکر سے فرمایا کہ اپنے لوگوں سے کہو ذرا باہر جائیں، سیدنا ابو بکر نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر میرا باپ صدقے، یہاں صرف آپ کے گھر والے ہی ہیں (یعنی عائشہ اور ان کی والدہ اُمّ رومان رضی اللہ عنہا) نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے تو سیدنا ابو بکر نے کہا کہ یا رسول اللہ میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ رہوں گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہاں تو سیدنا ابو بکر نے کہا کہ یا رسول اللہ! ان دونوں اونٹنیوں میں سے کوئی اونٹنی لے لیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اچھا (مگر میں) قیمت سے لوں گا عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نے جلدی سے دونوں کے سفر کا سامان تیار کیا اور ایک چمڑے کے تھیلے میں رکھا تو سیدہ اسماء نے اپنا کمر بند پھاڑا اور اس سے تھیلے کا منہ باندھا، (اسی وجہ سے) اس کا نام ذات النطاقین رکھا گیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ابو بکر صدیقؓ دونوں (مکہ سے تین میل پر) ثور پہاڑ کی غار میں چلے گئے، پس وہاں یہ لوگ تین راتیں رہے، عبداللہ بن ابی بکرؓ جو جوان گھبرو بڑا چالاک ہوشیار تھا، رات کو غار میں جا کر ان کے پاس رہتا اور سحر کے وقت واپس چلا آتا اور صبح قریش کے لوگوں کیساتھ کرتا جیسے رات مکہ ہی میں گزاری

ہو اور پھر جتنی باتیں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور سیدنا ابو بکر کو نقصان پہنچانے کی سنتا، وہ یاد رکھتا اور رات کا اندھیرا ہوتے ہی (غار پر آ کر) نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ابو بکر کو سنا دیتا اور عامر بن فہیرہ جو ابو بکرؓ کے غلام تھے وہ ایک ایک دودھار بکری گلے میں سے روکے رہتے (اس کا دودھ نہ نچوڑتے) جب ایک گھڑی رات گزر جاتی تو وہ بکری اس غار میں لیکر آتے اور دونوں صاحب تازہ اور گرم گرم دودھ پی کر رات بسر کرتے یہاں تک کہ عامر بن فہیرہ اندھیرے ہی میں بکریوں کو آواز دینا شروع کرتے، تین راتیں برابر ایسا ہی کرتے رہے اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ابو بکر نے قبیلہ بنی الدیل، جو کہ بنی عبد بن عدی میں سے تھا، میں سے ایک شخص کو اجرت پر راہ بتلانے والا (خریت) ٹھہرایا، خریت اس شخص کو کہتے ہیں جو راستہ بتلانے میں ماہر ہو، یہ شخص عاص بن وائل سہمی کے خاندان کا حلیف تھا (اس نے ہاتھ ڈبو کر ان کیساتھ حلف کیا تھا) اور وہ قریش کے کافروں کے دین پر تھا، پس (نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور سیدنا ابو بکر) دونوں نے اس کو امین ٹھہرایا (بھروسہ کیا) اور اپنی اونٹنیاں اس کے حوالے کیں اور اس سے یہ وعدہ ٹھہرایا کہ وہ تین راتوں کے بعد اونٹنیاں لیکر غارِ ثور پر آ جائے، پس وہ (حسبِ وعدہ) تیسری (رات کی) صبح کو اونٹنیاں لے کر آیا اور آپ دونوں کیساتھ عامر بن فہیرہ اور رستہ بتانے والا شخص روانہ ہوئے، اور راستہ بتانے والے نے سواحل کا رستہ اختیار کیا۔ سیدنا سراقہ بن مالک بن جعشم المدلجیؓ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس قریش کے کافروں کا ایک ایلچی آیا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ابو بکر میں سے ہر ایک کے قتل کرنے یا پکڑ لینے والے کیلئے دیت (یعنی سو اونٹوں) کا وعدہ کیا تھا۔ ایک بار ایسا ہوا کہ میں بنی مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک شخص انہی کی قوم کا آیا اور ہمارے سامنے کھڑا ہو گیا، ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے تو اس نے کہا کہ اے سراقہ! میں نے

ابھی چند آدمیوں کو دیکھا جو ساحل کے رستے سے جا رہے تھے...... میں سمجھتا ہوں کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور ان کے ساتھی ہیں، سراقہ کہتے ہیں کہ میں (دل میں) پہچان گیا کہ یہ وہی لوگ ہوں گے لیکن اس سے میں نے کہا کہ یہ لوگ وہ (محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ان کے ساتھی) نہیں ہیں لیکن تو نے فلاں اور فلاں اور فلاں کو دیکھا ہوگا جو ابھی ابھی ہمارے سامنے گئے ہیں، پھر میں گھڑی بھر اسی مجلس میں ٹھہرا رہا اور پھر اٹھ کر اپنے گھر گیا اور اپنی لونڈی سے کہا کہ تو میرا گھوڑا نکال اور ٹیلے کے پرے جا کر گھوڑے کو روکے رہ، میں نے اپنا نیزہ سنبھالا اور گھر کے پچھلے دروازے سے نیزہ کی بھال (شام) کو زمین پر لگائے ہوئے (یا بھال سے زمین پر لکیر کرتے ہوئے) باہر نکلا اور نیزہ کا اوپر کا حصہ میں نے جھکا دیا اور اسی طرح اپنے گھوڑے کے پاس آیا اور اس پر سوار ہو گیا اور میں نے اسے دوڑایا تا کہ مجھے جلدی پہنچا دے، جب میں ان (نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں) کے قریب پہنچا تو میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں اس پر سے گر پڑا پھر میں اٹھ کر کھڑا ہوا اور ترکش کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس میں سے تیر نکالے اور ان سے فال لی کہ کیا میں انہیں ضرر پہنچا سکوں گا یا نہیں تو وہ بات (میرے خلاف) نکلی جسے میں بُرا سمجھتا تھا، (لیکن اونٹوں کے لالچ میں) میں پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور فال کے خلاف کیا میرا گھوڑا مجھے لیکر (آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے) قریب پہنچ گیا یہاں تک کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ادھر ادھر نہ دیکھتے تھے اور سیدنا ابو بکرؓ بار بار ادھر ادھر دیکھ رہے تھے، اتنے میں میرے گھوڑے کے پاؤں زمین میں گھس گئے یہاں تک کہ گھٹنوں تک زمین میں سما گیا اور میں اس کے اوپر سے گر پڑا، پھر میں نے اسے ڈانٹا تو وہ اٹھا مگر ایسی مشکل سے کہ اپنے ہاتھ زمین سے نہ نکال سکا، پھر جب وہ سیدھا

کھڑا ہوا تو اس کے دونوں ہاتھوں (کے زمین سے باہر نکلنے کی وجہ) سے ایک گرد نکلی جو دھوئیں کی طرح آسمان میں پھیل گئی، میں نے پھر تیروں سے فال نکالی تو میری ناپسندیدہ بات نکلی (میرے خلاف نکلی) آخر میں نے انہیں امان (دینے) کیساتھ پکارا تو وہ رُک گئے، پس میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس پہنچا اور جب مجھے ان تک پہنچنے میں یہ مصیبت مجھے پیش آئی تو میرے دل میں خیال آیا کہ عنقریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کام (دین اسلام) غالب آجائے گا پھر میں نے ان سے کہا کہ بیشک آپ کی قوم نے آپ کے بارے میں دیت مقرر کی ہے اور میں نے وہ سب خبریں بیان کیں جو لوگ ان کیساتھ چاہتے تھے اور میں نے ان کے سامنے زادِ راہ (کھانا) اور (سفر کا) سامان پیش کیا لیکن انہوں نے مجھ سے کچھ نہیں لیا اور نہ مجھ سے مانگا صرف یہ کہا کہ ہمارا حال پوشیدہ رکھنا، پس میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے درخواست کی کہ میرے لئے امن کی ایک تحریر لکھ دیں تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا، انہوں نے مجھے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر لکھ دیا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم روانہ ہو گئے۔ (عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم زبیر اور مسلمانوں کے کئی سواروں سے ملے جو تاجر تھے اور شام کے **ملک** سے لوٹے آرہے تھے، پس سیدنا زبیرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور سیدنا ابو بکر کو سفید کپڑے پہنائے، ادھر مدینہ میں مسلمانوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مکہ سے نکلنے کی خبر سنی تو وہ ہر روز صبح کو (مقام) حرہ تک آتے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا انتظار کرتے رہتے یہاں تک کہ دوپہر کی گرمی (کی شدت) انہیں واپس (ہونے پر مجبور) کر دیتی، ایک دن وہ بہت انتظار کے بعد واپس آئے، جب اپنے گھروں میں پہنچ گئے تو ایک یہودی اپنے کسی کام سے اپنے گھروں میں سے ایک گھر کی چھت پر چڑھا تو اس نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو سفید پوش (سفید کپڑے پہنے ہوئے) دیکھا کہ سراب ان سے چھپ گیا تھا (جتنا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نزدیک ہو رہے ہیں اتنی ہی دُور سے پانی کی طرح ریتی کا چمکنا کم ہوتا جاتا ہے) پس یہودی اپنے آپ کو بلند آواز سے یہ کہنے سے نہ روک سکا کہ اے گروہِ عرب! یہ تمہارا سردار، جس کا تم انتظار کر رہے تھے (آ پہنچا) پس مسلمان اپنے ہتھیاروں کی طرف لپکے اور حرہ میں جا کر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ملے، پس آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کیساتھ داہنی جانب مڑے یہاں تک کہ بنی عمرو بن عوف کے محلّہ میں جا کر اترے، اور یہ ربیع الاوّل کا مہینہ اور پیر کا دن تھا، پس سیدنا ابوبکرؓ لوگوں (سے ملنے) کیلئے کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خاموش بیٹھے رہے تو انصار کے کچھ لوگوں نے، جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نہ دیکھا تھا وہ سیدنا ابوبکر (کو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سمجھ کر انہی) کے پاس آتے یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر دھوپ آنے لگی تو سیدنا ابوبکرؓ آگے بڑھے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر اپنی چادر سے سایہ کر لیا پھر اس وقت لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پہچان گئے، پس نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم دس سے کچھ اوپر راتوں تک بنی عمرو بن عوف میں رہے اور اس مسجد (قبا) کی بنیاد رکھی جس کی بنیاد تقویٰ (پرہیزگاری) پر رکھی گئی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس میں نماز ادا فرمائی پھر اپنی سواری (اونٹنی) پر سوار ہو کر چلے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ پیدل چل رہے تھے یہاں تک کہ مدینہ میں مسجد نبوی کے پاس جا کر (اونٹنی) بیٹھ گئی اور ان دنوں اس جگہ کچھ مسلمان نماز پڑھا کرتے تھے اور وہ زمین دو یتیم لڑکوں سہیل اور سہل کی تھی جو کہ اسعد بن زرارہ کی پرورش میں تھے پس جب اونٹنی بیٹھ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ان شاء اللہ یہی ہمارا

(رہنے کا) مقام ہو گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دونوں لڑکوں (سہیل اور سہل) کو بلایا اور ان سے اس زمین (کھلیان) کی قیمت پوچھی تا کہ وہاں مسجد بنائی جائے، ان دونوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم یہ زمین آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہبہ کرتے ہیں (قیمت نہ لیں گے) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بطور ہبہ (تحفہ) لینے سے انکار کر دیا بلکہ ان دونوں سے خرید لی پھر وہاں مسجد بنانا شروع کی اور اس کے بنانے کیلئے خود بھی سب لوگوں کے ہمراہ اینٹیں اٹھا اٹھا کر لیجاتے تھے اور فرماتے یہ بوجھ اٹھانا خیبر کا بوجھ اٹھانے سے بہتر ہے.........اور فرماتے کہ اے اللہ! بیشک (بہتر) فائدہ تو آخرت ہی کا ہے، پس تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔

1594: سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (سیدنا) عبداللہ بن زبیرؓ ان کے پیٹ میں تھے کہتی ہیں کہ میں (مکہ سے ہجرت کی نیت سے) اس وقت نکلی جب پورے دنوں کا پیٹ تھا، میں مدینہ میں آ کر قبا میں اتری اور وہاں سیدنا عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے، میں انہیں لیکر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئی، پس آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں اپنی گود میں بٹھایا پھر ایک کھجور منگوائی اور اس کو چبایا، پھر (اس کا جوس) ان کے منہ میں ڈال دیا تو پہلی چیز جو عبداللہ کے پیٹ میں پہنچی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا تھوک تھا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کھجور چبا کر ان کے منہ میں ڈالی اور ان کیلئے دعا فرمائی اور برکت کی دعا فرمائی اور یہ (سیدنا عبداللہ) پہلے بچے تھے جو اسلام میں پیدا ہوئے۔

1595: سیدنا ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ غار (ثور) میں تھا کہ میں نے اپنا سر اٹھایا تو (مشرک) لوگوں کے پاؤں دیکھے تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کسی نے اپنی نظر نیچے کی تو ہمیں دیکھ لے گا آپ صلی اللہ

علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر (ص)! خاموش رہ، ہم دو آدمی ایسے ہیں جن کیساتھ تیسرا (ساتھی) اللہ ہے۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کے صحابہ ' کا مدینہ میں تشریف لانا۔

1596: سیدنا براءؓ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمارے پاس (مکہ سے) سیدنا مصعب بن عمیرؓ آئے، ان کے بعد سیدنا ابن اُمّ مکتومؓ آئے (جو نابینا تھے) اور وہ لوگوں کو قرآن پڑھایا کرتے تھے پھر سیدنا بلال اور سعد بن ابی وقاص اور عمار بن یاسر ' (آئے) پھر سیدنا عمر بن خطابؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بیس صحابہ ' کیساتھ آئے پھر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے پس میں نے مدینہ والوں کو کسی بات سے اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تشریف لانے سے خوش ہوئے یہاں تک کہ لونڈیاں بھی یہی کہنے لگیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ابھی (مدینہ میں) تشریف نہیں لائے تھے کہ میں "اپنے بہت ہی پاکیزہ رب کی پاکی بیان کر" (سورۃ الاعلیٰ: 1) اور مفصل کی کئی سورتیں پڑھ چکا تھا۔

باب: جس نے مکہ سے ہجرت کی اس کو حج یا عمرہ کر کے پھر مکہ میں رہنا کیسا ہے؟

1597: سیدنا العلاء بن حضرمیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مہاجر کو منیٰ سے لوٹنے کے بعد (جب حج ختم ہو جائے تو) تین دن تک (مکہ میں) رہنا درست ہے۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس، جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مدینہ میں آئے، یہودیوں کا آنا۔

1598: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دس یہودی بھی مجھ پر ایمان لے آتے تو سب یہودی مسلمان ہو جاتے۔

کتاب المغازی

باب: غزوہ عشیرہ کا بیان۔

1599: سیدنا زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کتنے غزوے کیے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ انیس (19)۔ پھر پوچھا گیا کہ آپ کتنے غزوات میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ سترہ غزوات میں۔ پھر پوچھا گیا کہ ان میں سے سب سے پہلے کونسا غزوہ ہوا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ''غزوہ عشیر یا عسیرۃ''۔

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان ''(یاد کرو کہ) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے..........سخت سزا دینے والا ہے'' (الانفال: 9...13)

1600: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا مقداد بن اسود کی ایک ایسی بات دیکھی کہ اگر وہ بات مجھے حاصل ہوتی تو میں اس مقابل میں کسی نیکی کو نہ سمجھتا، وہ مجھے سب سے زیادہ پسند ہوتی۔ (ہوا یہ کہ) نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مشرکوں پر بددعا کر رہے تھے کہ اتنے میں مقداد آن پہنچے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم (کبھی بھی) اس طرح نہیں کہیں گے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا تھا ''تم اور تمہارا پروردگار جاؤ اور دشمنوں سے لڑو......'' (سورۃ المائدہ: 24) بلکہ ہم تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی داہنی طرف سے اور بائیں طرف سے اور سامنے سے اور پیچھے کی طرف سے (دشمنوں کے مقابل) لڑیں گے۔ میں نے دیکھا کہ (یہ بات سن کر) نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا چہرہ مبارک چمکنے لگا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خوش ہو گئے۔

باب: غزوہ بدر میں شریک مسلمانوں کی تعداد۔

1601: سیدنا براءؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب نے بیان کیا جو کہ بدر میں موجود تھے کہ ان کی تعداد اتنی ہی تھی جتنی طالوت (بادشاہ) کیساتھ والوں کی تھی، جو اُن کیساتھ نہر پار کر گئے تھے اور وہ تین سو دس سے کچھ اوپر آدمی تھے۔ سیدنا براءؓ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! سوائے مومن (لوگوں) کے کوئی ان کیساتھ دریا پار نہ جا سکا۔ (دیکھئے سورۂ بقرہ کی آیت: 249)۔

باب: ابوجہل کے قتل کا بیان۔

1602: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے (بدر کے دن) فرمایا کہ کون ابوجہل کو دیکھ کر اس کی خبر لائے گا؟ تو سیدنا ابن مسعود ص چلے تو اسے (اس حال میں) پایا کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اسے اتنا مارا ہے کہ وہ ٹھنڈا ہو رہا ہے، سیدنا ابن مسعود ص نے کہا کہ کیا تو ہی ابوجہل ہے؟ اور اس کی ڈاڑھی پکڑ لی تو اس نے کہا" بھلا مجھ سے بڑھ کر کون شخص ہے جسے تم نے قتل کیا یا یوں کہا کہ اس شخص سے بڑھ کر کون ہے جسے اس کی قوم نے قتل کیا ہو؟

1603: سیدنا ابوطلحہ ص کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بدر کے دن قریش کے چوبیس سرداروں کی لاشوں کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک گندے اور ناپاک کنوئیں میں پھینکنے کا حکم دیا اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب کسی قوم پر غلبہ پاتے تو تین راتیں اسی مقام پر ٹھہرے رہتے تھے پس جب بدر میں (رہتے ہوئے) تیسرا دن تھا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حکم دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اونٹنی پر زین کسا گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم چلے اور آپ کے پیچھے صحابہ' بھی چلے وہ سمجھے کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کسی کام سے جا رہے ہیں، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کنوئیں کی منڈیر پر کھڑے ہوئے اور انہیں (کفارِ قریش کو) ان کے اپنے نام اور ان کے باپوں کے نام سے پکارنے لگے کہ اے

فلاں کے بیٹے فلاں، اے فلاں کے بیٹے فلاں! کیا اب تمہیں یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر لیتے، پس بیشک ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا، ہم نے پا لیا، کیا تم سے بھی تمہارے رب نے جو وعدہ کیا تھا تم نے اسے سچا پایا؟ سیدنا ابو طلحہؓ کہتے ہیں کہ پھر سیدنا عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ ان جسموں سے باتیں کرتے ہیں جن میں روح (موجود) نہیں ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جان ہے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کو تم ان (کافروں) سے زیادہ نہیں سن رہے۔

نوٹ: یہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا معجزہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ کے ساتھ درختوں کو، دیواروں کو اور مردوں کو سنوا سکتا ہے۔ اس واقعہ سے مسئلہ سماع موتیٰ ثابت کرنا زیادتی ہے۔

باب: غزوۂ بدر میں فرشتوں کا حاضر ہونا۔

1604: سیدنا رفاعہ بن رافع زرقیؓ جو کہ جنگ بدر میں شریک تھے، کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام، نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بدر (میں لڑنے) والوں کو اپنے درمیان کیسا سمجھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سب مسلمانوں میں افضل (سمجھتا ہوں) یا اسی طرح کی کوئی اور بات کہی تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اسی طرح جو فرشتے جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے (وہ بھی تمام فرشتوں میں افضل ہیں)۔

1605: سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے غزوۂ بدر کے دن فرمایا کہ یہ جبریل علیہ السلام اپنے گھوڑے کا سر تھامے ہوئے اور لڑائی کے ہتھیار لگائے ہوئے (آئے) ہیں۔

1606: سیدنا زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں جنگ بدر کے دن عبیدہ بن سعید بن عاص سے ملا اور وہ ہتھیاروں میں اس طرح غرق تھا کہ اس کی صرف دونوں آنکھیں نظر آرہی تھیں اور اس کی کنیت ابو ذات الکرش تھی، پس اس نے کہا کہ میں ابو ذات الکرش ہوں، میں نے اس پر اپنے نیزے سے حملہ کیا، اس کی آنکھ پر (نیزہ) مارا تو وہ مر گیا۔ (سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ جب وہ مر گیا تو میں نے اپنا پاؤں اس کی لاش پر رکھا اور دونوں ہاتھ لمبے کر کے بہت مشکل سے وہ نیزہ اس کی آنکھ سے نکالا، اس کے دونوں کنارے ٹیڑھے ہو گئے تھے، پس یہ نیزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے مانگا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیدیا، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات ہو گئی تو میں نے (پھر) لے لیا، پھر سیدنا ابوبکرؓ نے مجھ سے وہ نیزہ مانگا تو میں نے انہیں دیدیا۔ پھر جب سیدنا ابوبکرؓ کی وفات ہو گئی تو سیدنا عمرؓ نے مانگا، میں نے انہیں دیدیا پھر سیدنا عمرؓ کی شہادت واقع ہوئی تو میں نے لے لیا۔ پھر سیدنا عثمانؓ نے مانگا تو میں نے انہیں دیدیا، پھر جب سیدنا عثمانؓ شہید کئے گئے تو وہ سیدنا علیؓ (اور ان) کی اولاد کے پاس رہا۔ آخر میں سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ نے ان سے مانگ لیا اور وہ ان کے پاس رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔

1607: سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے جلوے کے روز (یعنی عروسی کے روز) میرے پاس تشریف لائے۔ کچھ لڑکیاں اس وقت دف بجا رہی تھیں اور بدر کے دن ان کے جو بزرگ مارے گئے انکی تعریفیں کر رہی تھیں، ایک لڑکی ان میں سے یہ کہنے لگی کہ ہم میں ایک نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہے جو جانتا ہے کہ کل کیا ہو گا تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح مت کہو اور پہلے جو کہہ رہی تھی وہی کہو۔

1608: سیدنا ابوطلحہ ص سے، جو کہ جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ حاضر تھے، روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ (رحمت کے) فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جہاں کتا اور (جانداروں) کی تصویریں ہوں۔

1609: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب اُمّ المؤمنین حفصہ بنت عمرؓ بیوہ ہو گئیں، ان کے خاوند خنیس بن حذافہ سہمی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابی تھے اور جنگ بدر میں بھی شریک تھے، مدینہ میں فوت ہو گئے تو سیدنا عمر ص نے کہا کہ میں سیدنا عثمان بن عفانؓ سے ملا اور ان کے سامنے حفصہ کا ذکر کیا اور کہا کہ (وہ بیوہ ہیں) اگر تم چاہو تو میں ان کا نکاح تم سے کر دوں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں سوچ کر بتاؤں گا، پس میں کئی راتوں تک ٹھہرا رہا پھر (ان سے ملا تو) انہوں نے کہا کہ ابھی میں یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ ان دنوں (دوسرا) نکاح نہ کروں۔ پھر میں سیدنا ابوبکر ص سے ملا اور کہا کہ اگر تم چاہو تو میں حفصہ کا نکاح تم سے کر دوں؟ تو سیدنا ابوبکر ص خاموش رہے اور مجھے کچھ جواب نہ دیا تو مجھے ان پر سیدنا عثمانؓ سے بھی زیادہ غصہ آیا میں اور کئی راتیں ٹھہرا رہا، پھر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے ان کا نکاح نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کر دیا، اس کے بعد سیدنا ابوبکر ص مجھے ملے تو کہا کہ شاید تمہیں غصہ آیا ہوگا، جب تم نے مجھ سے حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا اور میں نے تمہیں کچھ جواب نہ دیا تھا؟ میں نے کہا کہ ہاں (آیا تھا) انہوں نے کہا کہ بات یہ ہے کہ میں نے تم کو جواب نہ دیا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا (کہ کیا میں اس سے نکاح کر لوں) اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا راز فاش نہیں کر سکتا تھا، اگر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان سے نکاح کرنے

کا ارادہ چھوڑ دیتے تو بیشک میں ان سے نکاح کر لیتا۔

1610: سیدنا ابو مسعود البدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی رات کو سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات (آمن الرسول سے لے کر آخیر تک) پڑھ لے وہ اسے کفایت کرتی ہیں۔

1611: سیدنا مقداد بن عمرو کندیؓ جو کہ بنی زہرہ کے حلیف تھے اور غزوۂ بدر میں بھی شریک تھے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس بارے میں کیا کہتے ہیں کہ اگر میں (جنگ میں) ایک کافر سے ملوں تو ہم دونوں لڑیں، تو وہ (کافر) تلوار میرے ہاتھ پر مارے اور اسے کاٹ ڈالے، پھر وہ ایک درخت کی پناہ لے کر کہے کہ میں اللہ کا تابعدار (مسلمان) ہو گیا تو کیا میں اس کے یوں کہنے کے بعد اسے قتل کر ڈالوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اسے قتل نہ کرو۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! بیشک اس نے میرا ایک ہاتھ (بھی) کاٹ ڈالا، اور کاٹنے کے بعد ایسا کہنے لگا (کہ مسلمان ہو گیا)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اس کو قتل مت کرو ورنہ بیشک اسے وہ درجہ حاصل ہو جائے گا جو تجھے اس کے قتل کرنے سے پہلے حاصل تھا اور تیرا وہ حال ہو جائے گا جو اسلام کا کلمہ پڑھنے سے پہلے اس (کافر) کا حال تھا۔

1612: سیدنا جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بدر کے قیدیوں سے فرمایا کہ اگر آج مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان ناپاک لوگوں کی سفارش کرتا تو میں اس کے کہنے پر انہیں چھوڑ دیتا۔

باب: بنی نضیر کے یہودیوں کا قصہ اور ان کا نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ

دھوکہ کرنے کا بیان۔

1613: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بنی نضیر اور بنی قریظہ نے (خلافِ معاہدہ) لڑائی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بنی نضیر کو جلا وطن کر دیا اور بنی قریظہ پر احسان کر کے رہنے دیا۔ جب قریظہ نے مسلمانوں پر (دوبارہ) چڑھائی کی تب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے مَردوں کو مار ڈالا اور ان کی عورتوں، بچوں اور مال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا مگر کچھ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مطیع ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں امن دیا، وہ مسلمان ہو گئے۔ پھر تمام یہودی مدینہ بنی قینقاع کو جو سیدنا عبداللہ بن سلامؓ کی قوم کے تھے اور یہودِ بنی حارثہ اور باقی یہودِ مدینہ (سب کو) جلاوطن کر دیا۔

1614: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بنی نضیر کے درخت جلا دیئے اور (بعضے) کاٹ دیئے جو کہ بویرہ میں تھے تو یہ آیت اتری "جو درخت تم نے کاٹ دیئے یا انہیں ان کی جڑوں پر قائم رہنے دیا، یہ سب اللہ کے حکم سے ہے......"۔ (سورۃ الحشر آیت نمبر 5)۔

1615: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ازواج مطہرات نے سیدنا عثمانؓ کو سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے پاس اپنا آٹھواں حصہ مالِ غنیمت میں سے مانگنے کو بھیجا۔ میں ان کو منع کرتی تھی اور کہتی تھی کہ کیا تمہیں اللہ کا ڈر نہیں ہے؟ کیا تمہیں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ قول معلوم نہیں ہے کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں، جو کچھ ہم چھوڑیں، وہ صدقہ ہے۔ اس سے اپنی ذات مراد تھی، صرف آلِ محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس مال میں سے کھا لے۔ پھر سب ازواجِ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے کہنے سے (اس حصہ کو طلب کرنے سے) رک گئیں۔

باب : یہودی کعب بن اشرف کے قتل کا بیان۔

1616: سیدنا جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کعب بن اشرف (کے قتل) کا کون ذمہ لیتا ہے؟ اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بڑی تکلیف دی ہے۔ سیدنا محمد بن مسلمہؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پسند ہے کہ اسے مار ڈالوں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہاں تو انہوں نے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں کچھ بات بناؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے اختیار ہے۔ چنانچہ سیدنا محمد بن مسلمہؓ اس کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ اس شخص (یعنی محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہم سے صدقہ مانگا ہے اور ہمیں ستا رکھا ہے، میں تجھ سے کچھ قرض لینے آیا ہوں۔ کعب نے کہا کہ ابھی کیا ہے اللہ کی قسم آگے چل کر تم کو بہت تکلیف ہوگی۔ وہ بولے کہ خیر اب تو ہم اس کا اتباع کر چکے اب ایک دم چھوڑنا تو اچھا نہیں لگتا، مگر دیکھ رہے ہیں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ خیر میں تیرے پاس ایک وسق یا دو وسق قرض لینے آیا ہوں۔ کعب بن اشرف نے کہا کہ میرے پاس کچھ گروی رکھ دو۔ انہوں نے کہا کہ تم کیا چیز گروی رکھنا چاہتے ہو؟ کعب نے کہا تم میرے پاس اپنی عورتوں کو گروی رکھ دو۔ انہوں نے جواب دیا ہم تیرے پاس عورتوں کو کیسے رکھ دیں؟ کیونکہ تو عربوں میں بے انتہا خوبصورت ہے۔ کعب بولا کہ اپنے بیٹوں کو میرے پاس گروی رکھ دو۔ وہ بولے بھلا ہم انہیں کیونکر گروی رکھ دیں؟ جو اُن سے لڑے گا یہ طعنہ دے گا کہ تو ایک وسق یا دو وسق پر گروی رکھا گیا تھا اور یہ ہم پر عار ہے، لیکن ہم تیرے پاس ہتھیار رکھ دیں گے۔ پس انہوں نے کعب سے دوبارہ ملنے کا وعدہ کیا اور رات کے وقت کعب کے پاس آئے اور اپنے ہمراہ ابو نائلہ، کعب کے دودھ شریک بھائی کو لے آئے کعب نے انہیں قلعہ کے پاس بلا لیا

اور خود قلعہ سے نیچے اتر کر اُن کے پاس آنے لگا۔ اس کی بیوی نے پوچھا کہ تم اس وقت کہاں جا رہے ہو؟ کعب نے جواب دیا کہ محمد بن مسلمہ (رضی اللہ عنہ) اور میرا بھائی ابو نائلہ مجھے بلا رہے ہیں (ڈرنے کی کوئی بات نہیں) عورت بولی کہ اس آواز سے تو گویا خون ٹپک رہا ہے۔ کعب نے کہا یہ صرف میرا دوست محمد بن مسلمہ (رضی اللہ عنہ) اور میرا دودھ شریک بھائی ابو نائلہ ہے اور شریف آدمی کو تو اگر رات کے وقت نیزہ مارنے کیلئے بلایا جائے تو فوراً منظور کر لے۔ ادھر سیدنا محمد بن مسلمہؓ دو اور آدمیوں کو ساتھ لائے تھے۔ (ابو عمرو کی روایت کے علاوہ دوسری روایت میں ہے کہ وہ) ابو عبس بن جبر اور حارث بن اوس اور عباد بن بشر تھے۔ (عمرو) کہتے ہیں کہ جن دو آدمیوں کو وہ ساتھ لائے تھے ان سے کہہ دیا تھا کہ جب کعب بن اشرف آئے گا تو میں اس کے بال پکڑ کر سونگھوں گا، جب تم دیکھو گے کہ میں نے اس کے سر کو مضبوط پکڑ لیا ہے تو تم جلدی سے اسے مار دینا۔ (ایک دفعہ راوی عمرو نے) کہا کہ محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ پھر میں تمہیں سونگھاؤں گا۔ جب کعب ان کے پاس چادر سے سر لپیٹے ہوئے آیا اور خوشبو کی مہک اس میں پھیل رہی تھی، تب محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ میں نے آج کی خوشبو سے اچھی کبھی کوئی خوشبو نہیں دیکھی۔ کعب نے جواب دیا کہ میرے پاس عرب کی عورتوں میں سب سے زیادہ معطر رہنے والی اور سارے عرب کی باکمال عورت ہے۔ محمد بن مسلمہؓ نے پوچھا کہ کیا مجھے اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیتے ہو؟ اس نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ محمد بن مسلمہؓ نے سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو سنگھایا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے پھر (دوبارہ سونگھنے کی) اجازت ہے؟ اس نے کہا ہاں ہے۔ چنانچہ جب سیدنا محمد بن مسلمہؓ نے اسے مضبوط پکڑ لیا تب انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس کو مارو، چنانچہ انہوں نے کعب بن اشرف کو مار ڈالا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس کے قتل

کی خوشخبری سنائی۔

باب: ابورافع یہودی عبداللہ بن ابی الحقیق کے قتل کا بیان اور بعض نے کہا کہ اس کا نام سلام بن الحقیق ہے۔

1617: سیدنا براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے چند انصار کو ابورافع یہودی کے پاس بھیجا اور ان پر سیدنا عبداللہ بن عتیکص کو امیر بنایا ابورافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سخت ایذا دیتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نقصان پر کمر بستہ رہتا تھا اور وہ اپنے اس قلعہ میں جو حجاز میں تھا، رہتا تھا۔ جب یہ لوگ اس کے قریب پہنچے، اس وقت سورج ڈوب چکا تھا اور لوگ اپنے مویشیوں کو شام کے وقت واپس لا چکے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عتیکص نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم یہاں بیٹھو، میں جاتا ہوں، اور دربان سے مل ملا کر قلعہ کے اندر جانے کی کوئی تدبیر کرتا ہوں۔ پھر وہ قلعہ کی طرف چلے، یہاں تک کہ دروازہ کے قریب پہنچ گئے۔ پھر اپنے آپ کو کپڑے میں اس طرح چھپایا جیسے کوئی پاخانہ کیلئے بیٹھتا ہے۔ قلعہ والے اندر جا چکے تھے، دربان نے عبداللہص کو آواز دی کہ اے اللہ کے بندے! اگر تو اندر آنا چاہتا ہے تو آ، کیونکہ میں دروازہ بند کرتا ہوں۔ میں اندر چلا گیا۔ جب سب آ چکے، دربان نے دروازہ بند کر کے کنجیاں کھونٹی پر لٹکا دیں۔ عبداللہص کہتے ہیں کہ میں نے کنجیاں لینے کا ارادہ کیا، پھر انہیں لے کر دروازہ کھولا۔ ابورافع کے پاس کہانیاں ہوا کرتی تھیں اور وہ اپنے بالاخانے پر رہتا تھا۔ جب اس کے پاس سے کہانی والے چلے گئے تو میں بالاخانے پر چڑھا۔ میں جب کوئی دروازہ کھولتا تو اندر کی جانب سے بند کر لیتا اور (اپنے دل میں کہتا کہ) اگر لوگ مجھ سے واقف بھی ہو جائیں گے تو مجھ تک ابورافع کے مارنے سے پہلے نہ آ

سکیں گے۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک اندھیرے مکان میں اپنے بچوں میں سو رہا ہے۔ مجھے اس کا ٹھکانہ معلوم نہ تھا۔ میں نے ابو رافع کہہ کر آواز دی، اس نے جواب دیا کون ہے؟ میں آواز کی طرف لپکا اور آواز پر تلوار کی ایک ضرب لگائی، میرا دل دھک دھک کر رہا تھا، وار خالی گیا اور وہ چلانے لگا۔ میں مکان سے نکل کر تھوڑی دیر بعد پھر اندر گیا اور میں نے (آواز بدل کر) کہا کہ اے ابو رافع! یہ کیسی آواز تھی؟ اس نے کہا کہ تیری ماں پر مصیبت پڑے، کسی نے ابھی ابھی مجھے تلوار ماری تھی۔ یہ سنتے ہی میں نے ایک بڑا وار کیا اگرچہ اب اس کو کاری زخم آچکا تھا لیکن وہ مرا نہیں تھا آخر میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھی اور زور سے دبایا تو تلوار اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی۔ جب مجھے یقین ہوا کہ میں نے اسے مار دیا تو پھر میں ایک ایک دروازہ کھولتا جاتا۔ سیڑھیوں پر پہنچ کر اترا رہا تھا، میں نے سمجھا کہ اب زمین آگئی، چاندنی رات میں (دھم سے) نیچے گر پڑا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں اسے اپنے عمامہ سے پٹی باندھ کر نکلا اور دروازہ پر یہ کہہ کر بیٹھ گیا، کہ آج رات اس وقت تک نہ نکلوں گا جب تک میں یہ نہ جان لوں کہ کیا میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ جس وقت مرغ نے آذان دی تو اس وقت ناعی (موت کی خبر سنانے والا) دیوار پر کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ میں ابو رافع، اہل حجاز کے سوداگر کے مرنے کی خبر سناتا ہوں۔ پھر میں نے اپنے ساتھیوں سے آکر کہا کہ جلدی چلو، اللہ نے ابو رافع کو قتل کرا دیا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے آکر یہ قصہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ میں نے اپنا پیر پھیلایا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ ایسا ہو گیا جیسے مجھے کبھی اس کی شکایت ہی نہ تھی۔

باب: غزوہ احد کا بیان۔

1618: سیدنا جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے احد کے دن نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا کہ اگر میں (اللہ کی راہ میں) مارا جاؤں تو کہاں (جاؤں گا؟) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (تو) جنت میں (جائے گا) اس نے اپنے ہاتھ کی کھجوریں (تک) پھینک دیں اور اتنا لڑا کہ شہید ہو گیا۔

(...... (باب: ''جب تم میں سے دوگروہوں نے ہمت ہارنا چاہی اور اللہ ان کامددگار تھا'' (سورۃ آل عمران:122)

1619: فاتح ایران سیدنا سعد بن ابی وقاص ص سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے غزوۂ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ دو مرد دیکھے جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف سے خوب لڑ رہے تھے۔ میں نے ان کو کبھی نہیں دیکھا نہ اس سے پہلے نہ اسکے بعد۔

1620: فاتح ایران سیدنا سعد بن ابی وقاص ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے احد کے دن اپنی ترکش سے تیر نکال کر میرے سامنے رکھے اور فرمایا کہ (اے سعد ص) تیر چلا تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

باب: ''اے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ کے اختیار میں کچھ نہیں، اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی توبہ قبول کرے یا عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں'' (سورۃ آل عمران:128)

1621: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سر مبارک احد کے دن زخمی ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''بھلا وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے پیغمبر کو زخمی کیا'' تو یہ آیت اتری ''اے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ کے اختیار میں کچھ نہیں''۔ (سورۃ آل عمران:128)۔

1622: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فجر کی نماز میں آخری رکعت میں رکوع کے بعد یوں دعا کرتے تھے ''اے اللہ! فلاں اور فلاں اور فلاں پر لعنت فرما''۔ اس وقت اللہ نے یہ آیت اتاری۔ ''اے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ کے اختیار میں کچھ نہیں، اللہ تعالیٰ چاہے تو اُن کی توبہ قبول کرے یا عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں'' (سورۃ آل عمران:128)۔

باب: سید شہدا حمزہ ص کی شہادت کا بیان۔

1623: عبید اللہ بن عدی بن خیار سے روایت ہے کہ انہوں نے وحشی سے کہا کیا تم ہمیں قتل حمزہ ص کی خبر نہیں بتاؤ گے؟ اس نے کہا ہاں (کیوں نہ بتاؤں گا۔ قتل حمزہ کا قصہ یوں ہے) کہ سیدنا حمزہ ص نے بدر کے دن طعیمہ بن عدی بن خیار کو قتل کیا تھا، مجھ سے میرے آقا جبیر بن مطعم نے کہا اگر تو میرے چچا کے عوض حمزہؓ کو مار ڈالے تو تُو آزاد ہے۔ وحشی نے کہا کہ جب قریش کے لوگ عینین کی لڑائی کے سال نکلے اور عینین احد کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے۔ احد کے اور اس کے درمیان ایک نالہ ہے۔ اس وقت میں بھی لڑنے والوں کیساتھ نکلا، جب لوگ لڑائی کی صفیں باندھ چکے، تو سباع (بن عبدالعزیٰ) نے (صف سے) نکل کر کہا کہ کیا کوئی لڑنے والا ہے؟ وحشی کہتے ہیں کہ سید شہدا حمزہ ص بن عبدالمطلب نے اس کے مقابل نکل کر کہا اے سباع! اے اُمّ انمار کے بیٹے! جو عورتوں کا ختنہ کرتی تھی کیا تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مخالفت کرتا ہے؟ وحشی نے کہا پھر انہوں نے سباع پر حملہ کیا اور سباع گذشتہ کل کی طرح مٹ گیا۔ وحشی نے کہا پھر میں قتل حمزہ ص کے واسطے ایک پتھر کی آڑ میں گھات لگا کر بیٹھ گیا۔ جب وہ میرے قریب آئے تو میں نے اپنا ہتھیار پھینک مارا، وہ اُن کو زیر ناف اس طرح لگا کہ وہ

اُن کے دونوں سرین کے پار ہو گیا۔ وحشی نے کہا کہ یہی ان کا آخری وقت تھا۔ جب سب قریش مکہ میں واپس آئے تو میں بھی ان کیساتھ واپس آ کر مکہ میں مقیم ہو گیا۔ جب (فتح مکہ کے بعد) مکہ میں بھی اسلام پھیل گیا تو میں طائف چلا گیا جب طائف والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف قاصد بھیجے تو مجھ سے کہا کہ وہ قاصدوں کو نہیں ستاتے چنانچہ میں ان کیساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب مجھے دیکھا تو فرمایا ''کیا وحشی تو ہی ہے''؟ میں نے عرض کیا جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حمزہؓ کو تو نے ہی شہید کیا تھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے لوگوں نے بیان کیا، وہی ماجرا ہے (یعنی میں نے اپنے آقا کے حکم سے مارا تھا) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کیا تو مجھ سے اپنا منہ چھپا سکتا ہے؟ وحشی کہتے ہیں کہ میں (آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس سے اٹھ کر) باہر آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کے بعد جب مسیلمہ کذاب نے خروج (یعنی دعویٰ نبوت) کیا تو میں نے سوچا کہ میں بھی مسلمانوں کے پاس چلوں، شاید مسیلمہ کو مار کر حمزہؓ کا بدلہ اتار سکوں۔ وحشی نے کہا کہ میں (ان) لوگوں کیساتھ (جو سیدنا ابو بکرؓ نے روانہ کیے تھے) نکلا اور مسیلمہ کا حال جو تھا سو تھا (یعنی اس کیساتھ ایک بڑی جماعت تھی) وحشی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہی میں نے دیکھا کہ مسیلمہ ایک دیوار کے شگاف میں کھڑا ہے گویا کہ خاکستری رنگ کا اونٹ ہے اور پریشان سر ہے، میں نے وہی حربہ (جس سے حمزہؓ کو شہید کیا تھا) اس کی چھاتی کے درمیان مارا اور اس کے دونوں مونڈھوں کے آر پار کر دیا پھر مسیلمہ کی طرف ایک انصاری نے دوڑ کر اس کی کھوپڑی پر تلوار مار دی (یعنی گردن جدا کر دی)۔

باب: احد کے دن جو زخم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو لگے ان کا بیان۔

1624: سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے چاروں دانتوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اللہ کا غصہ اس قوم پر ہے جنہوں نے اپنے نبی کیساتھ یہ معاملہ کیا ہو اور نیز اس قوم پر ہے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے (بغیر حد اور قصاص کے) اللہ کی راہ میں مارا ہو۔

(   ) باب: اللہ عزوجل کا یہ قول "جن لوگوں نے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم قبول کرلیا" (سورۃ آل عمران: 172)

1625: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب غزوۂ احد کے دن نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جو صدمہ پہنچنا تھا پہنچ چکا اور مشرک واپس چلے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے دوبارہ آ جانے کے ڈر سے فرمایا کہ کون ہے جو ان کفار کے پیچھے جائے؟ یہ سن کر ستر صحابہ کرام نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان قبول کیا۔ (راوی حدیث عروہ) کہتے ہیں کہ اُن میں سیدنا ابوبکر اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما شامل تھے۔

باب: غزوۂ خندق کا بیان، اسی کا نام غزوۂ احزاب ہے

1626: سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم خندق کے دن زمین کھود رہے تھے کہ اتفاقاً ایک زمین سخت نکل آئی۔ سب نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے جا کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ایک بہت سخت زمین خندق میں در پیش آ گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں خود آ کر اسے دور کر دیتا ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم چلے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیٹ سے پتھر بندھے ہوئے تھے۔ تین روز تک ہم بھوکے پیاسے ہی رہے آپ صلی اللہ علیہ واله

وسلم نے آ کر زمین پر کدال ماری۔ کدال مارتے ہی وہ زمین نرم ہوگئی۔

1627: سیدنا سلیمان بن صردؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے غزوہَ احزاب کے دن فرمایا کہ اب ہم ہی کافروں پر چڑھائی کریں گے اور وہ ہم پر چڑھائی نہ کرسکیں گے۔

1628: سیدنا ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے، جس نے اپنی فوج (مسلمانوں) کو غالب کیا اور اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی مدد فرمائی اور کفار کو اس اکیلے نے مغلوب کیا، اللہ کے بعد کوئی چیز نہیں (یعنی سب کو فنا ہے اور صرف اللہ ہی ''الاول والآخر'' ذات ہے)۔

باب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جنگ احزاب سے واپس آنا اور بنی قریظہ پر چڑھائی کرنا اور محاصرہ کرنا۔

1629: سیدنا ابوسعید خدریؓ کہتے تھے کہ بنی قریظہ سیدنا سعد بن معاذؓ کے فیصلے پر راضی ہو کر قلعے سے نیچے اتر آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کسی کو سعدؓ کے پاس بھیجا۔ وہ گدھے پر بیٹھے ہوئے تشریف لائے، جب مسجد کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انصار سے کہا کہ اپنے سردار یا اپنے بزرگ کو لو (یعنی اتارو) پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے (سعدؓ سے) کہا کہ یہ کافر تمہارے فیصلے پر اترے ہیں (تم کیا فیصلہ کرتے ہو؟) سیدنا سعدؓ نے جواب دیا کہ جو کافر لڑائی کے قابل ہیں انہیں قتل کر دیا جائے اور ان کی اولاد اور عورتیں قید کی جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے وہی فیصلہ کیا جیسے اللہ کا حکم تھا یا جیسے بادشاہ (یعنی اللہ) کا حکم تھا۔

باب : ذات الرقاع کی جنگ کا بیان۔

1630: سیدنا جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے اصحاب کو خوف کی نماز اپنے ساتویں غزوہ، یعنی غزوہ ذات الرقاع میں پڑھائی۔

1631: سیدنا ابوموسیٰؓ کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ ایک لڑائی میں نکلے اور ہم چھ آدمیوں کے پاس صرف ایک اونٹ تھا۔ ہم آگے پیچھے باری باری اس پر سوار ہوتے تھے، ہمارے قدم چھلنی ہو گئے تھے اور میرے دونوں پیر پھٹ گئے اور ناخن بھی گر پڑے تو ہم اپنے پیروں پر پٹیاں باندھتے تھے، اس لڑائی کا نام ذات الرقاع بھی اسی وجہ سے رکھا گیا (یعنی پٹیوں دھجیوں والی لڑائی) کیونکہ ہم پاؤں پھٹ جانے کی وجہ سے ان پر پٹیاں باندھتے تھے۔

1632: سیدنا سہل بن ابی حثمہؓ نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ جنگ ذات الرقاع میں حاضر تھے، صلوٰۃ خوف (یعنی خوف کی نماز پڑھنے) کا بیان کیا کہ ایک گروہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ صف باندھی اور ایک گروہ دشمن کے مقابل رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں کو ایک رکعت پڑھائی پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کھڑے رہے اور وہ (مقتدی) اپنی نماز پوری کر کے چلے گئے اور دشمن کے مدمقابل ہو گئے۔ پھر دوسرا گروہ آیا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں دوسری رکعت جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی باقی رہ گئی تھی پڑھائی، پھر (بیٹھے) ٹھہرے رہے اور انہوں نے اپنی اپنی نماز پوری کر لی پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کیساتھ سلام پھیرا۔

1633: سیدنا جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ نجد کی طرف جہاد کیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم واپس

آئے تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ واپس آ گئے اور ایک ایسے جنگل میں دوپہر ہو گئی جس میں کانٹے بکثرت تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم (وہیں) اتر گئے اور لوگ جنگل میں جا بجا پھیل گئے اور درختوں کے سائے میں ٹھہرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیکر کے ایک گھنے درخت کے نیچے ٹھہرے اور اپنی تلوار اس پر لٹکا دی۔ سیدنا جابرؓ کہتے ہیں ہم تھوڑی ہی دیر سوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں آواز دی ہم آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے تو دیکھا کہ ایک دیہاتی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس بیٹھا ہے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے میرے سونے کی حالت میں میری تلوار کھینچ لی، اسی اثناء میں مَیں اٹھ بیٹھا تو ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں دیکھی، یہ مجھ سے کہنے لگا کہ اب بتا تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ اللہ بچا سکتا ہے پس یہ ہے وہ جواب بیٹھا ہوا ہے لیکن پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے کچھ سزا نہ دی۔

باب: بنی مصطلق جو بنی خزاعہ کی ایک شاخ ہیں، ان کی لڑائی کا بیان۔ اور اسی کو جنگ مریسیع کہتے ہیں۔

1634: سیدنا ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ جنگ بنی مصطلق میں نکلے اور ہمیں عرب کی باندیاں ہاتھ لگیں اور ہمیں عورتوں کی خواہش ہوئی، عورتوں کے بغیر رہنا مشکل ہو گیا۔ ہم نے عزل کرنا اچھا جانا اور عزل کرنے کا ارادہ کر لیا پھر ہم نے سوچا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم میں موجود ہیں تو پھر ہم ان سے بغیر پوچھے کیوں عزل کریں؟ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب دیا کہ

عزل کرنے میں نہ تمہارا کچھ فائدہ ہے اور نہ تم پر کچھ خوف ہے کوئی جان پیدا ہونے والی قیامت تک بغیر پیدا ہوئے نہ رہے گی (ضرور پیدا ہوگی)

باب: جنگ بنی انمار کا بیان۔

1635: سیدنا جابر بن عبداللہ انصاریؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جنگ انمار میں سواری پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا منہ مشرق کی طرف تھا، (اور) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نفل نماز پڑھ رہے تھے۔

(باب: جنگ حدیبیہ کا بیان اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول (ترجمہ) ''یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی ہو گیا جبکہ وہ تجھ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے'' (الفتح: 18)

1636: سیدنا براء کہتے ہیں کہ لوگو! تم تو سورۃ فتح سے مراد فتح مکہ لیتے ہو اور ہم بیعت الرضوان کو جو حدیبیہ کے دن ہوئی فتح سمجھتے ہیں (جس کا قصہ یوں ہے) کہ ہم چودہ سو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ تھے اور حدیبیہ ایک کنواں ہے اس کا پانی ہم نے (لینا شروع کیا، اس قدر) نکالا کہ اس میں ایک قطرہ نہ چھوڑا۔ جب یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو معلوم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وہاں تشریف لائے اور اس کے کنارے پر بیٹھ کر ایک برتن میں پانی منگوایا اور وضو کیا پھر کلی کی اور دعا فرمائی اور وہ پانی اس کنوئیں میں ڈال دیا۔ ہم تھوڑی دیر تک ٹھہرے رہے پھر کنوئیں میں پانی اس قدر ہو گیا کہ جس سے ہم اور ہمارے جانور، سب سیراب ہو گئے۔

1637: سیدنا جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ

علیہ والہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ آج تم ساری زمین والوں میں سب سے بہتر ہو۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم ایک ہزار چار سو آدمی تھے۔ اور اگر میری بینائی ہوتی تو میں تمہیں اس درخت کی جگہ دکھا دیتا۔

1638: سیدنا سوید بن نعمانؓ جو کہ اصحاب شجرہ میں سے تھے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام' کے پاس (غزوۂ خیبر میں) صرف ستو کھانے کو لائے گئے تو انہوں نے اسی کو چبالیا۔

1639: امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ وہ رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ ایک سفر میں جا رہے تھے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کوئی بات پوچھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انھیں کچھ جواب نہ دیا پھر (دوبارہ) پوچھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب نہ دیا، انھوں نے پھر پوچھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پھر بھی کچھ جواب نہ دیا تو سیدنا عمرؓ نے (اپنے آپ سے) کہا اے عمر (ص)! تجھے تیری ماں روئے، تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے تین بار پوچھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب بھی نہ دیا۔ سیدنا عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اونٹ کو ایڑی لگائی اور مسلمانوں سے آگے بڑھ گیا۔ میں ڈر رہا تھا کہ کہیں میرے بارے میں کوئی حکم قرآن نہ آ جائے۔ میں تھوڑی ہی دیر ٹھہرا تھا کہ میں نے ایک پکارنے والے کو سنا جو مجھے پکار رہا تھا میں اور ڈرا کہ کہیں میرے بارے میں قرآن نہ اترا ہو۔ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آ کر سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات مجھ پر ایک سورۃ اتری ہے جو مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ پسند ہے جن پر سورج طلوع ہوا پھر یہ آیت پڑھی ''بے شک (اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم!) ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی ہے'' (سورۂ الفتح آیت نمبر 1)۔

1640: سیدنا مسور بن مخرمہؓ کہتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک ہزار سے زیادہ کئی سو صحابیوں کیساتھ نکلے۔ جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو قربانی کے جانوروں کے گلے میں ہار ڈالا اور اس کا کوہان چیر کر نشان دار کر دیا اور وہیں سے عمرہ کا احرام باندھ لیا اور بنی خزاعہ کے ایک جاسوس کو روانہ کیا (کہ قریش کی خبر لائے) اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آگے بڑھتے رہے جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم موضع غدیر الاشطاط میں پہنچے تو جاسوس نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آ کر بتایا کہ قریش نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے لڑنے کیلئے فوجیں اکٹھی کی ہیں اور یہ فوجیں مختلف قبیلوں سے لی گئی ہیں، وہ سب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے لڑیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بیت اللہ سے روکیں گے اور وہاں تک جانے نہ دیں گے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا اے لوگو مجھے مشورہ دو (کہ کیا کرنا چاہیئے) تمہاری کیا یہ رائے ہے کہ میں کافروں کے اہل وعیال کو غارت کر دوں جو کہ ہمیں بیت اللہ سے روکنے کا ارادہ کرتے ہیں اگر وہ ہمارا مقابلہ کریں گے تو اللہ بڑا بزرگ و غالب ہے جس نے جاسوس کو مشرکین کے شر سے بچا لیا اور اگر وہ ہمارا مقابلہ نہ کر سکے تو ہم انھیں لوٹے ہوؤں اور بھاگے ہوؤں کی طرح چھوڑ دیں گے۔ سیدنا ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم تو صرف بیت اللہ کا قصد کر کے آئے ہیں ہم کسی کو مارنا یا لوٹنا نہیں چاہتے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم چلئے تو سہی اگر کوئی ہمیں روکے گا تو ہم لڑیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نام پر چلو۔

1641: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ان کے والد (سیدنا عمرؓ) نے انہیں اپنا گھوڑا لانے کیلئے بھیجا جو ایک انصاری شخص کے پاس تھا، انہوں (راستہ میں انہوں) نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم درخت کے نیچے لوگوں سے

بیعت کر رہے ہیں، اور سیدنا عمرؓ کو یہ معلوم نہ تھا پس انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بیعت کر لی، پھر گھوڑا لینے گئے اور اس کو لے کر سیدنا عمرؓ کے پاس آئے، اور وہ (زرہ پہنے ہوئے تھے) ہتھیار پہن رہے تھے تو سیدنا عبداللہؓ نے ان سے بیان کیا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے ہیں۔ (پھر) وہ دونوں چلے یہاں تک کہ سیدنا عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بیعت کی۔ یہ (وہ) قصہ ہے (کہ) جس کی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر، سیدنا عمرؓ سے پہلے اسلام لائے

1642: سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب عمرہ ادا فرمایا تو ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے طواف کیا تو ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ طواف کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نماز پڑھی تو ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ نماز پڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم صفا مروہ کے درمیان دوڑے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اہل مکہ سے پوشیدہ کئے ہوئے تھے تاکہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایذا نہ پہنچا سکے۔

باب: جنگ ذی قرد کا بیان۔

1643: سیدنا سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں کہ میں صبح کی اذان سے پہلے (مدینہ سے غابہ کی طرف) چلا۔ ذی قرد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دودھ والی اونٹنیاں چر رہی تھیں راہ میں مجھے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا غلام ملا اور اس نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اونٹنیاں پکڑی گئیں .... اور طویل حدیث ذکر کی جو کہ پہلے گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث نمبر 13) اور اس حدیث کے آخر میں سیدنا سلمہؓ کہتے ہیں کہ پھر ہم سب واپس آ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

مدینہ پہنچنے تک مجھے اپنی اونٹنی پر بٹھا کر لائے۔

باب: جنگ خیبر کا بیان۔

1644: سیدنا سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں کہ ہم جنگ خیبر میں رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ نکلے کسی نے سیدنا عامرؓ سے کہا اے عامر! تو ہمیں اپنے شعر کیوں نہیں سناتا؟ سیدنا عامرؓ شاعر تھے وہ (اپنی سواری سے) اتر کر قوم کو شعر سنانے لگے اور یہ پڑھتے تھے "اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہرگز ہدایت نہ پاتے، نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے، معاف کر جو تیری اطاعت میں ہم سے کوتاہی ہو، ہم تجھ پر قربان ہوں اور اگر ہم لڑیں تو ہمارے قدم ثابت رکھ، اور ہم پر سکونت نازل فرما، جب کوئی ہمیں ناحق کی طرف بلائے گا تو ہم انکار کر دیں گے، کفار نے شور وغل مچا کر ہم پر مدد بلائی ہے" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کون ہے جو اونٹوں کو چلانے کیلئے شعر پڑھ رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ عامر بن اکوعؓ ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اس پر رحم فرمائے۔ ایک شخص (سیدنا عمرؓ) نے کہا کہ یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم (عامر کے واسطے جنت یا شہادت) واجب ہو گئی، اس سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں بھی فائدہ کیوں نہیں اٹھانے دیا؟ پھر ہم خیبر پہنچے اور خیبر والوں کو گھیر لیا اسی اثناء میں ہمیں سخت بھوک لگی پھر اللہ نے خیبر پر مسلمانوں کو فتح دی۔ فتح کے روز مسلمانوں نے شام کو آگ سلگائی (ہر ایک کھانے پکانے لگا) تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کیسی آگ ہے اور کس چیز کے نیچے تم آگ جلا رہے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا کہ گوشت کے نیچے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا کہ گوشت کس جانور کا ہے؟ انھوں نے جواب دیا پلیر وگدھوں کا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اسے گرا دو اور ہانڈیاں توڑ دو۔ کسی نے عرض کیا کہ کیا ہم اسے گرا دیں اور

ہانڈیوں کو دھولیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ایسا ہی کرلو۔ پھر جب دشمنوں کے مقابل صف بندی ہوئی تو سیدنا عامرؓ کی تلوار چھوٹی تھی، وہ ایک یہودی کی پنڈلی پر مارنے لگے تو اس کی نوک پلٹ کر سیدنا عامر ہی کے گھٹنے پر لگی، اور سیدنا عامرؓ اسی زخم سے شہید ہو گئے (راوی) کہتے ہیں کہ جب سب واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے مغموم دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر قربان ہوں لوگ بیان کرتے ہیں کہ عامرؓ کے عمل چھن گئے (کیونکہ انہوں نے خودکشی کی ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس نے یہ کہا وہ جھوٹا ہے عامرؓ کو تو دوہرا اجر ملے گا اور اپنی دونوں انگلیاں ملا کر فرمایا کہ عامر کوشش کرنے والا اور لڑنے والا تھا۔ کوئی بھی عربی زمین پر عامر کی طرح نہیں چلا، اس جیسے عربی جو مدینے میں رہتے ہوں بہت کم ہیں۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ کوئی عربی مدینہ میں عامر کی مثل پیدا نہیں ہوا۔

1645: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خیبر میں رات کو پہنچے (یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں حدیث نمبر 243 کے تحت گزر چکی ہے) اس روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان میں جو لڑنے والے تھے ان کو قتل کیا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کیا۔

1646: سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خیبر پر چڑھائی کی تو (راستے میں) لوگ ایک بلند جگہ پر چڑھے اور پکار پکار کر اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ کہنے لگے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے نفسوں پر نرمی کرو (اور چیخو نہیں) کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے ہو بلکہ تم سننے والے کو اور جو بہت نزدیک ہے اسے پکارتے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے

(اور) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سواری کے پیچھے ہی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھتے ہوئے سنا پھر فرمایا کہ اے عبداللہ بن قیس (یہ سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ کا اصل نام ہے) میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم (کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں حاضر ہوں) تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تجھے ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ضرور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، ضرور بتائیے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ (وہ کلمہ) لاحول ولاقوۃ الا باللہ (ہے)۔

1647: سیدنا سہل بن سعد ساعدیؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور مشرکین کا (خیبر کے دن) مقابلہ ہوا دونوں طرف کے لوگ لڑے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی فوج کی طرف لوٹے اور کافر اپنی فوج کی طرف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص تھا جو کسی اکیلے مشرک کو نہ چھوڑتا تھا بلکہ اس کے پیچھے جا کر اسے اپنی تلوار سے مار دیتا لوگوں نے کہا کہ اس نے تو آج وہ کام کیا ہے جو ہم میں سے کوئی نہ کر سکا (بہت سے کافروں کو مار ڈالا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تو جہنمی ہے، مسلمانوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں اس کیساتھ رہوں گا، پس وہ اس کیساتھ رہا، جہاں وہ ٹھہرتا یہ بھی ٹھہر جاتا، جب وہ دوڑتا یہ بھی دوڑ کر اس کیساتھ جاتا، (راوی نے) کہا کہ آخر وہ شخص سخت زخمی ہو گیا اور اس نے مرنے میں جلدی کی، (اور) اپنی تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور تلوار کی نوک اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان رکھ کر اُس پر اپنا سارا بوجھ ڈال دیا اور اپنے آپ کو قتل کر ڈالا تو وہ دوسرا شخص نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا اور بولا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے سچے رسول

ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کیسے؟ اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ابھی ابھی آپ نے جس شخص کو دوزخی فرمایا تھا اور لوگوں پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ کہنا شاق گزرا تھا، تو میں نے سوچا کہ چل کر اس کا حال دیکھوں اور لوگوں سے اس کی کیفیت بیان کروں، چنانچہ میں اس کے پیچھے نکلا، پھر وہ شخص بہت زخمی ہوگیا تو جلد مرنے کیلئے اس نے اپنی تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک اپنی چھاتی سے لگائی پھر اپنا سارا بوجھ اس پر ڈال دیا اور اپنے آپ کو ہلاک کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ کوئی شخص لوگوں کی نظر میں اہل جنت کے سے عمل کرتا ہے حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے اور کوئی شخص لوگوں کی نگاہ میں دوزخیوں کے سے کام کرتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔

1648: اور ایک روایت میں کہا ''پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے فلاں کھڑے ہوکر آواز لگا دے کہ جنت میں ایماندار کے سوا کوئی نہ جائے گا اور اللہ تعالیٰ بدکار سے بھی دین کی تائید کراتا ہے''۔

1649: سیدنا سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ خیبر کے دن میری پنڈلی پر ایک چوٹ لگی تھی پس میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس پر تین دفعہ دم کر دیا پھر مجھے آج تک اس کی شکایت نہ ہوئی۔

1650: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مدینہ اور خیبر کے درمیان تین شب ٹھہرے ان میں اُمّ المؤمنین صفیہؓ سے زفاف کیا پھر میں نے لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ولیمہ کے واسطے بلایا، نہ اس میں روٹی تھی اور نہ گوشت تھا اس میں صرف یہ تھا کہ سیدنا بلالؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا۔ دسترخوان بچھا دیا گیا پھر اس پر کھجوریں اور پنیر اور گھی ڈال دی گئی۔ پھر مسلمانوں نے باہم گفتگو کی کہ صفیہ امہات المؤمنین میں

سے ایک ہیں یا لونڈی ہیں؟ پھر خود ہی کہنے لگے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں چھپایا تو امہات المؤمنین میں سے ہوں گی اور اگر نہ چھپایا تو لونڈی رہیں گی چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کوچ کیا تو اُمّ المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کے واسطے اپنے پیچھے بیٹھنے کی جگہ بنائی اور پردہ کھینچ دیا۔

1651: امیر المؤمنین سیدنا علیؓ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں کیساتھ متعہ کرنے اور گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا۔

1652: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خیبر کے دن (مال غنیمت سے) گھوڑے کو دو حصے دیئے اور پیادہ (مجاہد) کو ایک حصہ۔

1653: سیدنا ابوموسیٰؓ کہتے ہیں کہ جب ہم یمن میں تھے تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مکہ سے نکلنے کی خبر پہنچی تو ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف ہجرت کر کے روانہ ہوئے، میں اور میرے دو بھائی ابو بردہ اور ابو رہم تھے میں ان سے چھوٹا تھا اور ترپن آدمی میری قوم میں سے ہمارے ساتھ آئے خیر ہم سب جہاز میں سوار ہوئے۔ اتفاق سے یہ جہاز حبش کے ملک نجاشی بادشاہ کے پاس پہنچا وہاں ہمیں سیدنا جعفرؓ بن ابی طالب ملے۔ ہم نے ان کے پاس قیام کیا پھر ہم سب اکٹھے روانہ ہوئے اور ہم نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس اس وقت پہنچے جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خیبر فتح کر چکے تھے اور دیگر لوگ ہم اہل سفینہ سے کہنے لگے کہ ہجرت میں ہم لوگ تم پر سبقت لے گئے۔ اور سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو ہمارے ساتھ آئی تھیں، اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں مہمان گئیں اور انہوں نے بھی نجاشی کے ملک میں مہاجرین کیساتھ ہجرت کی تھی۔ سیدنا عمرؓ اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

ان کے پاس موجود تھیں۔ سیدنا عمرؓ نے اسماء رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ یہ اسماء بنت عمیس ہے، تو انہوں نے کہا کہ جو حبش کے ملک میں گئی تھیں اور اب سمندر کا سفر کر کے آئی ہیں؟ اسماء رضی اللہ عنہا بولیں جی ہاں میں وہی ہوں۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ ہم ہجرت میں تم سے سبقت لے گئے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر تم سے زیادہ ہمارا حق ہے، یہ سن کر انہیں کو غصہ آ گیا اور کہنے لگیں "اللہ کی قسم ہرگز نہیں، تم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تم میں سے بھوکے کو کھانا کھلاتے ہیں اور تمہارے جاہل کو نصیحت کرتے ہیں اور ہم اجنبیوں اور دشمنوں کی زمین میں تھے جو حبش میں واقع ہے اور ہماری یہ سب تکالیف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی راہ میں تھیں، اللہ کی قسم مجھ پر کھانا پینا حرام ہے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے تمہاری بات کا ذکر نہ کرلوں اور ہم کو ایذا دی جاتی تھی اور ہمیں ہروقت خوف رہتا تھا، عنقریب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ذکر کروں گی اور ان سے پوچھوں گی، اللہ کی قسم نہ میں جھوٹ بولوں گی نہ میں کجروی کروں گی اور نہ میں اس سے زیادہ کہوں گی"۔ جب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے تو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عمرؓ نے اس اس طرح کہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا کہ تو نے انہیں کیا جواب دیا؟ تو وہ بولیں کہ میں نے انہیں اس طرح جواب دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے زیادہ کسی کا حق نہیں ہے کیونکہ عمر (ص) اور ان کے ساتھیوں کی ایک ہجرت ہے اور تم کشتی والوں کی تو دو ہجرتیں ہوئیں۔

1654: سیدنا ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں اشعری لوگوں کی آواز پہچانتا ہوں جب وہ رات کو مدینہ میں اپنے گھروں میں

قرآن پڑھا کرتے ہیں اور میں ان کے رات کو قرآن پڑھنے کی آواز سے ان کے ٹھکانے پہچان لیتا ہوں اگرچہ میں ان کے اترنے کی جگہ نہیں دیکھتا جہاں وہ دن میں اترے تھے اور انہی میں سے ایک شخص حکیم ہے کہ جب وہ کافروں کے سواروں یا دشمن سے ملتا ہے تو اُن سے کہتا ہے کہ میرے ساتھی تمہیں حکم دیتے ہیں کہ (لڑنے کیلئے) ان کا انتظار کرو

1655: سیدنا ابوموسیٰؓ کہتے ہیں کہ ہم فتح خیبر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے (غنیمتِ خیبر سے) ہمیں حصہ دیا اور ہمارے علاوہ کسی اور کو جو بوقت فتح حاضر نہ تھا حصہ نہیں دیا۔

باب: عمرۂ قضاء کا بیان۔

1656: سیدنا ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالتِ احرام میں نکاح کیا اور احرام کھولنے کے بعد اُن سے صحبت کی اور اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سرف ہی میں (جہاں نکاح ہوا تھا) فوت ہوئیں۔

نوٹ: اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا خود اپنے نکاح کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس وقت احرام میں نہیں تھے (مسلم) سیدنا ابن عباسؓ کو شاید خبر بعد میں ملی ہوگی۔

باب: غزوۂ موتہ کا بیان جو ملک شام میں ہے۔

1657: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے غزوہ موتہ میں سیدنا زید بن حارثہؓ کو امیر بنایا پھر فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر امیر ہیں اور اگر جعفر شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہیں (۱) سیدنا عبداللہ

بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں اس لڑائی میں موجود تھا جب ہم نے سیدنا جعفر بن ابی طالبؓ کو تلاش کیا تو انھیں شہیدوں میں پایا اور ہم نے نوے سے کچھ اوپر نیزے اور تلوار کے زخم ان کے جسم پر دیکھے۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سیدنا اُسامہ بن زیدؓ کو قوم حرقات (جہینہ قبیلہ کی ایک شاخ) کی طرف روانہ کرنا۔

1658: سیدنا اسامہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قبیلہ حرقہ کی طرف بھیجا، بوقت صبح ہم نے اس قوم پر حملہ کیا اور ان کو شکست دی پھر میں اور ایک انصاری مرد کفار کے ایک شخص سے ملے جب ہم نے اسے گھیر لیا تو اس نے کہا لا الہ الا اللہ، انصاری رُک گیا اور میں نے اسے نیزہ سے مار ڈالا جب ہم مدینہ آئے اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہا اسامہ کیا تو نے اسے لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد مار ڈالا؟ میں نے عرض کیا کہ وہ تو پناہ کے واسطے کہہ رہا تھا (سچے دل سے نہیں کہہ رہا تھا) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بار بار یہی کہتے رہے یہاں تک کہ میں نے یہ خواہش کی کہ کاش میں اس دن سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا (بلکہ اس کے بعد لاتا تاکہ میرا یہ گناہ معاف ہو جاتا)۔

1659: سیدنا سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ سات بار جہاد کیا اور نو مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لشکر کیساتھ جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم روانہ کرتے تھے لڑا ہوں۔ ایک دفعہ ہمارے امیر سیدنا ابوبکر صدیق اور ایک بار سیدنا اسامہ' تھے۔

باب: غزوۂ فتح مکہ کا بیان جو رمضان میں ہوا۔

1660: سیدنا ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم رمضان

کے مہینہ میں مدینہ سے دس ہزار صحابیوں کیساتھ (مکہ کی طرف) روانہ ہوئے اور یہ مدینہ میں آنے سے ساڑھے آٹھ برس بعد کا ذکر ہے۔ مسلمان اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ کچھ صحابہ بھی روزے رکھتے رہے، جب مقام کدید پر جو کہ عُسفان وقدید کے درمیان ایک چشمہ ہے پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہیوں نے روزہ کھول لیا۔ (روزہ افطار کرلیا)

1661: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم رمضان کے مہینے میں حنین کی طرف نکلے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ والے لوگوں کا ایک حال نہ تھا، بعض لوگ روزہ دار اور بعض بغیر روزہ کے تھے۔ چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی سواری پر بیٹھ گئے تو ایک برتن میں پانی یا دودھ منگوا کر اپنی ہتھیلی یا سواری پر رکھا پھر اسے پیا پھر لوگوں کی طرف نظر کی تو جنہوں نے نہ رکھا تھا انہوں نے روزہ داروں سے کہا کہ تم بھی افطار کرلو۔ (کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم افطار کر چکے)

باب: فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جھنڈا کہاں کھڑا کیا؟۔

1662: سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فتح مکہ کے سال روانہ ہوئے تو یہ خبر قریش کو پہنچی، ابوسفیان بن حرب اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں خبر لینے کو نکلے۔ چلتے چلتے جب موضع مرالظہر ان میں (جو مکہ کے قریب ہے) پہنچے تو وہ کیا دیکھتے ہیں کہ آگ بکثرت روشن ہے جیسی کہ عرفہ میں ہوتی ہے، ابوسفیان نے

کہا کہ یہ کیسی آگ ہے جیسے کہ عرفہ میں آگ بکثرت ہوتی ہے؟ بدیل بن ورقاء نے کہا بنی عمرو (خزاعہ) کی آگ ہو گی ابوسفیان نے کہا بنی عمرو کے اتنے آدمی نہیں ہیں۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چوکیداروں نے انھیں دیکھ لیا اور انھیں پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس لے آئے ابوسفیان مسلمان ہو گیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم چلے تو سیدنا عباس بن عبدالمطلبؓ سے کہا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی گھاٹی پر کھڑا کرو تا کہ وہ مسلمانوں کی فوج دیکھ لے۔ سیدنا عباسؓ نے اسے کھڑا کر دیا، اب جو قبیلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ تھے گزرنا شروع ہوئے، وہ قبیلہ قبیلہ ہو کر ابوسفیان کے پاس سے گزرے، ایک لشکر گزرا تو ابوسفیان بولا اے عباس! یہ کون لوگ ہیں؟ وہ بولے کہ یہ قبیلہ غفار ہے، ابوسفیان نے کہا کہ میری اور غفار کی لڑائی تو نہ تھی (پھر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ مجھ پر کیوں چڑھ آئے ہیں؟) پھر قبیلہ جہنیہ گزرا تو ابوسفیان نے مثل اوّل گفتگو کی پھر قبیلہ سعد بن ہزیم گزرا تو بھی ابوسفیان نے ایسا ہی کہا اور قبیلہ سلیم گزرا تو بھی ابوسفیان نے یہی بات کی پھر ایک ایسا قبیلہ گزرا کہ اس جیسا ابوسفیان نے نہیں دیکھا تھا تو اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو سیدنا عباسؓ نے جواب دیا کہ یہ انصار ہیں، ان کے امیر سیدنا سعد بن عبادہؓ ہیں، انہی کے پاس جھنڈا ہے، پھر سیدنا سعد بن عبادہؓ نے کہا کہ اے ابوسفیان! آج کا دن کفار کے قتل کا دن ہے، آج کے دن کعبہ حلال ہو جائے گا (یعنی کفار کا قتل اس میں جائز ہو جائے گا) ابوسفیان نے کہا کہ اے عباس (ص) اچھا تباہی کا دن آیا ہے۔ پھر ایک لشکر آیا جو سب لشکروں سے چھوٹا تھا انہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ تھے اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جھنڈا سیدنا زبیر بن عوامؓ کے پاس تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو ابوسفیان نے

کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نہیں معلوم کہ سعد بن عبادہ نے کیا کہا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا کہ اس نے کیا کہا؟ ابوسفیان بولا کہ اس نے ایسا ایسا کہا ہے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا سعد نے غلط کہا ہے، بلکہ یہ دن وہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کعبہ کو بزرگی دے گا اور وہ دن ہے کہ کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا (عروہ) کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے موضع حجون میں جھنڈا گاڑنے کا حکم دیا۔ پس سیدنا عباسؓ نے سیدنا زبیر بن عوامؓ سے کہا کہ اے ابو عبداللہ! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تمہیں اس جگہ جھنڈا گاڑنے کا حکم دیا تھا؟ (سیدنا زبیرؓ نے کہا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیدنا خالد بن ولیدؓ کو حکم دیا کہ کداء بلندیٔ مکہ کی جانب سے جانا اور خود نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کداء (نشیبی علاقے) کی طرف سے تشریف لائے سیدنا خالدؓ کی فوج میں سے دو سوار حُبیش بن اشعر اور کرز بن جابر فہری رضی اللہ عنہما اس دن شہید ہوئے۔

1663: سیدنا عبداللہ بن مغفلؓ کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اونٹنی پر سوار دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سورۂ فتح خوش الحانی سے پڑھ رہے تھے (سیدنا عبداللہ بن مغفلؓ کے شاگرد معاویہ بن قرۃ) کہتے ہیں کہ اگر مجھے ڈر نہ ہوتا کہ لوگ میرے گرد جمع ہو جائیں گے تو میں بھی اسی طرح خوش الحانی سے پڑھتا جیسے سیدنا عبداللہ بن مغفلؓ نے پڑھ کر سنایا تھا۔

1664: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں گئے اور اس وقت خانہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے ہاتھ کی لکڑی سے ان بتوں کو مارتے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ ”حق (یعنی اسلامی تعلیمات یا قرآن یا جہاد) آیا اور باطل چلا گیا“، ”حق آیا، اب باطل نہ نیا ہوگا اور نہ دوبارہ آئے گا“۔

1665: سیدنا عمرو بن سلمہؓ کہتے ہیں کہ ہم ایک چشمہ پر رہتے تھے جو گزرگاہِ عوام تھا اور ہمارے پاس سے سوار گزرتے تھے، ہم ان سواروں سے پوچھتے تھے کہ لوگوں کا کیا حال ہے اور یہ کون شخص ہے؟ (جو مدعی نبوت ہے) لوگ جواب دیتے تھے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے اور میرے پاس وحی آتی ہے یا اللہ نے یہ یہ وحی نازل کی ہے، پس میں (عمرو بن سلمہ) اس وحی یعنی قرآنی آیات کو اس طرح یاد کر لیتا گویا کہ کوئی میرے سینے میں جما دیتا ہے۔ اور عرب مسلمان ہونے کے واسطے فتح مکہ کا انتظار کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور اس کی قوم (یعنی قریش) کو چھوڑ دو، اگر محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان پر غالب آ گیا تو وہ سچا نبی ہے۔ پھر جب مکہ فتح ہو گیا تو ہر قوم اسلام لانے میں جلدی کرنے لگی اور میرے باپ نے مسلمان ہونے میں اپنی قوم پر سبقت کی۔ جب میرا باپ مسلمان ہو کر آیا تو اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی قسم میں تمہارے پاس سچے نبی کے پاس سے آیا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم فلاں وقت یہ نماز اور فلاں وقت فلاں نماز پڑھا کرو اور جب نماز کا وقت ہو تو کوئی تم میں سے آذان کہے اور جو تم میں زیادہ قرآن جانتا ہو وہ نماز پڑھا دے۔ قبیلہ والوں نے غور کیا تو کسی کو مجھ سے زیادہ قرآن جاننے والا نہ پایا کیونکہ میں سواروں سے مل مل کر بہت زیادہ یاد کر چکا تھا چنانچہ سب نے مجھے اپنا امام بنا لیا حالانکہ میں چھ یا سات سال کا تھا اور میں صرف ایک چادر اوڑھے ہوئے تھا جب میں سجدہ کرتا تو وہ جدا ہو جاتی تھی۔ قبیلہ کی ایک عورت نے کہا کہ تم اپنے قاری کا ستر ہم سے کیوں نہیں چھپاتے؟ انہوں نے کپڑا خرید کر میرا کرتہ بنایا، میں جتنا اس کرتہ سے خوش ہوا کسی چیز سے خوش نہیں ہوا۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول "حنین کی لڑائی والے دن، جب کہ تمہیں اپنی کثرت

پر ناز ہو گیا تھا ..... معاف کرنیوالا مہربان ہے" (التوبۃ: 25..27) کے بیان میں۔

1666: سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ ان کے ہاتھ میں (تلوار کا) ایک نشان تھا، انہوں نے کہا کہ مجھے یہ چوٹ حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ لگی تھی۔

باب: جنگ اوطاس کا بیان۔

1667: سیدنا ابو موسیٰؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم غزوۂ حنین سے فارغ ہوئے تو سیدنا ابو عامرؓ کو امیرِ لشکر بنا کر اوطاس کی طرف روانہ فرمایا (جہاں پر قبیلہ ہوازن جمع تھا) سیدنا ابو عامر کا دُرید بن صمّہ سے مقابلہ ہوا، دُرید مارا گیا اور اللہ نے اس کے ساتھیوں کو شکست دی۔ پھر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیدنا ابو عامرؓ کے ہمراہ مجھے بھی بھیجا تھا۔ اتفاق سے ان کے گھٹنے پر زخم آیا، ایک جشمی مرد نے ان کو تیر مارا جو اُن کے گھٹنے میں اتار دیا۔ میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ اے چچا! تمہیں کس نے تیر مارا؟ انہوں نے مجھے اشارے سے بتایا کہ فلاں میرا قاتل ہے، جس نے مجھے تیر مارا ہے۔ میں ارادہ کر کے اس کے پاس پہنچا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو بھاگا۔ میں اس کے پیچھے جاتا تھا اور یہ کہتا تھا (او بے حیا) تجھے شرم نہیں آتی، تو ٹھہرتا کیوں نہیں؟ پھر وہ ٹھہر گیا، میرے اور اس کے درمیان تلوار کے دو وار ہوئے، پھر میں نے اسے مار ڈالا، پھر میں نے آ کر ابو عامرؓ سے کہا کہ اللہ نے تمہارے قاتل کو ہلاک کروا دیا۔ وہ بولے کہ یہ تیر تو نکال لے۔ میں نے وہ تیر نکالا تو اس زخم سے پانی بہنے لگا۔ پھر وہ بولے کہ اے میرے بھائی کے بیٹے، تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو میری طرف سے سلام عرض کرنا اور کہنا

کہ وہ ابو عامر (ص) کیلئے استغفار کریں۔ پھر ابو عامرؓ نے مجھے لوگوں پر اپنا قائم مقام بنادیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ شہید ہو گئے۔ جب میں جنگ سے لوٹا تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کھجور کی رسی سے بُنی ہوئی چارپائی پر لیٹے تھے اور پہلو مبارک میں رسی کے نشان پڑ گئے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اپنا اور ابو عامرؓ کا حال بیان کیا اور کہا کہ ابو عامرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مغفرت کی دعا کرنے کی درخواست کی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پانی منگوا کر وضو کیا، پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ اے اللہ! ''عبید ابو عامر (ص) کو بخش دے''، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اتنے ہاتھ اٹھائے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ پھر یوں دعا فرمائی ''اے اللہ! ابو عامر کا قیامت کے روز بہت سی مخلوق نوع انسان پر درجہ بلند کرنا''میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میرے لئے بھی دعا ئے مغفرت کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہا کہ اے اللہ! عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ ص) کے گناہ معاف فرما دے اور قیامت کے دن اچھی جگہ (جنت میں) داخل فرما۔

باب: غزوۂ طائف کا بیان جو شوال 8ھ ہجری میں ہوئی۔

1668: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے، اس وقت میرے پاس ایک ہیجڑا بیٹھا تھا۔ میں نے سنا کہ وہ عبداللہ بن امیہ سے کہہ رہا تھا''اے عبداللہ! اگر کل اللہ تعالیٰ طائف فتح کرا دے تو غیلان کی بیٹی کو لے لینا کیونکہ (وہ اس قدر فربہ ہے کہ) جب وہ سامنے سے آتی ہے تو (اس کے پیٹ میں) چار بل پڑتے ہیں اور پیٹھ پھیرتی ہے تو آٹھ (یہ سن کر) نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ ہیجڑے آئندہ تمہارے پاس (اے اُمّ

سلمہ) ہرگز نہ آنے پائیں۔

1669: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا اور ان کا کچھ نقصان نہ کیا (بلکہ الٹا مسلمانوں کا نقصان ہوا) آخر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہم ان شاء اللہ (اب) مدینہ کو لوٹ چلیں گے صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ شاق معلوم ہوا اور کہنے لگے کہ ہم بغیر فتح کیونکر لوٹ چلیں؟ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لوٹ جائیں گے، پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (اچھا) کل صبح لڑو۔ صبح ہوئی تو وہ سب لڑے اور زخمی ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کل ان شاء اللہ ہم واپس چلیں گے۔ اس وقت انہیں یہ بات اچھی معلوم ہوئی۔ پس نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسکرا دیئے

1670: سیدنا سعد اور سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہما دونوں کہتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اپنے اصلی باپ کے سوا جان، بوجھ کر اور کسی کا بیٹا بنے تو اس پر جنت حرام ہے۔

1671: ایک روایت میں ہے کہ ان دونوں (گزشتہ حدیث کے راویوں) میں سے ایک (سیدنا سعد ص) وہ ہیں کہ جنہوں نے اللہ کی راہ میں پہلا تیر چلایا اور دوسرے (سیدنا ابوبکرہ ص) وہ ہیں کہ جو اُن لوگوں میں سے 23ویں آدمی تھے جو طائف کے قلعہ سے اتر کر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے تھے۔

1672: سیدنا ابوموسیٰؓ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس تھا جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جعرانہ میں ٹھہرے تھے جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ سیدنا بلالؓ بھی تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس ایک اعرابی نے آکر کہا کہ کیا تم اپنا وعدہ پورا نہ کرو گے جو

تم نے مجھ سے کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تیرے واسطے ثوابِ عظیم کی بشارت ہے۔ (خوش ہو جا) وہ بولا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اکثر یہی فرماتے رہتے ہیں کہ خوش ہو جا (میں اس بشارت کو اوڑھوں یا بچھاؤں؟) پھر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سیدنا ابوموسیٰ اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہما کے پاس غصہ کی حالت میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اس اعرابی نے بشارت کو قبول نہیں کیا تم دونوں قبول کرلو، وہ دونوں بولے کہ ہمیں قبول ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک پیالے میں پانی منگوا کر اس میں اپنے دونوں ہاتھوں اور منہ کو دھویا اور اسی میں کلی کی پھر فرمایا کہ اس میں سے تم دونوں پیو اور اپنے منہ اور سینوں پر چھڑک لو اور خوش رہو۔ ان دونوں نے لے لیا اور ایسا ہی کیا۔ اُمّ المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کے پیچھے سے پکار کر کہا کہ کچھ اپنی ماں کیلئے بھی چھوڑ دو۔ انہوں نے کچھ پانی بچا کر انہیں بھی دے دیا۔

1673: سیدنا انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انصار کو جمع کر کے فرمایا کہ قریش کے لوگ ابھی دورِ جاہلیت اور قتل و قید کی مصیبتوں سے نکلے ہیں، تو میں چاہتا ہوں کہ انہیں کچھ مالِ غنیمت دے کر اُن کی مدد اور دلجوئی کر دوں۔ تو کیا تم خوش نہیں ہو کہ لوگ دنیا لے جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنے گھروں کی طرف لے جاؤ؟ انہوں نے جواب دیا "جی ہاں ہم راضی ہیں" پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ کنارہ صحرا میں چلیں اور انصار پہاڑ کی گھاٹی پر چلیں تو میں بھی انصار کی وادی یا گھاٹی اختیار کروں گا۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سیدنا خالد بن ولیدؓ کو بنی جذیمہ کی طرف روانہ کرنے کا بیان۔

1674: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیدنا خالد بن ولیدؓ کو بنی جذیمہ کی طرف روانہ کیا۔ سیدنا خالدؓ نے انہیں اسلام کی طرف بلایا۔ وہ اچھی طرح یوں نہ کہہ سکے کہ ہم اسلام لائے بلکہ گھبراہٹ میں کہنے لگے کہ ہم نے اپنا دین بدل ڈالا سیدنا خالدؓ انہیں مارنے لگے اور بعض کو قید کر کے ہم میں سے ہر ایک کو ایک ایک قیدی دے دیا۔ پھر ایک دن انہوں نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے اپنے قیدی کو مار ڈالے۔ میں نے کہا کہ میں تو اپنے قیدی کو ہرگز نہ ماروں گا اور نہ میرا کوئی ساتھی اپنے قیدی کو مارے گا۔ جب ہم نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے تو آپ سے یہ قصہ بیان کیا تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھا کر کہا کہ اے اللہ! میں خالد (ص) کے فعل سے بَری ہوں۔ دوبار آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہی فرمایا۔

باب: سیدنا عبداللہ بن حذافہ سہمی اور سیدنا علقمہ بن مجزز مدلجی رضی اللہ عنہما کے سریہ کا بیان اور اسی کو سریہ انصار بھی کہا جاتا ہے۔

1675: امیرالمؤمنین سیدنا علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اُس کا حاکم ایک انصاری کو بنایا اور سب کو اُس کی فرمانبرداری کرنے کا حکم دیا۔ (راستے میں) اسے غصہ آیا تو کہنے لگا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تمہیں میری فرمانبرداری کرنے کا حکم نہیں دیا؟ وہ بولے کہ ہاں ضرور دیا ہے۔ وہ انصاری بولا کہ تم میرے لئے لکڑیاں جمع کرو، انہوں نے جمع کیں، پھر کہا کہ آگ سلگاؤ، انہوں نے آگ سلگائی، پھر اُس نے کہا کہ تم سب اس میں گھس جاؤ۔ انہوں نے گھسنے کا ارادہ کیا اور بعض ایک دوسرے کو روکنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم آگ (دوزخ) سے تو بھاگ کر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے ہیں (اب

اس میں کیونکر جل جائیں؟) یونہی سب جھگڑتے رہے کہ اس عرصہ میں آگ بجھ گئی اوراس (انصاری) کا غصہ جاتا رہا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا کہ اگر وہ اس آگ میں چلے جاتے تو قیامت تک اس میں سے نہ نکلتے کیونکہ اطاعت کرنا اچھے کاموں میں لازم ہے (گناہ کے کام میں امام کی فرمانبرداری ضروری نہیں)۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سیدنا ابوموسیٰ اور سیدنا معاذ رضی اللہ عنہما کو حجۃ الوداع سے پہلے یمن کی طرف روانہ کرنا۔

1676: سیدنا ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں اور سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف روانہ کیا اور ہر ایک کو یمن کی ایک ایک حصے پر حاکم مقرر کیا۔ اور یمن کے دو حصے ہیں، پھر فرمایا کہ تم لوگوں پر آسانی کرنا، سختی نہ کرنا اور انہیں خوش رکھنا، دین سے نفرت نہ دلانا۔ دونوں اپنے اپنے کام پر چلے گئے (راوی ابوبردہ) کہتے ہیں کہ ان دونوں میں سے جو کوئی اپنی زمین میں سیر کرتا اور وہ زمین ان کے دوسرے ساتھی کے قریب ہوتی تو ضرور ملاقات کر کے سلام کرتا تھا۔ ایک دفعہ سیدنا معاذؓ اپنی زمین میں گئے جو کہ اُن کے ساتھی سیدنا ابوموسیٰؓ کے قریب تھی، سیدنا معاذ بن جبل اپنے خچر پر سوار ہو کر سیدنا ابوموسیٰ کے پاس آئے، (رضی اللہ عنہما) وہ بیٹھے ہوئے تھے اور بہت سے لوگ ان کے پاس جمع تھے۔ وہاں ایک شخص کو دیکھا جس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ تو سیدنا معاذؓ نے پوچھا کہ اے عبداللہ بن قیس (ص)! یہ کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ شخص اسلام لانے کے بعد پھر کافر ہو گیا ہے۔ سیدنا معاذ بن جبلؓ نے کہا کہ جب تک یہ قتل نہ کیا جائے میں خچر پر سے ہرگز نہ اتروں گا۔

سیدنا ابوموسیٰؓ نے کہا کہ یہ اسی واسطے پکڑ کر لایا گیا ہے لہٰذا تم اتر آو۔ وہ بولے کہ میں تو اس کے قتل کئے جانے سے پہلے ہرگز نہ اتروں گا۔ پھر سیدنا ابوموسیٰؓ نے حکم دیکر اسے قتل کروا دیا تب وہ اترے اور کہا کہ اے عبداللہ (ص)! تم قرآن کی تلاوت کس طرح کرتے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ میں تو تھوڑا تھوڑا ہر وقت پڑھتا رہتا ہوں۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ اے معاذ (ص)! تم قرآن کی تلاوت کس طرح کرتے ہو؟ وہ بولے کہ میں اوّل شب سو جاتا ہوں پھر حسبِ معمول سو کر اٹھتا ہوں اور جس قدر اللہ کو منظور ہوتا ہے، پڑھ لیتا ہوں اور میں سونے کا بھی، عبادت کے برابر ثواب شمار کرتا ہوں۔

1677: سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں یمن کی طرف بھیجا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے شرابوں کے بارے میں دریافت کیا جو وہاں بنتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا کہ وہ کون کون سی شرابیں ہیں؟ تو انہوں بتایا کہ شہد اور جو کی شرابیں۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نشہ کرنے والی چیز حرام ہے۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سیدنا علی بن ابی طالب اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کو حجۃ الوداع سے پہلے یمن بھیجنا۔

1678: سیدنا براءؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں سیدنا خالد بن ولیدؓ کیساتھ یمن کی طرف روانہ کیا۔ پھر ان کی جگہ سیدنا علیؓ بن ابی طالب کو بھیجا اور فرمایا کہ سیدنا خالدؓ کیساتھ جو لوگ گئے تھے اُن سے کہنا کہ اُن میں سے جو تمہارے ساتھ جانا چاہے وہ یمن چلا جائے اور (جہاد کرے اور) جو چاہے مدینہ واپس چلا آئے تو میں بھی انہی میں سے تھا جو سیدنا علیؓ کیساتھ یمن کی طرف چلے

گئے تھے۔ پھر مجھے غنیمت سے بہت سے اوقیہ حصہ میں ملے تھے۔

1679: سیدنا بریدہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیدنا علیؓ کو سیدنا خالدؓ کے پاس خمس لینے کیلئے بھیجا اور میں نے انہیں برا سمجھا (کیونکہ انہوں نے ایک لونڈی سے صحبت کی اور) انہوں نے وہاں غسل کیا۔ میں نے سیدنا خالدؓ سے کہا کہ تم ان کو دیکھتے نہیں؟ جب ہم نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ قصہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے بریدہ (ص)! کیا تم علیؓ سے عداوت رکھتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تو ان سے عداوت مت رکھ کیونکہ ان کا خمس میں سے اس سے بھی زیادہ حصہ ہے۔ (پھر وہ میرے محبوب بن گئے)۔

1680: سیدنا ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ سیدنا علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس یمن سے سونے کا ایک ٹکڑا صاف کئے ہوئے چمڑے میں رکھ کر بھیجا ابھی وہ سونا مٹی سے جدا نہیں کیا گیا تھا۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا، عیینہ بن بدر اور اقرع بن حابس اور زید (عرف) خیل اور چوتھا علقمہ یا عامر بن طفیل۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابیوں میں سے کسی نے کہا کہ ہم اس مال کے ان سے زیادہ مستحق ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم مجھے امانتدار نہیں سمجھتے؟ حالانکہ میں اُس کا امانتدار ہوں جو آسمانوں میں ہے اور میرے پاس آسمان کی خبر صبح و شام آتی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ ایک شخص دھنسی ہوئی آنکھوں والا، جس کے رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں، اونچی پیشانی، گھنی ڈاڑھی، سر منڈا ہوا، اونچی ازار باندھے ہوئے کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اللہ سے ڈرو۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب دیا کہ اللہ تجھے ہلاک کرے کیا میں

ساری زمین والوں میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا نہیں ہوں؟ (پھر) کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص چلا گیا۔ سیدنا خالد بن ولیدؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ”نہیں شاید وہ نماز پڑھتا ہو“۔ سیدنا خالدؓ بولے کہ بہت سے نمازی ایسے (منافق ہوتے ہیں) ہیں جو زبان سے وہ بات کہتے ہیں جو اُن کے دل میں نہیں ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے یہ حکم نہیں دیا کہ میں لوگوں کے دلوں میں نقب لگا کر دیکھوں اور نہ یہ (حکم دیا) کہ میں ان کے پیٹ چیروں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا جب کہ وہ پیٹھ موڑے جا رہا تھا، پھر کہا کہ اس شخص کی نسل سے وہ قوم نکلے گی جو قرآن کو مزے سے پڑھیں گے، حالانکہ وہ ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا، وہ لوگ دین سے ایسے خارج ہو جائیں گے جیسے کہ تیر شکار (کے جسم) سے پار نکل جاتا ہے (راوی کہتا ہے) میں گمان کرتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی کہا کہ اگر وہ قوم مجھے ملے تو میں انہیں قوم ثمود کی طرح قتل کر دوں۔

باب: جنگ ذی الخلصہ کا بیان۔

1681: سیدنا جریرؓ کی حدیث اس بیان میں کہ ”نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو مجھے ذی الخلصہ سے آرام نہ دے گا؟“ پہلے گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث 1296) اس روایت میں سیدنا جریرؓ کہتے ہیں کہ ذی الخلصہ یمن میں قوم خثعم اور بجیلہ کا ایک مکان (بت خانہ) تھا، جس میں بت رکھے تھے، جن کی عبادت کی جاتی تھی۔ (راوی نے) کہا کہ جب سیدنا جریرؓ یمن میں پہنچے تو وہاں ایک شخص تھا جو تیروں سے فال کھولتا تھا۔ کسی نے اس سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قاصد یہاں پر (موجود) ہے، اگر اُس نے تجھ پر قابو پایا تو تیری

گردن اڑا دے گا (راوی نے) کہا کہ اتفاقاً ایک دن وہ فال نکال رہا تھا کہ اس کے پاس سیدنا جریرؓ پہنچ گئے اور کہا کہ انہیں توڑ کر کلمہ شہادت لا الٰہ الا اللہ پڑھ لے ورنہ میں تیری گردن اڑا دوں گا۔ راوی کہتا ہے کہ اس شخص نے انہیں توڑ کر کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

باب : سیدنا جریرؓ کا یمن کی طرف جانا۔

1682: سیدنا جریرؓ کہتے ہیں کہ میں یمن میں تھا کہ یمن کے دو آدمیوں ذوکلاع اور ذوعمر سے ملا اور میں اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں باتیں کرنے لگا۔ ذوعمرو نے مجھ سے کہا کہ جو کچھ تو بیان کرتا ہے اگر تیرے صاحب کے بارے میں درست ہے تو اُسے تو وفات پائے ہوئے تین روز ہو گئے اور پھر دونوں میرے ہمراہ مدینہ آئے، رستے میں کچھ سوار مدینہ کی طرف سے آتے ہوئے دکھائی دیئے تو ہم نے ان سے پوچھا تو وہ بولے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وفات پائی اور سیدنا ابو بکرؓ برضا مندی عام خلیفہ ہو گئے اور باقی سب خیریت ہے۔ ان دونوں (ذوکلاع اور ذوعمرو) نے کہا کہ اپنے صاحب کو خبر کر دینا کہ ہم یہاں تک آئے تھے، اگر اللہ نے چاہا تو ہم پھر آئیں گے اور وہ دونوں یمن کی طرف چلے گئے۔

باب : جنگ سیف البحر (کنارۂ دریا) کا بیان۔

1683: سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک لشکر سمندر کے کنارے روانہ کیا اور سیدنا ابوعبیدہ بن جراحؓ کو سپہ سالار مقرر کیا اور یہ تین سو (آدمی) تھے۔ ہم روانہ ہوئے۔ جب تھوڑی دور پہنچ گئے تو زادِ راہ ختم ہو گیا۔ سیدنا ابوعبیدہؓ نے سب کے توشے ایک جگہ جمع کرنے کا حکم دیا تو وہ جمع کئے گئے۔

میرا توشہ صرف ایک کھجور تھا۔ وہ ہمیں روز تھوڑا تھوڑا دیتے رہے۔ پھر وہ بھی ختم ہو گیا تو ہمیں روزانہ صرف ایک ایک کھجور ملا کرتی (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے پوچھا کہ تمہارا ایک کھجور سے کیا پیٹ بھرتا ہوگا؟ تو سیدنا جابرؓ نے کہا کہ جب وہ بھی ختم ہو چکی تو ہمیں اُس کی قدر معلوم ہوئی پھر ہم سمندر پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مچھلی مثل پہاڑ کے موجود ہے پس لوگوں نے اس میں سے اٹھارہ راتوں تک کھایا پھر سیدنا ابوعبیدہؓ نے حکم دیا تو اس کی دو پسلیاں کھڑی کی گئیں، وہ اتنی اونچی تھیں کہ اونٹ پر کجاوہ رکھ کر اُن کے نیچے سے گزارا گیا تو وہ اُن کے نیچے سے صاف صاف نکل گیا۔

1684: سیدنا جابرؓ دوسری روایت میں کہتے ہیں کہ سمندر نے اللہ کے حکم سے ایک (مچھلی) جانور نکال پھینکا جسے عنبر کہتے ہیں، آدھا مہینہ تک ہم اس کا گوشت کھاتے رہے اور اس کی چربی بدن پر لگاتے رہے تو ہمارے جسم پہلے جیسے موٹے تازے ہو گئے۔ ایک اور روایت میں کہتے ہیں کہ سیدنا ابوعبیدہؓ نے (ہم سے) کہا تم اسے کھاؤ۔ جب ہم مدینہ میں آئے تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کھا لو، یہ اللہ کا بھیجا ہوا رزق تھا، اگر تمہارے پاس کچھ ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ۔ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو لا کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی کھایا

باب: غزوہ عُیینہ بن حصن۔

1685: سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنی تمیم کے سوار نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے۔ سیدنا ابوبکرؓ نے کہا (یا نبی اللہ) ان کا امیر قعقاع بن معبد بن زرارہ کو بنا دیجیے، سیدنا عمرؓ بولے (نہیں) بلکہ اقرع بن حابس کو امیر بنائیے۔ سیدنا ابوبکرؓ بولے تم میری مخالفت کرنا چاہتے ہو، (اور کوئی غرض

نہیں) سیدنا عمرؓ بولے کہ میری غرض تمہاری مخالفت کرنا نہیں۔ چنانچہ وہ دونوں جھگڑنے لگے یہاں تک کہ اُن کی آوازیں بلند ہوگئیں، اسی دوران یہ آیت نازل ہوئی ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے آگے نہ بڑھو'' پوری آیت۔ (الحجرات:1)۔

باب: بنی حنیفہ کے ایلچیوں کا بیان اور سیدنا ثمامہ بن اثالؓ کا قصہ۔

1686: سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی والہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نجد کی طرف کچھ سوار روانہ فرمائے تو وہ ایک شخص کو پکڑ لائے جو قوم بنی حنیفہ میں سے تھا اور اسے ثمامہ بن اثال کہتے تھے، پھر اُسے مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُس کے پاس جا کر کہا کہ اے ثمامہ! تیرا کیا خیال ہے؟ (کہ میں تیرے ساتھ کیا کروں گا) وہ بولا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میرا خیال بہتر ہے، اگر آپ مجھے مار ڈالیں گے تو بھی کوئی قباحت نہیں کیونکہ میں نے بھی جنگ میں مسلمانوں کو مارا ہے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم احسان کر کے مجھے چھوڑ دیں گے تو میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا شکرگزار رہوں گا اور اگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مال و دولت چاہتے ہوں تو وہ بھی حاضر ہے، جتنا آپ چاہیں۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم چلے گئے۔ دوسرے دن پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا کہ اے ثمامہ! تیرا کیا خیال ہے؟ وہ بولا کہ میرا خیال وہی ہے جو میں عرض کر چکا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم احسان کر کے چھوڑ دیں گے تو میں شکرگزار ہوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کو ویسا ہی بندھا رہنے دیا۔ پھر تیسرے دن پوچھا اے ثمامہ! تیرا کیا گمان ہے؟ وہ بولا کہ وہی جو میں عرض کر چکا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو۔ لوگوں نے تعمیل کر کے چھوڑ دیا۔ ثمامہ ایک تالاب پر جو مسجد کے قریب تھا، گیا اور غسل کر کے مسجد میں آیا اور

کہنے لگا کہ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اللہ کی قسم مجھے تمام روئے زمین پر کسی کا منہ دیکھ کر اتنا غصہ نہیں آتا تھا جتنا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا منہ دیکھ کر آتا تھا اب آج کے دن آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا منہ سب سے زیادہ مجھ کو پسند ہے، اور اللہ کی قسم آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دین سے زیادہ کوئی دین مجھے بُرا معلوم نہ ہوتا تھا اور اب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دین مجھے سب سے بھلا معلوم ہوتا ہے اور اللہ کی قسم! میرے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شہر سے برا کوئی شہر نہ تھا اور اب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا شہر میرے نزدیک سب شہروں سے بہتر ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سواروں نے مجھے گرفتار کیا، جب کہ میں عمرہ کے ارادہ سے جا رہا تھا، اب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیا فرماتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے مبارکباد دی اور اسے عمرے کا حکم دیا۔ جب وہ مکہ میں آئے تو کسی نے اس سے کہا کہ تم بے دین ہو گئے ہو؟ وہ بولے نہیں اللہ کی قسم بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ مسلمان ہو گیا ہوں اور اللہ کی قسم تمہارے پاس یمامہ سے گیہوں کا ایک دانہ بھی نہ آنے پائے گا جب تک کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم حکم نہ دیں گے۔

1687: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں مسیلمہ کذاب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عہد میں آیا اور کہنے لگا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنے بعد مجھے اپنا خلیفہ بنا دیں تو میں اُن کی اطاعت کروں گا اور وہ اپنی قوم (بنی حنیفہ) کے اکثر لوگوں کو ہمراہ لایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، خطیبِ انصار سیدنا ثابت بن قیس بن شماسؓ کے ہمراہ اس کے پاس تشریف لے گئے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دستِ مبارک میں شاخ خرما کی چھڑی تھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں کے پاس ٹھہرے اور فرمایا کہ اگر تو مجھ سے یہ ٹکڑا بھی مانگے تو میں تجھے نہ دوں گا اور اللہ نے جو تیری تقدیر میں لکھ دیا ہے، تُو اس سے بچ نہیں سکتا اور اگر تُو مجھ سے منہ موڑے گا تو اللہ تجھے ہلاک کر دے گا اور میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تُو وہی ہے جس کا حال خواب میں مجھ سے بیان کیا گیا اور یہ ثابت بن قیس ہے جو تجھے میری طرف سے جواب دے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لے آئے۔ سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس قول کا مطلب دریافت کیا ''تو وہی ہے جس کا حال خواب میں مجھ سے بیان کیا گیا'' تو سیدنا ابو ہریرہؓ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ ایک بار میں سو رہا تھا تو میں نے خواب میں اپنے ہاتھوں میں دو کنگن دیکھے، مجھے ان سے رنج معلوم ہوا۔ پھر خواب ہی میں بذریعہ وحی مجھے ارشاد ہوا کہ ان دونوں کو پھونک مارو۔ میں نے ان دونوں کو پھونکا تو وہ دونوں اُڑ گئے۔ ان کی تعبیر میں نے یہ لی کہ دو جھوٹے شخص میرے بعد نبوت کا دعویٰ کریں گے، ایک اسود عنسی اور دوسرا مسیلمہ۔

1688: سیدنا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ اسی حالت میں زمین کے خزانے میرے پاس لائے گئے اور میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن رکھ دیئے گئے۔ مجھے یہ بُرا معلوم ہوا تو مجھے بذریعہ وحی کہا گیا کہ میں انہیں پھونک ماروں۔ تب میں نے انہیں پھونکا وہ دونوں اُڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ سمجھی کہ ان کنگنوں سے وہ دونوں کذاب مراد ہیں جن کے درمیان میں مَیں ہوں، وہ دونوں صاحب صنعاء (یعنی اسود عنسی) اور یمامہ والا (مسیلمہ کذاب) ہیں۔

باب: اہل نجران (نصاریٰ) کا قصہ۔

1689: سیدنا حذیفہؓ کہتے ہیں کہ دوسردارانِ نجران عاقب (عبدالمسیح) اور سید (ایہم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس مباہلہ کرنے کے ارادے سے آئے۔ (راوی) کہتے ہیں کہ اُن میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ مباہلہ نہ کر کیونکہ اگر وہ نبی ہے اور ہم نے اس سے مباہلہ کیا تو اللہ کی قسم ہم اور ہماری اولاد ہمارے بعد کبھی فلاح نہ پائے گی۔ پھر ان دونوں نے عرض کیا کہ جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم سے طلب فرمائیں وہ ہم ادا کرتے رہیں گے، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے ساتھ کسی امانت دار کو روانہ کر دیجئے اور ہمارے ساتھ امین کے علاوہ کسی اور (خائن) کو روانہ نہ کیجئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب دیا کہ میں تمہارے ساتھ ایسے امانت دار شخص کو روانہ کروں گا جو واقعی امانت دار ہے۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دیکھنے لگے (کہ کون جاتا ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوعبیدہ بن جراح (ص)! کھڑا ہو، جب وہ کھڑے ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت کا ایماندار (معتبر اور دیانت دار) شخص یہ ہے۔

1690: ایک روایت میں سیدنا انسؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہر امت کا امانت دار (معتمد) ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح (ص) ہے۔

باب: اشعریوں اور اہل یمن کے آنے کا بیان۔

1691: سیدنا ابوموسیٰؓ کہتے ہیں کہ ہم جماعتِ اشعری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سواری مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انکار کر دیا۔ ہم نے پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سواری مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قسم کھائی کہ میں تمہیں سواری نہیں دوں گا۔ پھر

تھوڑی ہی دیر کے بعد نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس مالِ غنیمت کے کچھ اونٹ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمارے لئے پانچ اونٹوں کا حکم دیا۔ جب ہم نے اُن اونٹوں کو لے لیا تو ہم نے کہا کہ چونکہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو قسم یاد نہ دلائی اس لئے اب ہم کبھی فلاح کو نہ پائیں گے۔ تب میں نے آ کر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ نے قسم کھائی تھی کہ میں تمہیں سواری نہیں دوں گا پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں سواری دیدی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب دیا کہ ہاں مجھے قسم یاد تھی لیکن میں اگر کسی بات کی قسم کھالیتا ہوں اور اس کے علاوہ دوسری بات مناسب جانتا ہوں تو اسی مناسب امر کو اختیار کرتا ہوں اور قسم کا کفارہ دیتا ہوں۔

1692: سیدنا ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (اے لوگو!) تمہارے پاس یمن والے آئے ہیں جو رقیق القلب اور نرم دل ہیں۔ ایمان یمن ہی کا (عمدہ) ہے اور حکمت بھی یمن ہی کی اچھی ہے۔ غرور و تکبر اونٹ والوں میں ہے اور اطمینان اور سہولت بکری والوں میں ہے۔

باب: حجۃ الوداع کے بیان میں۔

1693: سیدنا ابن عمرؓ کی حدیث نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کعبہ میں نماز پڑھنے کے بارے میں پہلے گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث :296)۔ اس روایت میں سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ "اور جہاں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نماز پڑھی اس کے پاس ہی سرخ سنگِ مرمر بچھا ہوا تھا"۔

1694: سیدنا زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انیس لڑائیاں لڑیں اور ہجرت کے بعد ایک حج حجۃ الوداع کیا اس کے بعد کوئی حج ادا نہیں

فرمایا۔

1695: سیدنا ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حجتہ الوداع میں خطبہ پڑھتے وقت یہ فرمایا کہ وقت پھر گھوم کر اپنی اسی حالت پر آ گیا جس حالت پر اُس دن تھا کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ سال بارہ مہینے کا ہے جس میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں ان میں سے تین تو لگاتار 1: ذیقعدہ۔ 2: ذی الحجہ۔ 3: محرم ہیں اور چوتھا مہینہ مضر کا رجب ہے جو کہ جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہوتا ہے، پھر فرمایا کہ یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی خوب جانتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کچھ دیر خاموش ہو گئے (جس سے) ہم نے خیال کیا کہ شاید اس کے نام کے علاوہ کوئی اور نام بیان کریں گے۔ پھر فرمایا ''کیا یہ ذی الحجہ کا مہینہ نہیں ہے؟'' ہم نے عرض کیا کہ بے شک یہ ذی الحجہ ہی کا مہینہ ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ کونسا شہر ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم خوب جانتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پھر خاموش ہو گئے۔ ہمیں یہی خیال گزرا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مکہ کے علاوہ اور کوئی نام بیان فرمائیں گے لیکن آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہی فرمایا کہ کیا یہ شہر مکہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ بے شک یہ مکہ کا شہر ہے۔ پھر فرمایا کہ آج کون سا دن ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم خوب جانتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پھر کچھ دیر خاموش ہو گئے، اس سے ہم نے خیال کیا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس دن کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیا یہ یوم نحر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا بیشک یہ یوم النحر (قربانی کا دن) ہی ہے۔ پھر فرمایا'' تو اب سن لو کہ تمہارے آپس کے (مسلمانوں کے) خون اور تمہارے مال اور راوی

کہتا ہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ (ابو بکرہ نے) یہ بھی کہا کہ تمہاری آبروئیں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت اس شہر اور اس مہینے میں ہے اور عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے، وہ تم سے تمہارے اعمال کی بازپرس کرے گا۔ دیکھو ذرا خبردار ہو جاؤ، میرے بعد تم پھر گمراہ نہ ہو جانا (اس طرح) کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو۔ جو یہاں موجود ہے اس کو چاہیئے کہ وہ (ان باتوں کو) اس تک پہنچا دے جو یہاں موجود نہیں ہے۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس کو بات پہنچائی جاتی ہے وہ پہنچانے والے سے زیادہ اس کو یاد رکھتا ہے۔ (پھر فرمایا) خبردار ہو جاؤ، کیا میں نے تمہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات پہنچا نہیں دیئے؟ دو مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہی فرمایا۔ (امام بخاری رحمہ اللہ جب یہ حدیث بیان کرتے تو فرماتے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سچ فرمایا ہے)۔

1696: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈوایا اور بعض اصحاب نے قصر کیا (یعنی سر نہیں منڈوایا بلکہ کچھ بال کٹوائے)۔

باب: غزوہ تبوک جس کو غزوہ عسرۃ بھی کہتے ہیں۔

1697: سیدنا ابو موسیٰؓ نے کہا کہ میرے دوستوں نے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ اس غزوہ میں آئے تھے، مجھے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس سواریاں مانگنے کیلئے بھیجا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے ساتھیوں نے مجھے سواریاں لینے کیلئے بھیجا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے منع فرما دیا اور یہ فرمایا کہ اللہ کی قسم میں ان کو کسی چیز پر سوار نہ کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پہلے سے غصہ میں تھے لیکن میں نہ سمجھا۔ میں بہت رنجیدہ ہو کر لوٹا۔ مجھے ایک رنج تو یہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ

والہ وسلم نے سواری نہیں دی اور دوسرا یہ کہ کہیں میرے سواری مانگنے سے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ناراض نہیں ہوئے۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جو کہا تھا ان سے بیان کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ میں نے سنا کہ سیدنا بلالؓ آواز دے رہے ہیں کہ اے عبداللہ بن قیس! (سیدنا ابوموسیٰ کا نام ہے) میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یاد فرماتے ہیں۔ میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس گیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دو اونٹ اور یہ دو اونٹ اور یہ دو اونٹ (یعنی) چھ اونٹ لے جا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ اونٹ اسی وقت سیدنا سعد بن عبادہؓ سے خریدے تھے پھر فرمایا کہ یہ اونٹ اپنے ساتھیوں کے پاس لے جا اور ان سے کہہ کہ بیشک اللہ تعالیٰ {یا یہ کہا کہ} اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تمہیں یہ اونٹ سواری کیلئے دیئے ہیں پس ان پر سوار ہو جانا۔ میں وہ اونٹ لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تمہیں یہ اونٹ سواری کیلئے دیئے ہیں لیکن اللہ کی قسم میں تمہیں ہرگز نہ چھوڑوں گا جب تک تم میں سے چند آدمی میرے ساتھ اس شخص کے پاس نہ چلیں جس نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا (سواری دینے سے) منع کرنا سنا ہے، کہیں یہ نہ سمجھنا کہ میں نے تم لوگوں سے ایک ایسی بات کہہ دی جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نہیں کہی تھی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم تمہیں سچا سمجھتے ہیں اور اگر تم (تصدیق کرانا) اچھا سمجھتے ہو تو ہم ایسا ہی کریں گے۔ پھر سیدنا ابوموسیٰؓ ان میں سے چند آدمی ساتھ لے کر ان لوگوں کے پاس آئے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ ارشاد سنا تھا کہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں سواری دینے سے انکار کیا تھا اور پھر اس کے بعد سواری عنایت فرمائی۔ تو انہوں نے وہی بیان کیا جو سیدنا ابوموسیٰؓ نے اپنے

ساتھیوں سے بیان کیا تھا۔

1698: فاتح ایران سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم غزوہ تبوک میں تشریف لیجانے لگے تو مدینہ میں سیدنا علیؓ کو اپنا جانشین چھوڑا۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ میرے پاس تمہارا وہ درجہ ہو جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس ہارون علیہ السلام کا تھا مگر صرف اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

باب: سیدنا کعب بن مالک کی حدیث اور اللہ کے اس قول ''اور تین شخصوں کے حال پر بھی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا......'' (سورۃ التوبۃ: 118) کے بیان میں۔

1699: سیدنا کعب بن مالکؓ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ ان تمام لڑائیوں میں شریک رہا جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لڑیں، فقط ایک غزوۂ تبوک میں نہ تھا۔ ہاں ایک غزوۂ بدر میں بھی شریک نہ تھا، لیکن اس میں شریک نہ ہونے والوں میں سے کسی پر بھی عتاب نہیں ہوا۔ غزوۂ بدر میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قریش کا قافلہ لوٹنے کی نیت سے تشریف لے گئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کو اچانک، بغیر کسی طے کردہ مدت کے، آمنے سامنے کر دیا (اور لڑائی ہوگئی) اور بے شک میں لیلۃ العقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ تھا کہ جب ہم نے اسلام پر قائم رہنے کا مضبوط قول وقرار کیا تھا اور میں لیلۃ العقبہ پر جنگ بدر کو ہرگز ترجیح نہ دوں گا اگرچہ لوگوں میں اس کی فضیلت زیادہ مشہور ہے۔ غزوۂ تبوک میں شرکت نہ کرنے کا یہ قصہ ہوا کہ میں ایسا

تندرست و طاقتور اور مالدار کبھی نہ تھا (جیسا میں اس وقت تھا) جبکہ میں اس غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پیچھے رہ گیا۔ اور اللہ کی قسم اس سے پہلے میرے پاس کبھی دو اونٹنیاں جمع نہیں ہوئیں لیکن اس غزوہ کے وقت میرے پاس دو اونٹنیاں موجود تھیں اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قاعدہ یہ تھا کہ جب کسی جنگ کا ارادہ کرتے تو اس کو صاف نہ بیان فرماتے بلکہ گول گول ایسا فرماتے کہ لوگ کوئی دوسرا مقام سمجھیں۔ جب اس لڑائی کا وقت آیا تو اتفاق سے سخت گرمی تھی اور دور دراز سفر کا سامنا تھا۔ صحرائی راستے کا سفر اور دشمنوں کی تعداد کثیر تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسلمانوں کو صاف صاف بتا دیا کہ ہم تبوک جاتے ہیں تاکہ وہ اچھی طرح لڑائی اور سفر کا سامان درست کر لیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صاف صاف اپنا ارادہ مسلمانوں سے بیان کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ مسلمان بکثرت تھے اور کوئی رجسٹر وغیرہ نہ تھا کہ جس میں ان کے نام محفوظ ہوتے۔ سیدنا کعبؓ کہتے ہیں کہ کوئی مسلمان ایسا نہ تھا جو اس لڑائی میں غیر حاضر رہنا چاہتا مگر وہ یہ گمان کرتا تھا کہ اس کا غیر حاضر رہنا نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس وقت تک معلوم نہ ہو گا جب تک کہ اس کے باب میں کوئی وحی نہ اترے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس لڑائی کا اس وقت قصد کیا جب درختوں کا میوہ پک گیا تھا اور سایہ اچھا معلوم ہوتا تھا (یعنی سخت گرمی تھی) خیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ اور مسلمانوں نے اس لڑائی کا سامان تیار کرنا شروع کیا، میں بھی ہر صبح کو جاتا کہ ان کیساتھ سفر کا سامان تیار کروں پھر خالی لوٹ آتا اور کچھ تیاری نہ کرتا، میں اپنے دل میں کہتا کہ میں تو کسی بھی وقت اپنا سامان تیار کر سکتا ہوں (جلدی کیا ہے) اسی طرح دن گزرتے رہے اور لوگوں نے محنت مشقت اٹھا کر اپنا اپنا سامان تیار کر لیا اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور

مسلمان ایک صبح کو روانہ ہو گئے اور میں نے ابھی تک کچھ سامان نہ کیا تھا تو میں نے کہا کہ میں ان کے بعد ایک دو روز میں سامان تیار کر لوں گا پھر اُن سے راستہ میں جا ملوں گا۔ جب وہ روانہ ہو گئے تو دوسری صبح کو میں نے سامان تیار کرنا چاہا لیکن اس روز بھی خالی لوٹ آیا اور کوئی تیاری نہ کی پھر تیسری صبح کو بھی ایسا ہی ہوا کہ خالی لوٹ آیا اور کوئی تیاری نہ کی۔ میرا برابر یہی حال رہا (کہ آج نکلتا ہوں کل نکلتا ہوں) اور ادھر سب لوگ جلدی جلدی سفر کرتے دُور نکل گئے۔ میرا کئی بار ارادہ ہوا کہ میں بھی کوچ کروں اور ان سے مل جاؤں اور کاش میں ایسا کرتا مگر تقدیر میں نہ تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کوچ کر جانے کے بعد مدینہ میں جب میں گھر سے نکلتا اور لوگوں سے ملتا تو میں منافقوں، معذور اور ضعیف و ناتواں آدمیوں سے ملتا اور مجھے اس سے رنج ہوتا۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے راستہ میں کہیں یاد نہ کیا یہاں تک کہ تبوک میں پہنچ گئے پھر تبوک پہنچ کر (ایک مرتبہ) لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے فرمایا کہ یہ کعب نے کیا کیا جو نہیں آیا؟ بنی سلمہ کے ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ اس کو اس کے اچھے لباس اور حسن و جمال پر غرور نے آنے سے روکا۔ یہ سن کر سیدنا معاذ بن جبلؓ نے کہا کہ اے شخص تو نے بہت بُرا کیا، اللہ کی قسم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ہم اس کی سوائے بہتری کے اور کوئی بات نہیں جانتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خاموش ہو گئے۔ سیدنا کعب بن مالکؓ کہتے ہیں کہ جب یہ خبر ملی کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم واپس آنے آ رہے ہیں تو میرا غم تازہ ہو گیا اور مجھے خیال ہوا کہ کوئی ایسا حیلہ سوچنا چاہیے کہ جس سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے غصہ سے بچ جاؤں اور اس بات پر عزیزوں میں سے عقلمند لوگوں سے مشورہ بھی لیا۔ جب یہ خبر ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مدینہ کے قریب آ گئے تو یہ سارے جھوٹے خیالات میرے دل سے جاتے رہے اور میں

نے یقین کرلیا کہ میں جھوٹ بولنے سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے غصہ سے نہ بچ سکوں گا تو میں نے سچ بولنے کا فیصلہ کرلیا۔ صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مدینہ میں داخل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عادت تھی کہ جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔ پھر لوگوں سے ملنے کیلئے بیٹھے۔ اس وقت جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے، انہوں نے آنا شروع کیا اور (جھوٹے) عذر (حیلے بہانے) بیان کئے اور حلف اٹھائے، یہ لوگ تقریباً اسی سے کچھ زائد تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے حیلوں اور بہانوں کو تسلیم کر لیا اور ان سے بیعت لی اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہی اور ان کے دل کے بھیدوں کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ میں بھی حاضر ہوا اور السلام علیکم کہا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسکرائے مگر جیسے غصہ میں کوئی آدمی مسکراتا ہے پھر فرمایا کہ یہاں آؤ، میں سامنے جا کر بیٹھا تو فرمایا کہ تو کیوں پیچھے رہ گیا؟ تو نے تو سواری بھی خرید لی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں (بیشک میرے پاس سواری موجود تھی) اللہ کی قسم! بیشک اس وقت اگر میں کسی دنیادار شخص کے سامنے بیٹھا ہوتا تو باتیں بنا کر اس کے غصے سے بچ جاتا، کیونکہ میں اچھا مقرر بھی ہوں مگر اللہ کی قسم میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آج میں جھوٹ بول کر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خوش کرلوں تو کل اللہ تعالیٰ (اصل حقیقت کھول کر) پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مجھ پر غصے کر دے گا اور اگر میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سچ بات بتا دوں، گو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سچ بولنے کی وجہ سے مجھ پر غصہ کریں گے مگر آئندہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی مجھ کو امید تو رہے گی۔ اللہ کی قسم میرے پاس کوئی بہانہ، عذر نہیں ہے اللہ کی قسم! زور، طاقت، قوت، دولت سب میں کوئی میرے برابر نہ تھا اور میں یہ سب چیزیں ہوتے ہوئے پیچھے رہ گیا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے بالکل سچ کہا اور

مجھے حکم دیا کہ جاؤ جب تک تیرے بارے میں اللہ کوئی حکم نہ دے۔ میں اٹھ کر چلا تو میرے ساتھ قبیلہ بنی سلمہ کے چند آدمی بھی اٹھ کر میرے پیچھے آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ اللہ کی قسم ہم نے تم سے ایسا کوئی قصور سرزد ہوتے نہیں دیکھا اور دیگر منافقوں کی طرح اگر تو بھی کوئی بہانہ کرتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دعا تیرے قصور کیلئے کافی ہوتی۔ اللہ کی قسم وہ برابر مجھے لعنت ملامت کرتے رہے یہاں تک کہ ان کی باتوں سے میرے دل میں آیا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس لوٹ کر چلوں اور اپنی اگلی بات (گناہ کے اقرار) کو جھٹلا کر کوئی بہانہ نکالوں، پھر میں نے ان سے پوچھا کہ اور بھی کوئی ہے جس نے میری طرح گناہ کا اقرار کیا ہو؟ انہوں نے کہا ہاں دو آدمی ہیں جنہوں نے تیری طرح اقرار کیا ہے اور ان سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہی فرمایا جو تجھ سے فرمایا ہے۔ میں نے پوچھا کہ وہ دو شخص کون کونسے ہیں؟ انہوں نے کہا مرارہ بن الربیع العمری اور ہلال بن امیہ واقفی رضی اللہ عنہم۔ انہوں نے ایسے دو نیک شخصوں کا بیان کیا جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو چکے تھے اور جن کیساتھ رہنا مجھے اچھا معلوم ہوا۔ جب انہوں نے ان دو شخصوں کا بھی نام لیا تو (مجھے تسلی ہوگئی اور) میں چل دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پیچھے رہ جانے والوں میں، خاص کر ہم تینوں سے دوسرے آدمیوں کو بولنے سے منع فرما دیا تو ہم سے سب آدمی بچنے لگے (کوئی بات تک نہ کرتا) اور بالکل نا آشنا سے ہوگئے۔ ایسا معلوم ہوا جیسے زمین (آسمان) بدل گئے، وہ زمین ہی نہ رہی (جس پر ہم رہتے تھے)۔ اسی حالت میں پچاس راتیں گزریں۔ مرارہ اور ہلال دونوں اپنے اپنے گھروں میں پڑے روتے رہے اور میں ایک جوان اور مضبوط آدمی تھا، میں باہر نکلتا اور مسلمانوں کیساتھ مسجد میں نماز پڑھتا اور بازاروں میں برابر آتا جاتا تھا لیکن مجھ سے کوئی بات نہ کرتا اور جب نبی

صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر بیٹھتے تو میں جا کر سلام کرتا اور غور سے دیکھتا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے سلام کے جواب میں کچھ لب مبارک سے فرماتے ہیں یا نہیں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قریب نماز پڑھنے لگتا اور ترچھی نظروں سے دیکھتا تو نماز کے وقت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میری طرف متوجہ ہوتے اور (نماز کے بعد) جب میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف دیکھتا تو منہ پھیر لیتے۔ اسی طرح ایک مدت گزری اور لوگوں کی اجنبیت زیادہ بڑھ گئی تو ایک روز میں چلا اور ابو قتادہؓ کے باغ کی دیوار پر چڑھا، وہ میرے چچا زاد بھائی تھے اور اس سے مجھے بہت محبت تھی۔ میں نے انہیں سلام کیا تو اللہ کی قسم انہوں نے بھی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا اے ابو قتادہ (ص)! تجھے اللہ کی قسم کیا تو مجھے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دوست جانتا ہے؟ وہ خاموش ہو رہے، میں نے پھر قسم دے کر دوبارہ یہی کہا لیکن وہ خاموش رہے پھر تیسری بار قسم دیکر یہی کہا تو اس نے یہ کہا کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم خوب جانتا ہے۔ اس وقت میرے آنسو ٹپک پڑے اور میں پیٹھ موڑ کر دیوار پر چڑھ کر وہاں سے چلا آیا۔ (سیدنا کعب ص) کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب میں بازار میں جا رہا تھا کہ اتنے میں ملک شام کا ایک عیسائی کسان ملا جو مدینہ میں اناج فروخت کرنے لایا تھا، وہ کہہ رہا تھا کہ لوگو مجھے کعب بن مالک کا بتلاؤ، لوگوں نے اسے بتلانے کو میری طرف اشارہ کیا، جب وہ میرے پاس آیا تو اس نے غسان کے بادشاہ کا ایک خط مجھے دیا، اس میں یہ لکھا تھا کہ ہم نے سنا ہے کہ تمہارے پیغمبر (محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے تم سے بدسلوکی کی ہے اور اللہ نے تمہیں ایسا ذلیل نہیں بنایا ہے اور نہ ہی بےکار (تم تو کام کے آدمی ہو) تم ہمارے پاس چلے آؤ، ہم بڑی خاطر سے پیش آئیں گے۔ میں نے پڑھ کر خیال کیا کہ یہ بھی اللہ کی طرف سے امتحان ہے۔ میں نے اسی وقت اس خط کو آگ

کے تنور میں جھونک دیا (اور جلا دیا)۔ ابھی پچاس راتوں میں سے چالیس راتیں گزری تھیں کہ نا گہاں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بھیجا ہوا ایک آدمی آیا اور کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیوی سے الگ رہو۔ میں نے پوچھا کہ کیا اسے طلاق دیدوں یا کیا کروں؟ اس نے کہا نہیں، اس سے الگ رہو اور نہ تعلقات زوجیت ادا نہ کرو۔ میرے دونوں ساتھیوں کو بھی یہی حکم دیا گیا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تم اپنے گھر چلی جاؤ، اور وہیں رہو جب تک کہ اللہ کی طرف سے کوئی حکم نازل نہ ہو (وہ چلی گئی)۔ سیدنا کعبؓ کہتے ہیں کہ سیدنا ہلال بن امیہؓ کی بیوی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہلال بن امیہ بہت ضعیف ہے اور اس کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں، اگر میں اس کی خدمت کروں تو کیا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کو بُرا سمجھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ تعلقات زوجیت نہ کرنا۔ تو اس نے کہا کہ اللہ کی قسم جس روز سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عتاب ہوا ہے، سوائے رونے کے اور کچھ کرتا ہی نہیں۔ (پھر کہتے ہیں کہ) مجھ سے بھی میرے بعض عزیزوں نے کہا کہ اگر تم بھی اپنی بیوی کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اجازت مانگو (کہ وہ تمہاری خدمت کرتی رہے) تو مناسب ہے جیسے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہلال بن امیہ کی بیوی کو اجازت دی (تمہیں بھی اجازت دیں گے)۔ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں تو کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس بات کی اجازت نہ مانگوں گا کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیا فرمائیں (اجازت دیں یا نہ دیں) اور میں تو جوان آدمی ہوں۔ اس کے بعد دس راتیں اور گزریں اب پچاس راتیں پوری ہوگئیں، اس وقت سے جب سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کو ہم سے کلام سلام کی ممانعت فرمادی تھی، پچاسویں

رات کی صبح کو جب میں فجر کی نماز پڑھ کر اپنے گھر کی چھت پر تھا، اسی حالت میں کہ میں بیٹھا ہوا تھا، اور (جیسا کہ اللہ نے سورۃ توبہ: 117 میں بھی ذکر کیا) میں اپنی زندگی سے تنگ آ گیا اور زمین بھی اتنی کشادہ ہونے کے باوجود میرے اوپر تنگ ہو گئی، اتنے میں میں نے ایک پکارنے والے (سیدنا ابو بکر ص) کی آواز سنی جو سلع (نامی) پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز سے پکار رہے تھے کہ کعب بن مالک (ص) خوش ہو جاؤ۔ پھر کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی میں سجدہ میں گر پڑا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب میری مشکل دُور ہو گئی اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فجر کی نماز کے بعد لوگوں کو اطلاع دی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا قصور معاف کر دیا ہے تو اب لوگ بشارت دینے کیلئے (جوق در جوق) میرے پاس اور میرے دونوں ساتھیوں (مرارہ اور ہلال رضی اللہ عنہما) کے پاس جانے لگے۔ ایک شخص (سیدنا زبیر بن عوام ص) گھوڑا دوڑاتے ہوئے میرے پاس آئے اور اسلم قبیلے کا ایک شخص دوڑتا ہوا پہاڑ پر چڑھ گیا اور پہاڑ والے کی آواز مجھے گھوڑے والے کی آواز سے جلد پہنچی، جب یہ شخص جس کی بشارت دینے کی آواز مجھے پہنچی تھی میرے پاس آیا تو میں نے (خوشی میں) اپنے کپڑے اتار کر اسے پہنا دیئے۔ واللہ اس روز کپڑوں کی قسم سے میرے پاس یہی دو کپڑے تھے اور میں نے (ابی قتادہ) سے دو کپڑے مانگ کر پہنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف چلا، راستہ میں لوگ جوق در جوق ملتے اور مجھے توبہ قبول ہو جانے کی مبارکباد دیتے اور کہتے کہ اللہ کی معافی تم کو مبارک ہو۔ سیدنا کعبؓ کہتے ہیں کہ جب میں مسجد میں داخل تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیٹھے ہیں، لوگ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گرد ہیں، پس مجھے دیکھتے ہی سیدنا طلحہ بن عبید اللہؓ جلدی سے اٹھے اور مصافحہ کیا اور مبارکباد دی۔ اللہ کی قسم اُن کے سوا مہاجرین میں سے اور کسی نے اٹھ کر مجھے مبارکباد نہیں دی اور میں ان کا یہ احسان

کبھی بھولنے والا نہیں۔ سیدنا کعبؓ کہتے ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سلام کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اور (میں نے دیکھا کہ) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا چہرۂ مبارک خوشی سے جگمگا رہا تھا، ''کعب تجھے اس دن کی بشارت ہو جو اُن سب دنوں میں سب سے بہتر ہے، جب سے تیری ماں نے تجھ کو جنا''۔ (آگے) کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! یہ بشارت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے؟ تو فرمایا ''نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے''۔ اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا چہرہ چاند کی طرح روشن ہو جاتا اور ہم لوگ اس کو پہچان لیتے۔ جب میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے بیٹھا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں چاہتا ہوں کہ اپنی توبہ کی قبولیت کے شکریہ میں اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں خیرات کر کے اللہ اور اس کے رسول کو دے دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کچھ مال خیرات کرو اور کچھ اپنے لئے رہنے دو، وہ تمہارے لئے بہتری کا ذریعہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں اپنا خیبر کا حصہ اپنے لئے رہنے دیتا ہوں اور باقی خیرات کرتا ہوں۔ پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! بیشک میرے سچ کی ہی وجہ سے اللہ نے مجھے نجات دی اور میری توبہ میں یہ بھی ہے کہ جب تک زندہ ہوں کبھی جھوٹ نہ بولوں گا۔ اور اللہ کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آزمائش میں سچ بولنے کی وجہ سے کسی مسلمان پر اتنا فضل کیا ہو جتنا مجھ پر کیا ہے۔ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس معاملہ میں سچ سچ عرض کر دیا اس وقت سے آج کے دن تک میں نے کبھی قصداً جھوٹ نہیں بولا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی زندگی میں بھی مجھے جھوٹ سے محفوظ رکھے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ

والہ وسلم پر سورۃ توبہ کی یہ آیت (117، 118 اور 119) نازل کی'' اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حال پر توجہ فرمائی .... اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو''۔ اللہ کی قسم میں تو اسلام لانے کے بعد سے اللہ تعالیٰ کا کوئی احسان اپنے اوپر اس سے بڑھ کر نہیں سمجھتا کہ اُس نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے سچ بولنے کی توفیق دی اور جھوٹ سے بچایا۔ اگر میں جھوٹ بولتا تو دوسرے لوگوں (منافقوں) کی طرح جنہوں نے جھوٹ بولا، تباہ ہو جاتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے جب وحی نازل کی تو اُن جھوٹوں کیلئے ایسا بُرا لفظ اتارا کہ ویسا بُرا کسی کیلئے نہیں اتارا، فرمایا'' اب جب تم لوٹ کر آئے تو یہ لوگ اللہ کی (جھوٹی) قسمیں کھائیں گے ..... اخیر آیت تک (سورۃ التوبہ: 96-95)۔ سیدنا کعبؓ نے کہا کہ ہم تینوں آدمیوں کا حکم ان لوگوں کے حکم سے ملتوی رکھا گیا جنہوں نے جھوٹی قسمیں کھائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قبول کرلیا اور ان سے تجدید بیعت کی اور اللہ سے ان کیلئے مغفرت چاہی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمارے بارے میں تاخیر کی یہاں تک کہ اللہ نے حکم کیا۔ اسی لئے اللہ نے (قرآن میں) یہ فرمایا'' اور ان تین شخصوں کو (معاف کیا) جو (جنگ سے) پیچھے رہ گئے'' (سورۃ التوبہ 118) اور اس آیت میں پیچھے رہ جانے والوں سے یہی مراد ہے کہ ہمارے بارے میں تاخیر کی گئی اور ہم ڈھیل میں ڈال دیئے گئے یہ مراد نہیں کہ جہاد سے پیچھے رہ گئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے پیچھے رہے جنہوں نے قسمیں کھا کر عذر بیان کئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے عذر قبول کرلئے

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قیصر (شاہِ روم) اور کسریٰ (شاہِ ایران) کو

خط لکھنا۔

1700: سیدنا ابو بکرہؓ کہتے ہیں کہ اللہ نے ایام (جنگ) جمل میں مجھے اس بات سے فائدہ دیا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنی تھی ورنہ قریب تھا کہ میں جمل والوں میں شریک ہو کر (مسلمانوں سے) لڑتا، (انہوں نے) کہا کہ وہ بات یہ تھی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ ایران والوں نے کسریٰ کی بیٹی (بوران بنت شیرویہ) کو اپنا حکمران بنالیا ہے تو فرمایا کہ "جو قوم اپنے اوپر عورت کو حکمران بنائے گی وہ ہرگز فلاح حاصل نہ کر سکے گی"۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیماری اور وفات کا بیان۔

1701: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مرض الموت میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور کچھ آہستہ سے فرمایا تو وہ رونے لگیں۔ پھر دوبارہ بلایا اور کچھ آہستہ سے فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں۔ ہم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کے بعد) پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اوّل یہ فرمایا تھا کہ "اسی مرض میں میری روح قبض ہو گی" یہ سن کر میں رونے لگی، دوسری مرتبہ یہ فرمایا کہ "میں اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ملوں گی" تو یہ سن کر میں خوش ہوئی۔

1702: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں (نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اُس مرض کی حالت سے پہلے) سنا کرتی تھی کہ کوئی نبی اس وقت تک وفات نہیں پاتا جب تک اس کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) دنیا و آخرت (میں سے ایک کو پسند کرنے) کا اختیار نہ دیا جائے، پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے آپ کی اس بیماری میں جس میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وفات پائی یہ

سنا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ٹھسکا لگا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ آیت پڑھتے ہیں ''ان لوگوں کیساتھ جن پر اللہ نے اپنے احسانات کئے ہیں'' پوری آیت (سورۃ النساء: 69)۔ تو اس سے سمجھ لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آخرت میں رہنا پسند کیا۔

1703: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صحت کی حالت میں فرمایا تھا کہ کوئی نبی اس وقت تک فوت نہیں ہوا جب تک جنت میں اس کو اس کا مقام نہیں دکھلایا گیا پھر (جب تک) اس کو یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ چاہے (تو دنیا میں) زندہ رہے یا آخرت کو اختیار کرے، جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وقت قریب آیا، اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سر مبارک میری ران پر تھا، اوّل تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو غشی ہوئی، پھر جب افاقہ ہوا تو نگاہ گھر کی چھت کی طرف لگائی اور فرمایا'' اے اللہ! بلند رفیقوں میں رکھ'' (یعنی آخرت کو پسند کیا) اس وقت میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتے اور مجھے تصدیق ہوگئی کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو فرمایا کرتے تھے کہ نبی کو اختیار دیا جاتا ہے (پھر وفات ہوتی ہے) وہ صحیح ہے۔

1704: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب بیمار ہوتے تو معوذات (سورۃ اخلاص، الفلق اور الناس) سورتیں پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا کرتے اور ہاتھ اپنے بدن پر پھیرتے تو جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو میں نے یہ سورتیں پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہاتھوں کو مسح کر دیا۔

1705: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی صلی

اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات قریب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھ سے کمر لگائے بیٹھے تھے تو میں نے بغور سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ فرماتے ہیں ”اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے بلند رفیقوں سے ملا دے“۔

1706: اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سر مبارک وفات کے وقت میرے سینہ پر تھا جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر موت کی سختی دیکھی اس کے بعد سے میں موت کی سختی کو کسی کیلئے بُرا نہیں سمجھتی۔

1707: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی موت کی بیماری میں ایک روز سیدنا علی بن ابی طالبؓ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس سے باہر نکلے تو لوگوں نے پوچھا ”اے ابوالحسن! آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا اللہ کا شکر ہے آج اچھے ہیں“۔ یہ سن کر سیدنا عباس بن عبدالمطلبؓ نے سیدنا علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اللہ کی قسم تم تین دن کے بعد لاٹھی کے آدمی رہ جاؤ گے (کہ جو چاہے ہنکالے جائے) اور اللہ کی قسم میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس بیماری میں عنقریب گزر جائیں گے، میں بنی عبدالمطلب کی موت کے وقت کی علامتوں کو خوب پہچانتا ہوں، تو آؤ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے خلافت کے بارے میں دریافت کر لیں، اگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمیں (یعنی بنی ہاشم کو) خلافت دیں تو بھی ہمیں معلوم ہو جائے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کسی دوسرے کو خلیفہ کریں تو بھی ہمیں معلوم ہو جائے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کو بھی ہمارے بارے (اچھے سلوک کی بابت) میں فرما جائیں گے۔ سیدنا علیؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے خلافت کا سوال کیا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے منع فرما دیا تو پھر

لوگ کبھی بھی ہمیں خلیفہ نہ بنائیں گے اور میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کبھی بھی خلافت کا سوال نہیں کروں گا۔

1708: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یہ بھی اللہ کی نعمتوں میں سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرے گھر میں اور میری باری کے روز میری ٹھوڑی اور سینہ کے درمیان وفات پائی اور اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کے وقت میرا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا لعاب دہن ملا دیا (اس طرح) کہ ایک روز میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ ہاتھ میں مسواک لئے ہوئے آئے، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنے اوپر ٹیکا دیئے ہوئے تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسواک کو دیکھ رہے ہیں اور مجھے معلوم تھا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسواک کو جیسا پسند کرتے تھے، میں نے عرض کیا کہ کیا یہ مسواک آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلئے لےلوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سر کے اشارہ سے فرمایا ''ہاں''۔ میں نے وہ مسواک (ان سے لے کر) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دی لیکن آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر بیماری سخت تھی تو میں نے کہا کہ میں نرم کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سر کے اشارے سے فرمایا ''ہاں'' میں نے چبا کر نرم کر دی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وہ مسواک دانتوں پر پھیری اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے پانی کی ایک چھاگل یا پانی کا ایک کٹورا {راوی کو شک ہے} رکھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈالتے اور منہ پر پھیرتے اور فرماتے لا الہ الا اللہ، موت میں بڑی سختیاں ہوتی ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور فرمایا (اللہ) بلند رفیقوں میں (رکھ) یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی روح مبارک نکل گئی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہاتھ گر گیا۔

1709: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بیماری کی حالت میں دوا پلائی، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے منع فرمایا۔ ہم نے سمجھا کہ دوا بُری معلوم ہونے کی وجہ سے مریض تو منع کیا ہی کرتا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو افاقہ ہوا تو فرمایا کیا میں نے دوا کو منع نہیں کیا تھا (پھر کیوں پلائی ؟) ہم نے کہا کہ مریض تو دوا سے منع کیا ہی کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں نے سب کو دیکھا کہ مجھے زبردستی دوا پلاتے تھے، مگر عباس (رض) شریک نہ تھے۔ (تو اچھا اب تم لوگوں کی یہ سزا ہے کہ) گھر میں کوئی آدمی باقی نہ رہے، سب کے منہ میں دوا ڈالی جائے، ایک عباسؓ کو چھوڑ دو کیونکہ وہ موجود نہ تھے۔

1710: سیدنا انس بن مالکؓ نے کہا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر مرض کی شدت ہوئی تو بے ہوش ہو گئے، سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا رو کر کہنے لگیں کہ ہائے میرے باپ پر کیسی سختی ہو رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تیرے باپ پر اس روز کے بعد پھر کوئی سختی نہ ہوگی۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کا بیان۔

1711: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

کتاب التفسیر

سورۃ الفاتحہ

باب : سورۃ فاتحہ کی تفسیر۔

1712 : سیدنا ابو سعید معلیٰؓ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے بلایا، میں اسی وقت حاضر نہ ہوا (بلکہ نماز پڑھ کر گیا) اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! میں نماز پڑھ رہا تھا (اس وجہ سے دیر ہوئی) تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، کیا اللہ نے یہ نہیں کہا کہ ”تم اللہ اور رسول کے کہنے کو بجا لاؤ، جب کہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں“ (الانفال :24) پھر مجھ سے فرمایا کہ مسجد سے باہر جانے سے پہلے میں تجھے قرآن کی ایک سورۃ بتاؤں گا جو (اجر و ثواب میں) ساری سورتوں سے بڑھ کر ہے۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ جب باہر آنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ میں تم کو ایک سورۃ بتلاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے بڑھ کر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وہ سورۃ ﴿الحمدللہ رب العالمین﴾ ہے، اس میں سات آیتیں ہیں جو ہر رکعت میں بار بار دہرائی جاتی ہیں، اور یہی سورۃ وہ بڑا قرآن ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

سورۃ البقرہ

باب : اللہ تعالیٰ کے قول ”اللہ کا شریک کسی کو مت بناؤ! حالانکہ تم جانتے ہو“ (البقرہ :22) کے بیان میں

1713 : سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ”یہ کہ تو کسی کو اللہ کا شریک بنائے حالانکہ اس (اللہ) نے تجھے پیدا کیا ہے“۔ میں نے کہا بیشک یہ بڑا گناہ ہے۔ میں نے پوچھا پھر اس کے بعد کونسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کرنا کہ اس کو کھلانا پڑے گا۔ (یہیں سے فیملی پلاننگ کا رد ہوتا ہے)۔ میں نے پوچھا پھر اس کے بعد کونسا گناہ؟ فرمایا اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرنا۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ”اور ہم نے تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور تم پر من وسلویٰ اتارا“ کے بیان میں۔

1714: سیدنا سعید بن زیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کھنبی (جو خودرَو ہوتی ہے) ”مَن“ کی قسم میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کیلئے دوا ہے۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ”اور ہم نے تم سے کہا کہ اس بستی میں داخل ہو جاؤ“ کے بیان میں۔

1715: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا گیا تھا ”اور شہر کے دروازے میں جھک کر سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوں اور زبان سے حِطَّۃٌ کہو“ (یعنی گناہوں کی مغفرت چاہتے ہیں) تو وہ گھسٹ گھسٹ کر اور بجائے حِطَّۃٌ کے حِنْطَۃٌ، حَبَّۃٌ فِی شَعَرَۃٍ (دانہ بالی کے اندر) کہتے ہوئے داخل ہوئے۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ”جس آیت کو ہم منسوخ کر دیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی اور لاتے ہیں“ (سورۃ البقرۃ: 118) کے بیان میں۔

1716: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ ہم سب میں سیدنا ابی بن کعبؓ بڑے قاری ہیں اور سیدنا علیؓ سب سے عمدہ قاضی ہیں اور ہم سیدنا ابیؓ کی ایک بات نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں تو قرآن کی کسی آیت کی تلاوت نہ چھوڑوں گا جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے اور بیشک قرآن میں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ ''جس آیت کو ہم منسوخ کردیں یا بھلا دیں تو...........''(البقرۃ:118)۔

باب: اللہ تعالیٰ کا قول ''یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے (نہیں بلکہ) وہ پاک ہے''(البقرہ:116)

1717: سیدنا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ''بنی آدم مجھے جھٹلاتا ہے اور اس کو یہ نہ چاہیئے تھا اور بنی آدم نے مجھے گالی دی اور یہ بات اس کو نہ چاہیئے تھی۔ جھوٹا تو یوں بنایا کہ وہ کہتا ہے کہ میں ان کو مرنے کے بعد قیامت کے دن اصلی حالت پر نہیں اٹھا سکتا اور گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میری اولاد ہے حالانکہ میں اس بات سے مبرا اور پاک ہوں کہ کسی کو اپنی بیوی یا اولاد بناؤں (سب میرے بندے اور غلام ہیں)۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ''تم مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بناؤ'' (البقرہ:125) کے بیان میں۔

1718: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ (میری رائے) تین باتوں میں اللہ کے حکم کے موافق ہوئی یا یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تین باتوں میں میرے ساتھ اتفاق کیا۔ (پہلے یہ کہ) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا اگر آپ مقامِ ابراہیم میں (طواف کے بعد) نماز پڑھا کریں تو بہتر ہو،

(اسی کے موافق اللہ نے یہ آیت "تم مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ" اتاری) اور (دوسری یہ کہ) میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے پاس اچھے بُرے ہر قسم کے لوگ آتے جاتے ہیں، اگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم امہات المؤمنین (اپنی ازواج مطہرات) کو پردہ کا حکم دیدیں تو اچھا ہے تو اس کے موافق اللہ نے حجاب کی آیت ﴿یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ ...... الخ﴾ نازل کی۔ (تیسری یہ کہ). مجھے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی بعض ازواج پر غصہ ہو گئے تو میں ان کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ تم باز آ جاؤ ورنہ اللہ اپنے رسول کو تم سے اچھی بیویاں تمہارے بدلہ میں عطا کر دے گا یہاں تک کہ جب میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ایک بیوی (اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا) کے پاس آیا تو انہوں نے کہا "اے عمر (ص)! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی بیویوں کو نصیحت نہیں کر سکتے جو تم نصیحت کرنے آئے ہو؟" تو اس وقت (میرے کہنے کے موافق) اللہ نے یہ آیت اتاری "اگر وہ (پیغمبر) تمہیں طلاق دیدیں تو بہت جلد انہیں ان کا رب! تمہارے بدلے تم سے بہتر بیویاں عنایت فرمائے گا جو اسلام والیاں..........." (التحریم: 5)۔

باب: اللہ تعالیٰ کا قول "کہہ دو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف نازل کی گئی" (بقرہ:136)

1719: سیدنا ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ اہل کتاب یعنی یہودی توراۃ کو عبرانی زبان میں پڑھا کرتے تھے اور اس کا ترجمہ عربی زبان میں مسلمانوں کو سمجھاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی باتوں کو بالکل سچ بھی نہ مان لو (اس لئے کہ انہوں نے توریت میں تحریف کر لی ہے) اور بالکل جھوٹ بھی نہ کہو

(اس لئے کہ شاید بعض آیات بلاتحریف بھی ہوں) بلکہ مجملاً یہ کہو کہ "کہہ دو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف نازل کی گئی"۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول "اسی طرح ہم نے تمہیں عادل امت بنایا تاکہ تم قیامت کے دن دوسری امتوں پر گواہی دو اور رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تم پر گواہ ہو جائیں" (بقرہ:143) کا بیان۔

1720: سیدنا ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن نوح علیہ السلام بلائے جائیں گے، وہ عرض کریں گے "میں حاضر ہوں اے پروردگار، جو حکم ہو بجالاؤں" اللہ تعالیٰ فرمائے گا "کیا تم نے لوگوں کو ہمارے احکام بتادیئے تھے؟" وہ کہیں گے "ہاں" پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا کہ نوح (علیہ السلام) نے تم کو میرا حکم پہنچایا تھا (یا نہیں)؟ تو وہ کہیں گے کہ "ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا (پیغمبر) نہیں آیا" نوح علیہ السلام سے کہا جائے گا کہ "کوئی تیرا گواہ ہے؟" وہ عرض کریں گے "محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور ان کی امت کے لوگ گواہ ہیں" پھر اس امت کے لوگ گواہی دیں گے کہ نوح علیہ السلام نے اللہ کا پیغام اپنی امت کو پہنچا دیا تھا" اور پیغمبر (محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تم پر گواہ بنیں گے" پس اللہ تعالیٰ کے اس قول کا یہی مطلب ہے کہ "ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تم پر گواہ ہو جائیں"۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول "پھر تم اس جگہ سے لوٹو جہاں سے سب لوگ لوٹتے ہیں" (بقرہ:199) کے بیان میں۔

1721: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ (دورِ جاہلیت میں)

قریش اور جو لوگ اُن کے طریقہ پر چلتے تھے، مزدلفہ میں ٹھہرا کرتے تھے اور ان لوگوں کو حمس کہتے (اپنے آپ کو معزز سمجھتے تھے) باقی تمام اہل عرب عرفات میں ٹھہرتے تھے۔ جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حکم فرمایا کہ اوّل عرفات میں جائیں اور وہاں ٹھہریں پھر وہاں سے لوٹ کر (مزدلفہ میں) آئیں۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول "اور بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں نیکی عطا فرما......الآیۃ" (سورۃ البقرہ: 21) کے بیان میں۔

1722: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اکثر یوں دعا فرمایا کرتے تھے " اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں نیکی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذابِ جہنم سے نجات دے"۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول " اور وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے" (سورۃ البقرہ: 273) کے بیان میں۔

1723: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں ہے جو ایک کھجور یا دو کھجور یا ایک لقمہ یا دو لقمے لے کر چل دیتا ہوں بلکہ مسکین (جس کا ذکر اس آیت میں ہے) وہ ہے جو سوال سے بچتا ہو۔ مسکین کا مطلب اگر تم سمجھنا چاہو تو یہ آیت " اور وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے" پڑھو۔

سورۃ آلِ عمران

(باب: اس آیت " وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے تم پر کتاب اتاری جس میں

واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ آیتیں ہیں ......"

(آل عمران:7) کے بیان میں۔

1724: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ آیت پڑھی "وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے تم پر کتاب اتاری جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ آیتیں ہیں پس جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں، فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کیلئے، حالانکہ ان کی حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور پختہ و مضبوط علم والے یہی کہتے ہیں کہ ہم تو ان پر ایمان لا چکے، یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو صرف عقل مند ہی حاصل کرتے ہیں" پھر فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیتوں کے پیچھے لگتے ہیں تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے (قرآن میں) انہی لوگوں کا ذکر کیا ہے لہٰذا ان کی صحبت سے بچتے رہو۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول "بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر فروخت کر دیتے ہیں ...... (سورۂ آل عمران: 77) کے بیان میں۔

1725: سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ان سے دو عورتوں کا جھگڑا بیان کیا گیا جو کہ ایک گھر یا کوٹھڑی میں بیٹھی موزہ سی رہی تھیں اتنے میں (ان دونوں میں سے) ایک باہر نکلی اس کی ہتھیلی میں موزہ سینے کی سوئی (آر) چبھو دی گئی تھی اس نے دوسری عورت پر دعویٰ کیا (جو اس کی ساتھ تھی) جب یہ مقدمہ سیدنا ابن عباسؓ کے پاس لایا گیا تو سیدنا ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

ہے کہ اگر لوگوں کو دعویٰ کرنے پر دلا دیا جاتا (جو دعویٰ کرتے) تو کتنوں کے خون اور مال تلف ہو جاتے۔ تم اس دوسری عورت کو (مدعی علیہا) کو اللہ تعالیٰ سے ڈراؤ اور یہ آیت سناؤ ''بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر فروخت کر دیتے ہیں......'' جب لوگوں نے ایسا کیا تو (وہ ڈر گئی اور) اس نے جرم کا اقرار کیا تو سیدنا ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قسم مدعی علیہ پر ہے۔

( ) باب: اللہ تعالیٰ کا قول ''بے شک کافروں نے تمہارے مقابلے پر لشکر جمع کیے ہیں...... (آل عمران: 177)۔

1726: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت کہا تھا جب وہ آگ میں ڈالے گئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی یہ کلمہ اس وقت کہا تھا جب لوگوں نے ان سے کہا کہ قریش کے کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے لڑنے کیلئے بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے ان سے ڈرتے رہنا۔ یہ خبر سن کر صحابہ' کا ایمان بڑھ گیا اور انہوں نے یہی کہا کہ ''ہمیں اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہ اچھا کام کرنے والا ہے''۔

باب: اللہ تعالیٰ کا قول '' اور یہ بھی یقین ہے کہ تمہیں ان لوگوں کی جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور مشرکوں کی بہت سے دکھ دینے والی باتیں بھی سننی پڑیں گی (آل عمران:186)۔

1727: سیدنا اسامہ بن زیدؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر (شہر) فدک کی (بنی ہوئی) چادر پڑی تھی اور اسامہ بن زیدؓ کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بنی حارث بن خزرج کے

محلّہ میں، سیدنا سعد بن عبادہؓ کی عیادت کوتشریف لے جا رہے تھے۔ یہ واقعہ جنگ بدر سے پہلے کا ہے۔ راستے میں ایک مجلس پر سے گزرے جس میں عبداللہ بن ابی ابن سلول (مشہور منافق) بیٹھا تھا، اس وقت تک عبداللہ بن ابی (ظاہر میں بھی) مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اس مجلس میں ہر قسم کے لوگ تھے کہ کچھ مسلمان کچھ مشرک بت پرست اور کچھ یہود۔ اس مجلس میں سیدنا عبداللہ بن رواحہؓ (مشہور صحابی) بھی موجود تھے۔ جب گدھے کے پاؤں کی گرد مجلس والوں پر پڑنے لگی (یعنی سواری قریب آ پہنچی) تو عبداللہ بن ابی نے اپنی ناک چادر سے ڈھک لی اور کہا کہ ہم پر گرد مت اڑاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سلام کیا اور پھر ٹھہر گئے اور سواری سے اتر پڑے اور ان کو قرآن پڑھ کر سنانے لگے اور (ان مجلس والوں کو) اللہ کی طرف بلایا۔ اس وقت عبداللہ بن ابی نے کہا اے شخص! اگرچہ تیرا کلام بہت اچھا ہے، اگر یہ سچ ہے تو بھی ہمیں ہماری مجلسوں میں مت سنا۔ اپنے گھر کو جا، وہاں جو تیرے پاس آئے اس کو یہ قصے سنا۔ سیدنا عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! نہیں بلکہ آپ ہماری ہر ایک مجلس میں ضرور آیا کیجئے، ہمیں یہ بہت اچھا لگتا ہے۔ اس بات پر مسلمانوں، مشرکوں اور یہودیوں میں گالی گلوچ ہونے لگی اور قریب تھا کہ لڑائی شروع ہو جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان سب کو چپ کرانے لگے، آخر کار وہ سب خاموش ہو گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سوار ہوئے اور سیدنا سعد بن عبادہؓ کے ہاں گئے اور ان سے فرمایا اے سعد! تو نے ابوحباب کی باتیں نہیں سنیں؟ {ابوحباب سے عبداللہ بن ابی مراد ہے} اس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ سیدنا سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ اسے معاف کر دیجئے اور اس سے درگزر فرمائیے اور قسم اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر کتاب نازل کی ہے کہ اللہ کی

جانب سے جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر اترا ہے وہ برحق اور سچ ہے۔ (وجہ یہ ہے کہ) اس بستی کے لوگوں نے (آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آنے سے پہلے) یہ فیصلہ کیا تھا کہ عبداللہ بن ابی کو سرداری کا تاج پہنائیں گے اور اس کو اپنا والی اور رئیس بنائیں گے۔ پس جب اللہ نے یہ بات (عبداللہ بن ابی کا سردار ہونا) نہ چاہی بوجہ اُس حق کے جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عطا کیا ہے تو اُس کو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا آنا ناگوار ہوا اس لئے اس نے (آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے) ایسے بُرے کلمات کہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کا قصور معاف کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ان کے اصحاب کی عادت مبارکہ تھی کہ بت پرستوں اور یہودیوں کی ایسی ایسی حرکاتِ ناشائستہ کو معاف کر دیا کرتے تھے جیسے کہ اللہ نے ان کو حکم فرمایا تھا (الآیۃ) اور ان کی ایذا دہی پر صبر کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ نے ان سے لڑنے کا حکم دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بدر میں جنگ کی تو بڑے بڑے قریش کے رئیسوں کو اللہ نے قتل کرایا تو ابن ابی بن سلول نے اور جو اس کیساتھ مشرک اور بت پرست تھے کہا کہ اب (تو اس دین میں شریک ہونے کا) موقع آن پہنچا (کہ اس کا غلبہ ہو گیا) تو اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اسلام پر بیعت کر لو۔ اس پر وہ سب (ظاہری طور پر) مسلمان ہوئے۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول "وہ لوگ جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں ......" (آل عمران:188) کے بیان میں۔

1728: سیدنا ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عہد میں چند منافق تھے جو بظاہر مسلمان ہو گئے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جہاد کو جاتے تو وہ (مدینہ میں) پیچھے رہ جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

کیساتھ نہ جانے پر خوش ہوتے پھر جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جہاد سے لوٹ کر آتے تو وہ (طرح طرح) کے بہانے بناتے اور قسمیں کھاتے (کہ ان وجوہات کی وجہ سے ہم نہ جا سکے) اور ان کو ایسے کام پر تعریف ہونا پسند آتا جس کو انہوں نے نہ کیا ہوتا۔ پس یہ آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئی کہ ''وہ لوگ جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو انہوں نے نہیں کیا اس پر بھی ان کی تعریفیں کی جائیں......''۔

1729: سیدنا ابن عباسؓ سے کہا گیا کہ ہر شخص ان نعمتوں پر جو اُس کو ملی ہیں خوش ہے اور یہ بات بھی پسند کرتا ہے کہ جو کام اس نے نہیں کیا اس پر اس کی تعریف کی جائے اور اللہ نے فرمایا ہے کہ اس کو آخرت میں عذاب ہوگا، اگر یہ بات ہے تو ہم سب ضرور عذاب دیئے جائیں گے تو سیدنا ابن عباسؓ نے جواب دیا کیا تمہیں اس قصہ سے کیا مطلب؟ بیشک یہ اس وقت نازل ہوئی جب ایک روز نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے چند یہودیوں کو بلایا اور ان سے دین کی کوئی بات دریافت فرمائی، انہوں نے اصلی بات کو چھپایا اور کوئی غلط بات بتا دی، پھر یہ سمجھے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نزدیک تعریف کے لائق ٹھہریں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جو بات پوچھی ہم نے بتا دی اور اس (مکر اور اصلی بات کو چھپانے) سے بہت خوش ہوئے۔

سورۃ النساء

1730: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عروہ بن زبیر نے اللہ تعالیٰ کے اس قول ''اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کر کے تم انصاف نہ رکھ سکو گے'' کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اے میرے بھانجے! اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک یتیم عورت اپنے والی کی پرورش میں ہو اور اس کے مال میں شریک ہو تو

اس کے ولی کو اس کی مالداری اور خوبصورتی پسند آئے اور اس سے نکاح کرنا چاہے اور اس کو مہر انصاف کے ساتھ (جتنا اس کو دوسرے لوگ دیں) نہ دینا چاہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایسے لوگوں کو ایسی یتیم لڑکیوں کیساتھ کہ جب تک اُن کا پورا مہر انصاف کیساتھ نہ دیں نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے اور ان کو یہ حکم دیا گیا کہ تم ان یتیم عورتوں کے سوا اور جو عورتیں تمہیں اچھی معلوم ہوں ان سے نکاح کرلو۔ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ چند آدمیوں نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ان عورتوں کے بارے میں فتویٰ لینا چاہا تو اللہ نے یہ آیت نازل کی "آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عورتوں کے بارے میں حکم دریافت کرتے ہیں (النساء: 127) اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ دوسری آیت میں جو یہ فرمایا کہ "یعنی وہ یتیم عورتیں جن کا مال اور جمال کم ہو اور تم ان کیساتھ نکاح کرنے سے نفرت کرو" تو اللہ کا یہ حکم ہوا کہ جو عورتیں یتیم ہیں اور ان کی طرف بوجہ قلت مال اور کم خوبصورتی کے رغبت نہیں کرتے تھے اگر ان کے پاس کثیر مال ہو تو ان سے نکاح نہ کرو مگر اس صورت میں کہ ان کے مال اور مہر میں انصاف کرو۔

باب: اللہ تعالیٰ کا قول "اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولادوں کی بابت وصیت کرتا ہے" (النساء: 11)۔

1731: سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ پیدل چلتے ہوئے بنی سلمہ کے محلّہ میں میری عیادت کیلئے تشریف لائے اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دیکھا کہ میں بیہوش پڑا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پانی مانگا اور وضو کیا اور پھر پانی میرے اوپر چھڑکا تو مجھے ہوش آ گیا میں نے عرض کیا کہ

یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! آپ کیا حکم فرماتے ہیں کہ میں اپنے مال کو کس طرح بانٹوں؟ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ”اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولادوں کی بابت وصیت کرتا ہے“......پوری آیت

باب: اللہ تعالیٰ کا قول ”بیشک اللہ ذرہ کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا ...... پوری آیت“ (النساء:4)

1732: سیدنا ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے چند آدمیوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟...... اور پوری حدیث بیان کی جو کہ پہلے گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث 463) پھر کہا ”جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پکارنے والا یوں پکارے گا کہ جو شخص جس چیز کی عبادت کرتا تھا اسی کیساتھ چلا جائے۔ پس غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں میں سے کوئی فرد باقی نہ رہے گا، سب اپنے معبودوں بتوں اور تھان وغیرہ کیساتھ دوزخ میں جا کر گر جائیں گے یہاں تک کہ صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جو اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ ان میں اچھے اور بُرے مسلمان لوگ ہوں گے اور اہل کتاب کے کچھ باقی رہ جانے والے لوگ۔ سب سے پہلے یہود بلائے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم عزیر (علیہ السلام) کی جو اللہ کا بیٹا ہے عبادت کرتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جھوٹ کہا، اللہ نے اپنی بیوی اور بیٹا کسی کو نہیں بنایا۔ اب تم کیا چاہتے ہو؟ یہود کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں پیاس لگی ہے، ہمیں پانی پلا۔ پھر اُن کی طرف اشارہ کیا جائے گا، کیا تم دوزخ میں نہیں گر پڑتے؟ اسی وقت سب کے سب آگ کی طرف بیتاب ہو کر دوڑیں گے، گویا آگ پانی ہے (جوان

کی پیاس بجھادے گی) اور آگ میں گر پڑیں گے۔ پھر نصاریٰ بلائے جائیں گے اور ان سے بھی پوچھا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم اللہ کے بیٹے مسیح کی عبادت کرتے تھے۔ کہا جائے گا تم نے جھوٹ کہا۔ اللہ کی بیوی اور کوئی بیٹا نہیں۔ پھر کہا جائے گا کہ اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ بھی ویسا ہی کہیں جیسا یہودیوں نے کہا تھا اور ان کی طرح اس میں گر پڑیں گے یہاں تک کہ کوئی باقی نہ رہے گا مگر جو خالص اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ نیک بندوں میں سے یا گنہگاروں میں سے، وہ رہ جائیں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ایک صورت میں ظاہر ہوگا جو پہلی صورت سے جس کو وہ دیکھ چکے ہوں گے ملتی جلتی ہوگی لیکن وہ پہلی صورت نہ ہوگی اور ان سے کہا جائے گا تم کس کے انتظار میں کھڑے ہو؟ کیونکہ ہر امت اپنے معبود کیساتھ لگ جا رہی ہے تو وہ کہیں گے کہ ہم دنیا میں تو، جب کہ ہمیں ان گمراہ کن لوگوں کی احتیاج تھی، ان سے جدا رہے اور ان کا ساتھ نہیں دیا، ہم تو اپنے سچے رب کے انتظار میں ہیں کہ جس کی ہم عبادت کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ کہے گا کہ میں ہی تمہارا (سچا) رب ہوں تو وہ کہیں گے کہ ہم کسی کو بھی اللہ کا شریک نہیں ٹھہراتے۔ یہ جملہ دو یا تین مرتبہ کہیں گے۔

باب: اللہ تعالیٰ کا قول "پس کیا حال ہوگا جس وقت کہ ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے" (النساء: 41)۔

1733: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا بھلا میں کیا سناؤں؟ قرآن تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ہی اترا ہے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دوسرے سے سننا اچھا معلوم ہوتا ہے، تو میں نے سورۂ نساء پڑھنی شروع

کی اور جب میں اس آیت پر پہنچا ''پس کیا حال ہوگا جس وقت کہ ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے'' آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بس کر اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے

باب: اللہ تعالیٰ کا قول ''جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں، جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے......'' (سورۃ النساء: 97)

1734: سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عہد میں چند مسلمان مشرکوں کیساتھ ہو گئے تا کہ ان کی جماعت بڑھ جائے، اور پھر (لڑائی کے موقع پر) ایک تیر آتا تو ان میں سے کوئی مارا جاتا یا تلوار کی ضرب سے کوئی قتل کیا جاتا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ''جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں، جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے......''۔

باب: اللہ تعالیٰ کا قول ''یقیناً ہم نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف وحی کی ہے جیسے کہ نوح (علیہ السلام) اور ...... اور سلیمان کی طرف ......'' (سورۃ النساء: 163)۔

1735: سیدنا ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو یونس بن متی (پیغمبر علیہ السلام) سے اچھا کہے تو وہ جھوٹا ہے۔

سورۃ المائدہ

باب: اللہ تعالیٰ کا قول ''اے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے پہنچا دیجئے......''

(سورۃ المائدہ: 167)۔

1736: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جو آدمی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ کے احکام میں سے کچھ چھپالیا، وہ جھوٹا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ''اے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے پہنچادیجئے......''

باب: اللہ تعالیٰ کا قول ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو پاکیزہ چیزیں تمہارے لئے حلال کی ہیں ان کو حرام مت کرو......'' (سورۃ المائدہ: 87)۔

1737: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ راوی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے اور ہمارے ساتھ عورتیں نہ تھیں (اور عورتوں سے جدائی کی برداشت نہ ہوتی تھی) تو ہم نے عرض کیا کہ آیا ہم خصی ہو جائیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے منع فرمایا اور پھر یہ اجازت دی کہ ایک کپڑا دے کر بھی عورت سے نکاح یعنی متعہ کرسکتے ہیں اور پھر عبداللہؓ نے یہ آیت پڑھی ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو پاکیزہ چیزیں تمہارے لئے حلال کی ہیں ان کو حرام مت کرو......''۔ (نکاحِ متعہ غزوہ خیبر میں حرام ہوگیا دیکھئے حدیث نمبر 1651)۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ''شراب، جوا، بت اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر، یہ سب گندی باتیں اور شیطانی کام ہیں......''(سورۃ المائدہ: 9) کے بیان میں۔

1738: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس سوائے کھجوروں کی شراب کے اور کچھ نہ تھا۔ میں کھڑا ہوا ابوطلحہ اور فلاں فلاں شخص کو یہی شراب پلا رہا

تھا کہ اتنے میں ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ تمہیں کچھ خبر بھی ہے؟ ان سب نے پوچھا کہ بات کیا ہے؟ اس نے کہا کہ شراب حرام ہو گئی ہے۔ تب انہوں نے (جو شراب پی رہے تھے) کہا شراب کے ان پیالوں کو زمین پر پھینک دو۔ سیدنا انسؓ کہتے ہیں اس کے بعد کسی نے شراب کی بابت کچھ دریافت نہ کیا اور نہ اس کو پیا۔

باب: اللہ تعالیٰ کا قول ”ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں“ (المائدہ:11)۔

1739: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایسا خطبہ پڑھا کہ ویسا (عمدہ) خطبہ میں نے کبھی نہیں سنا اور خطبہ میں یہ فرمایا ”جو کچھ میں جانتا ہوں اگر اس کو تم جانتے تو ہنستے تھوڑا اور روتے زیادہ“ یہ سن کر صحابہ کرام ' نے چہروں پر چادریں ڈال لیں اور ان کی رونے کی سی آوازیں نکلیں۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرا باپ کون تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا فلاں شخص تھا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ”اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں......“۔

1740: سیدنا ابن عباسؓ راوی ہیں کہ ایک قوم آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بطور ہنسی اور مسخرے پن کے سوال کیا کرتی تھی، کوئی کہتا تھا کہ میرا باپ کون ہے؟ کوئی سوال کرتا میری اونٹنی کھو گئی ہے، وہ کہاں ہے؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ”اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں اور اگر تم نزولِ قرآن کے دور میں ان باتوں کو پوچھو گے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی۔ سوالاتِ گزشتہ اللہ نے معاف کر دیئے اور اللہ بڑی مغفرت والا بڑے

حلم والا ہے''۔

سورۃ الانعام

باب: اللہ تعالیٰ کا قول ''آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہہ دیجئے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے نازل کر دے''

1741: سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ''آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہہ دیجئے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے نازل کر دے'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ''اے اللہ میں تیرے منہ کی پناہ مانگتا ہوں'' پھر اللہ نے کہا ''یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے'' تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''اے اللہ میں تیرے منہ کی پناہ مانگتا ہوں'' پھر اللہ نے کہا ''یا کہ تم کو گروہ گروہ کر کے سب کو لڑا دے اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی چکھا دے'' آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ پہلے عذابوں سے تو ہلکا یا آسان ہے۔ (سورۃ المائدہ: 65)

باب: اللہ تعالیٰ کا قول

''یہی لوگ ایسے تھے کہ جن کو اللہ نے ہدایت کی تھی، سو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی ان ہی کے طریقہ پر چلئے''۔

1742: سیدنا ابن عباسؓ سے سوال کیا گیا کہ کیا سورۃ ''ص'' میں سجدہ ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں اور پھر یہ آیت پڑھی ''اور ہم نے ان کو اسحٰق دیا اور یعقوب (الانعام: 84) سے اللہ تعالیٰ کے قول ''یہی لوگ ایسے تھے کہ جن کو اللہ نے ہدایت کی تھی، سو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی ان ہی کے طریقہ پر چلئے'' (الانعام: 9) پھر کہا تمہارے (محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان میں سے ہیں جن کو انبیاء کی اقتداء

کرنے کا حکم ہوا ہے۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ''اور مت قریب جاؤ فحاشی کی چیزوں کے جو ظاہری ہیں (جیسے فعل ناشائستہ کرنا) اور جو باطنی ہیں (جیسے کینہ، بغض، وغیرہ)'' کا بیان (المائدہ:151)۔

1743: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ اللہ سے بڑھ کر غیرت مند کوئی نہیں، اسی لئے اس نے ظاہری اور باطنی سب فحش باتوں کو حرام کیا اور اللہ کے نزدیک تعریف سے زیادہ کوئی چیز زیادہ مرغوب نہیں، اسی لئے اس نے اپنی تعریف کی (اور ہمیں اس کی تعلیم دی)۔

سورۃ الاعراف

باب: اللہ تعالیٰ کا قول '' آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم درگزر کو اختیار کریں اور نیک کام کی تعلیم دیں'' (الاعراف: 199)

1744: سیدنا عبداللہ ابن زبیرؓ نے کہا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی بداخلاقی اور بُری عادات پر اپنے پیغمبر کو معاف فرمانے کا حکم دیا۔

سورۃ الانفال

باب: اللہ تعالیٰ کا قول ''اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فتنہ نہ رہے اور دین اللہ ہی کا ہو جائے'' (الانفال:39)۔

1745: سیدنا ابن عمرؓ سے ایک شخص نے پوچھا کہ یہ جو آج کل فتنہ اور لڑائی ہو رہی ہے، اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ تو کیا جانے کہ فتنہ کسے کہتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مشرکوں سے لڑتے تھے اور مشرکوں کے پاس کوئی مسلمان جاتا تو فتنہ میں پڑ جاتا اور وہ تمہاری طرح ملک

(بادشاہت) کیلئے نہ لڑتے تھے (بلکہ محض دین پر لڑتے تھے)۔

سورۃ براۃ {توبہ}

( ) باب: اللہ تعالیٰ کے قول ''دوسرے لوگ وہ ہیں جو اپنے قصور پر نادم ہوئے .....'' (سورۂ توبہ:12) کے بیان میں۔

1746: سیدنا سمرہ بن جندبؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات کو دو فرشتے میرے پاس آئے انہوں نے نیند سے مجھے جگایا اور ایک شہر کی طرف لے گئے جو سونے چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا، وہاں چند آدمی ایسے ملے کہ ان کا آدھا بدن تو ایسا خوبصورت تھا کہ تو نے کبھی دیکھا نہ ہوگا اور آدھا بدن ایسا بدصورت کہ تو نے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ ان دونوں (فرشتوں) نے ان لوگوں سے کہا کہ اس نہر میں گھسو تو وہ گھس گئے اور پھر ہمارے پاس آئے تو ان کی بدصورتی دور ہو گئی اور وہ بہت اچھی صورت شکل کے ہو گئے۔ ان دونوں فرشتوں نے مجھ سے کہا کہ یہ جنت العدن (ہمیشگی کا باغ) ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جگہ ہے اور وہ لوگ جو آدھے تو خوبصورت بدن کے تھے اور آدھے بدصورت بدن کے، وہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اچھے عمل کو بُرے عمل سے ملا دیا تھا، اللہ نے ان سے درگزر کیا اور معاف کر دیا (تو وہ خوبصورت بدن کے ہو گئے)۔

سورۃ ہود

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ''اور اس کا عرش پانی پر تھا......'' (سورۂ ہود: 7) کا بیان۔

1747: سیدنا ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو خرچ کر، میں بھی تجھ پر خرچ کروں گا (تجھ کو دوں گا) اور

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، رات اور دن کا خرچ کرنا اسے خالی نہیں کرسکتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب سے اس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے، کتنا خرچ کر دیا ہوگا؟ لیکن اس کے ہاتھ میں جو (خزانہ) تھا وہ کچھ کم نہیں ہوا اور (آسمان اور زمین کے بننے سے پہلے) اللہ کا عرش پانی پر تھا اور اس کے ہاتھ میں ترازو (ئے عدل) ہے جس کیلئے چاہتا ہے جھکا دیتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے اٹھالیتا ہے (رزق میں کمی زیادتی کرتا ہے)۔

( ) باب: اللہ تعالیٰ کا قول ''تیرے رب کی پکڑ کا یہی طریقہ ہے جب کہ وہ بستیوں کے رہنے والے ظالموں کو پکڑتا ہے''

1748: سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ظالموں کو مہلت دیتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: ''تیرے رب کی پکڑ کا یہی طریقہ ہے جب کہ وہ بستیوں کے رہنے والے ظالموں کو پکڑتا ہے، بیشک اس کی پکڑ بڑی دردناک اور نہایت سخت ہے''۔ (سورۂ ھود: 12)

سورۃ حجر

باب: اللہ تعالیٰ کا قول ''ہاں مگر جو کوئی چوری چھپے سننے کی کوشش کرے......'' (سورۂ حجر: 18)۔

1749: سیدنا ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں احکام صادر فرماتا ہے تو فرشتے اس کے حکم پر عاجزی سے اپنے پر مارنے لگتے ہیں، جیسے کہ زنجیر صاف پتھر پر چلاؤ ایسی آواز سنتے ہیں۔ جب ان فرشتوں کی خوف کی حالت

جاتی رہتی ہے تو ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ پروردگار نے کیا حکم فرمایا؟ دوسرا کہتا ہے جو کچھ فرمایا حق ہے اور وہ بڑا بلند و برتر ہے۔ فرشتوں کی یہ باتیں (شیطان) چوری سے بات اڑانے والے بھی سن لیتے ہیں اور وہ (زمین سے آسمان تک) اوپر تلے ہوتے ہیں۔ پھر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فرشتے خبر پا کر آگ کا شعلہ پھینکتے ہیں، وہ بات سننے والے کو اس سے پہلے جلا دیتا ہے کہ وہ اپنے نیچے والے کو بات پہنچائے۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ شعلہ اس تک نہیں پہنچتا اور وہ اپنے نیچے والے (شیطان) کو وہ بات پہنچا دیتا ہے (وہ اس سے نیچے والے کو) اس طرح وہ بات زمین تک پہنچا دیتے ہیں یا زمین تک آ پہنچتی ہے۔ پھر وہ بات نجومی کے منہ پر ڈالی جاتی ہے پھر وہ اس میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے۔ کوئی کوئی بات اس کی سچی نکلتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو اس نجومی نے ہمیں فلاں دن یہ خبر دی تھی کہ آئندہ ایسا ایسا ہوگا اور ویسا ہی ہوا اس کی بات سچی نکلی۔ اور یہ (سچی بات) وہ ہوتی ہے جو (براہِ راست) آسمان سے چرائی گئی تھی۔

سورۃ النحل

( ) باب: اللہ تعالیٰ کا قول ''اور تم میں ایسے بھی ہیں جو بدترین عمر کی طرف لوٹائے جاتے ہیں......'' (نحل: 7)۔

1750: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے'' اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخیلی اور سستی اور بدترین عمر (75یا9 سال کے بعد کی عمر) اور قبر کے عذاب اور دجال کے فتنے اور زندگی و موت کے دیگر فتنوں سے (کہ تو مجھ کو ان سے بچا)۔

باب: اللہ تعالیٰ کا قول ''اے ان لوگوں کی اولاد جنہیں ہم نے نوح کیساتھ سوار کر دیا تھا، وہ ہمارا بڑا ہی شکر گزار بندہ تھا'' (سورۃ الاسراء: 3)۔

1751: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس پکا ہوا گوشت لایا گیا۔ تو دست کا گوشت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اٹھا کر دیا گیا، وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پسند تھا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کو دانتوں سے پکڑا اور تناول فرمانے لگے۔ پھر فرمایا کہ میں قیامت کے دن سب کا سردار ہوں، آیا تم جانتے ہو کہ کس وجہ سے؟ اس لئے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام اگلے پچھلے آدمیوں کو ایک میدان میں اکٹھا کرے گا اور (وہ میدان ایسا ہموار ہو گا کہ) پکارنے والا اپنی آواز ان کو سنا سکے اور دیکھنے والا ان سب کو دیکھ سکے گا، سورج بہت قریب ہوگا، اس وقت لوگوں کو ایسی ناقابلِ برداشت تکلیف اور غم ہوگا کہ جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔ اس وقت لوگ آپس میں کہیں گے کہ دیکھو کیسی تکلیف ہو رہی ہے، کوئی سفارشی شفیع تلاش کرو جو پروردگار کے پاس تمہاری کچھ سفارش کرے۔ بعض کہیں گے کہ آدم علیہ السلام کے پاس چلو تو سب کے سب ان کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ آپ تمام آدمیوں کے باپ (ابو البشر) ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے مبارک ہاتھوں سے بنایا ہے اور اپنی روح آپ میں پھونکی ہے اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا ہے، آپ ہماری شفاعت کیجئے، دیکھئے ہمیں کیسی تکلیف ہو رہی ہے اور ہمارا کیا حال ہو رہا ہے۔ آدم علیہ السلام کہیں گے کہ آج میرا رب اتنے غصہ میں ہے کہ نہ تو اس سے پہلے کبھی ایسا غصہ ہوا ہوگا اور نہ اس کے بعد ایسا غصہ ہوگا اور مجھے اس درخت کے پھل سے منع کیا تھا

لیکن میں نے (کھالیا اور) نافرمانی کی اور نفسی نفسی کہیں گے اور پھر کہیں گے کہ تم کسی اور کے پاس جاؤ، نوح کے پاس جاؤ۔ پھر وہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ تم سب سے پہلے زمین پر نبی بن کر آئے ہو، اللہ نے تمہارا نام عبداً شکوراً (شکر گزار بندہ) رکھا ہے، ہماری شفاعت کرو، ہمارا حال نہیں دیکھتے کہ کس تکلیف میں مبتلا ہیں؟ وہ کہیں گے کہ آج اللہ تعالیٰ اتنا غصے میں ہے کہ نہ تو ایسا پہلے کبھی ہوا اور نہ اس کے بعد ہوگا اور میرے واسطے ایک دعا کا حکم تھا کہ وہ مقبول ہو گی وہ میں اپنی امت کیلئے مانگ چکا (وہ مقبول دعا اپنی قوم پر بددعا کی شکل میں کر چکا ہوں جس سے وہ ہلاک ہوگئی تھی) اور نفسی نفسی کہیں گے اور کہیں گے کہ کسی اور کے پاس جاؤ، ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ تو سب ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ اللہ کے نبی اور ساری زمین والوں میں اس کے خلیل (جانی دوست) ہیں آپ پروردگار کے ہاں ہماری شفاعت کیجئے ہمارا حال نہیں دیکھتے کیسا خراب ہو رہا ہے؟ وہ کہیں گے کہ آج کے دن اللہ تعالیٰ بہت غصے میں ہے اتنا غصے میں کہ نہ تو اس سے پہلے کبھی ایسا ہوا اور نہ اس کے بعد کبھی ہوگا اور میں نے تین جھوٹ بولے تھے (پھر کہیں گے) نفسی نفسی، تم میرے علاوہ کسی دوسرے کے پاس جاؤ، اچھا موسیٰ کے پاس جاؤ تو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت اور کلام سے تمام لوگوں پر فضیلت و بزرگی دی ہے، آپ پروردگار سے ہماری سفارش کیجئے، دیکھئے ہماری کیسی (بری) حالت ہے تو وہ بھی یہی کہیں گے کہ آج میرا رب بہت غصے میں ہے، اتنا غصے میں کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوا اور نہ اس کے بعد کبھی ہوگا اور (مجھ سے ایک گناہ ہوا تھا) میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا، جس کے قتل کا مجھے حکم نہیں ملا تھا، پھر کہیں گے نفسی نفسی، تم کسی دوسرے کے پاس

جاؤ (ایسا کرو کہ) تم عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤتو لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول اور اس کا وہ کلمہ ہیں جس کو اس نے مریم کی طرف ڈالا تھا اور اس کی روح ہیں اور آپ نے گود میں رہ کر بچپن میں لوگوں سے باتیں کی ہیں، آپ ہمارے لئے شفاعت کیجئے (کہ اللہ ہم کو اس میدانِ حشر کی ہولناکیوں سے نجات دے) دیکھئے ہم کیسی (بُری) حالت میں ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ آج میرا رب بہت غصے میں ہے، اتنا غصے میں کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوا اور نہ اس کے بعد کبھی ہوگا، پھر وہ اس کے بعد اپنا کوئی گناہ بیان نہ کریں گے، وہ بھی نفسی نفسی کہیں گے اور کہیں گے کہ تم کسی دوسرے کے پاس جاؤ (میرے خیال میں) تم محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس جاؤتو وہ لوگ محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں، اور بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں، اللہ سے ہماری شفاعت کیجئے، دیکھئے تو سہی کہ ہمیں کیسی تکلیف ہے۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ) میں یہ سنتے ہی (میدانِ حشر سے) چلوں گا اور عرش کے نیچے آ کر سجدے میں گر پڑوں گا، اللہ تعالیٰ اپنی تعریف اور خوبی کی وہ وہ باتیں میرے دل میں ڈال دے گا (میری زبان سے نکلوائے گا) جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں بتلائیں، پھر حکم ہوگا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! سر اٹھا اور مانگ، جو مانگے گا، دیا جائے گا، جس کی سفارش کرے گا، قبول کی جائے گی۔ میں سر اٹھا کر عرض کروں گا اے میرے رب میری امت پر رحم فرما، اے میرے رب میری امت پر رحم فرما، اے میرے رب میری امت پر رحم فرما۔ حکم ہوگا کہ اے محمد (ط)! اپنی امت میں سے جن لوگوں پر کوئی حساب کتاب نہیں ان کو جنت کے داہنے دروازے سے داخل کرو

اور انہیں یہ بھی اختیار ہے کہ دوسرے لوگوں کی طرح اس دروازے کے علاوہ باقی دروازوں سے بھی جا سکتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے ایک دروازے کی چوڑائی ایسی ہے، جیسے مکہ اور حمیر (یعنی صنعا جو کہ یمن کا دارالحکومت ہے) کے درمیان کا فاصلہ یا مکہ اور بصریٰ (ملک شام) کے درمیان کا فاصلہ۔ (راوی کو شک ہے)۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ''امید ہے کہ تمہارا پروردگار تم کو (روزِ قیامت) مقام محمود (قابل تعریف) مقام پر کھڑا کرے گا'' کا بیان (سورۃ الاسراء: 79)۔

1752: سیدنا ابن عمرؓ نے کہا تمام آدمی قیامت کے دن گروہ گروہ ہو جائیں گے اور ہر گروہ کے لوگ اپنے اپنے نبی کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے فلاں نبی! ہماری شفاعت کرو، اے فلاں نبی! ہماری شفاعت کرو اور آخر کار سفارش رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر آن ٹھہرے گی (باقی سب پیغمبر جواب دیدیں گے) یہی وہ دن ہے جس دن کہ اللہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مقام محمود پر اٹھائیگا

باب: اللہ تعالیٰ کا قول ''تو اپنی نماز نہ تو بہت بلند آواز سے پڑھ اور نہ بالکل ہی آہستہ'' (سورۃ الاسراء: 11)۔

1753: سیدنا ابن عباسؓ نے کہا یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مکہ میں (کافروں کے) خوف سے پوشیدہ تھے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تو بلند آواز سے قرآن پڑھتے تو جب مشرک لوگ اس کو سنتے تو قرآن کو اور اس کو نازل کرنے والے اور جو اُسے لے کر آیا، سب کو بُرا کہتے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ ''تو

اپنی نماز بہت بلند آواز سے نہ پڑھ "یعنی (قرآن) ایسی آواز سے نہ پڑھو جو مشرک لوگ سن کر بُرا کہیں "اور نہ بالکل ہی آہستہ" کہ تیرے اصحاب (مقتدی) بھی نہ سن سکیں "بلکہ اسکے درمیان کا راستہ تلاش کر لے" (یعنی درمیانی آواز سے پڑھا کرو)۔ (سورۃ الاسراء: 11)۔

سورۃ الکہف

باب: اللہ تعالیٰ کے قول "یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی نشانیوں اور اس کی ملاقات سے کفر کیا......" (سورۃ الکہف: 15) کا بیان۔

1754: سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک بڑا فربہ آدمی آئے گا لیکن وہ اللہ کے نزدیک مچھر کے پَر برابر بھی نہ ہوگا۔ پھر فرمایا کہ یہ آیت (مذکورہ بالا) پڑھو "پس قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن قائم نہ کریں گے"۔ (اسکا یہی مطلب ہے، سورۃ الکہف آیت 15)۔

سورۃ مریم

باب: اللہ تعالیٰ کا قول " آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان لوگوں کو اس حسرت وافسوس کے دن سے ڈرایئے......" (سورۃ مریم:39)۔

1755: سیدنا ابوسعید خدریؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن موت ایسے مینڈھے کی صورت میں لائی جائے گی، جو چت کبرا ہوا گا، پھر ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اے بہشت والو! وہ گردن اٹھائیں گے اور ادھر دیکھیں گے تو وہ (فرشتہ) کہے گا کہ کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے اور سب نے اسے (اپنے مرتے وقت) دیکھا تھا (اسلئے پہچان لیں

گے) پھر وہ پکارے گا کہ اے دوزخ والو! وہ بھی گردن اٹھا کر ادھر دیکھیں گے تو وہ (فرشتہ) کہے گا کہ کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے، ان سب نے بھی (مرتے وقت) اسے دیکھا تھا پھر اسی وقت موت ذبح کر دی جائے گی اور وہ (فرشتہ) کہے گا کہ اے اہل جنت! تم اب ہمیشہ جنت میں رہو گے، کسی کو موت نہ آئے گی اور اے اہل دوزخ! تم اب ہمیشہ دوزخ میں رہو گے کسی کو موت نہ آئے گی (تب اس وقت دوزخی حسرت کریں گے) پھر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے) یہ آیت پڑھی ''(اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان لوگوں کو اس حسرت و افسوس کے دن سے ڈرایئے جبکہ کام انجام کو پہنچا دیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت ہی میں رہ جائیں گے''یعنی دنیا کے لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں'' اور وہ ایمان نہیں لاتے''(سورۂ مریم:39)

سورۃ النور

باب: اللہ تعالٰی کے قول ''جو لوگ اپنی بیویوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور سوائے ان کی اپنی ذات کے اور کوئی ان کا گواہ نہ ہو''(سورۂ النور: 8) کے بیان میں۔

1756: سیدنا سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ سیدنا عویمر، سیدنا عاصم بن عدی کے پاس آئے {رضی اللہ عنہما} اور کہا کہ جو شخص اپنی عورت کے پاس کسی غیر آدمی کو زنا کرتے ہوئے دیکھ لے تو کیا وہ اس کو مار ڈالے؟ (اگر مار ڈالا تو) پھر تم لوگ بھی اس کو (قصاص میں) مار ڈالو گے، نہ مارے تو پھر کیا کرے؟ یہ (مسئلہ) میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھو۔ سیدنا عاصمؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ

وسلم نے ایسے مسائل کو پوچھنا پسند نہ کیا اور اسے برا سمجھا، پھر سیدنا عویمرؓ نے اُن سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایسی باتوں کے پوچھنے کو ناپسند فرمایا ہے، سیدنا عویمر نے کہا کہ واللہ میں ہرگز باز نہ آؤں گا جب تک کہ اس مسئلہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے نہ پوچھ لوں اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کیساتھ کسی مرد کو (بدکاری کرتے ہوئے) دیکھے تو کیا وہ اس کو قتل کر دے؟ (اگر قتل کر دے) تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کے قاتل کو (قصاص) میں قتل کر دیں گے، تو اب بتائیے کہ وہ شخص اب کیا کرے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں قرآن اتارا ہے، پھر ان دونوں کو لعان کا حکم دیا اسی طرح جس طرح اللہ نے قرآن میں اتارا۔ سیدنا عویمرؓ نے اپنی بیوی سے ملاعنہ کیا اور پھر کہا کہ یا رسول اللہ! اگر میں اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھوں تو گویا کہ میں نے اس پر ظلم کیا یعنی جھوٹا الزام لگایا۔ پس سیدنا عویمر نے اسے طلاق دیدی۔ (راوی کہتے ہیں کہ) اس قصہ کے بعد ایسے شوہر اور بیوی میں، جو ملاعنہ کریں یہی طریقہ قائم ہو گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو اگر اس عورت (عویمر کی بیوی) کے کالا، بڑی بڑی سیاہ آنکھ، بڑے سرین، موٹی موٹی پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہو تو میں سمجھوں گا کہ بیشک عویمرؓ نے اپنی بیوی کے بارے میں سچ کہا اور اگر سرخ سرخ گرگٹ کی طرح، پیدا ہو تو میں سمجھوں گا کہ انہوں نے اپنی بیوی پر جھوٹ تہمت لگائی (کیونکہ یہ صفتیں عویمرؓ میں تھیں) آخر اس عورت کا بچہ اس شکل کا ہوا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیدنا عویمر کی تصدیق کی تھی (یعنی سانولا، کالی آنکھوں، بڑے سرین اور موٹی پنڈلیوں والا) تو وہ بچہ اپنی ماں کی طرف منسوب کیا گیا (باپ کے نام سے کوئی نہ پکارتا)۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ''اور اس عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار دفعہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ بیشک اس کا مرد جھوٹا ہے'' (سورۃ النور: 8) کے بیان میں۔

1757: سیدنا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ سیدنا ہلال بن امیہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے اپنی عورت پر شریک بن سحماء سے (زنا کرنے کے بارے میں) تہمت لگائی تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ گواہ لا ورنہ تیری پیٹھ پر حدِ قذف (یعنی 8 کوڑے) لگے گی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ اگر ہم میں سے کوئی اپنی عورت سے کسی کو بُرا کام کرتے دیکھ لے تو وہ گواہ کس کو بنائے (اور کس کو گواہی کے واسطے بلا کر دکھائے؟) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہی فرماتے رہے کہ گواہ لاؤ ورنہ تم پر حد لگے گی تو ہلال نے کہا قسم اس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حق کیساتھ بھیجا ہے کہ میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ ضرور میرے بارے میں کوئی ایسا حکم اتارے گا جس سے میری پیٹھ سزا سے بچا دے گا، اسی وقت جبریل علیہ السلام اترے اور یہ آیت نازل ہوئی ''اور جو لوگ اپنی بیویوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں'' نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پڑھا، جب اس آیت پر پہنچے ''اگر اس کا شوہر سچا ہے'' (سورۃ النور: 9۔ 6) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لوٹے اور سیدنا ہلال کی بیوی کو بلوایا اور ہلال بھی آئے اور انہوں نے لعان کی گواہیاں دیں، نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ بلاشبہ اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے تو تم میں سے کوئی ہے جو توبہ کرے؟ پھر وہ عورت اٹھی، اس نے بھی (چار) گواہیاں دیں (یعنی چار مرتبہ یوں کہا کہ میں اللہ کو گواہ کرتی ہوں کہ میں سچی ہوں) اور جب پانچویں مرتبہ یہ کہنے کو ہوئی (کہ اگر میں جھوٹی ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت

ہو) تو لوگوں نے اسے ٹھہرا دیا اور کہا کہ یہ گواہی (اگر جھوٹ ہے) تو تجھے عذاب میں مبتلا کرے گی۔ سیدنا ابن عباسؓ نے کہا کہ وہ ہچکچائی اور گردن جھکا لی، جس سے ہم نے سمجھا کہ یہ اقرار کر لے گی (لیکن) پھر اس نے کہا کہ میں ہمیشہ کیلئے اپنی قوم کو رسوا نہیں کر سکتی اور پانچویں مرتبہ بھی یہ جملہ کہہ ہی دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو اگر اس کے سیاہ سرگیں آنکھ، موٹے سرین، موٹی پنڈلیوں کا بچہ پیدا ہو تو شریک بن سحماء کا نطفہ ہے چنانچہ ایسا ہی بچہ پیدا ہوا، تو اُس وقت نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ کا حکم نہ آیا ہوتا تو دیکھتے کہ میں اس عورت کا کیا حال کرتا۔

سورۃ الفرقان

باب: اللہ تعالیٰ کا قول ''جو لوگ (روزِ قیامت) اپنے منہ کے بل دوزخ کی طرف جمع کیے جائیں گے''

1758: سیدنا انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا کہ یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! قیامت کے روز کافر سر کے بل دوزخ میں کیسے جمع کیے جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ذات جس نے انسانوں کو دنیا میں پیروں کے بل چلایا، کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ قیامت کے روز ان کو سر کے بل چلائے؟ (الفرقان:34)۔

سورۃ الروم

باب: اللہ تعالیٰ کے قول '' الٓمٓ۔ اہل روم مغلوب ہو گئے ہیں'' (الروم: 1,2) کے بیان میں۔

1759: سیدنا ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انہیں اس بات کی خبر ہوئی کہ ''ایک

شخص نے مقام کندہ میں بیان کیا ہے کہ قیامت کے روز دھواں پیدا ہوگا، جس سے منافقوں کے تو کان اور آنکھیں بالکل بیکار ہو جائیں گی اور مومنوں کو زکام کی سی کیفیت پیدا ہو جائے گی، (یعنی ان کے کم گھسے گا جب یہ خبر انہیں پہنچی اور وہ اس وقت) تکیہ لگائے بیٹھے تھے، وہ (یہ سن کر) غصے ہوئے اور سیدھے ہوکر بیٹھے پھر کہا کہ آدمی کو چاہیئے کہ وہی بات کہے جو جانتا ہو اور جو بات نہ جانتا ہو تو کہہ دے کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے کیونکہ یہ بھی علم کی بات ہے کہ جس چیز کو نہ جانے اس کے بارے میں کہے کہ میں نہیں جانتا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے فرماتا ہے ''کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس (وعظ و نصیحت) کی کوئی اجرت نہیں مانگتا اور نہ ہی میں خود سے کوئی بات بناتا ہوں'' (سورۃ ص: 86)۔ (اصل قصہ دھوئیں کا یوں ہے کہ) قریش نے ایمان لانے میں دیر کی تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بددعا کی کہ ''اے اللہ قریش کے لوگوں کے مقابل میری مدد اس طرح کر کہ ان پر یوسف علیہ السلام کے سات سالہ قحط کی طرح سات سال کا قحط نازل کر دے'' چنانچہ قحط پڑ گیا اور (اتنا سخت کہ) جس میں وہ تباہ ہو گئے اور مردار گوشت اور ہڈیاں تک کھا گئے اور (بھوک کے مارے) آدمی کا یہ حال تھا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک دھواں سا دکھائی دیتا۔ آخرکار ابوسفیان نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! تم تو ہمیں آپس میں رشتہ ناطہ جوڑنے کی تلقین کرتے ہو اور اب تو تمہاری قوم کے بہت سے لوگ (قحط کی وجہ سے) تباہ ہو گئے، اللہ سے دعا کرو (کہ وہ اسے دور کر دے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعا کی) پھر یہ آیت پڑھی ''آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس دن کے منتظر رہیں جب کہ آسمان ظاہر دھواں لائے گا......'' سے ''پھر اپنی اسی حالت پر آ جاؤ گے'' (الدخان: 15...1) (سیدنا ابن مسعودؓ کہتے ہیں) تو کیا آخرت کا عذاب ان پر

سے کچھ عرصہ کیلئے ہٹ جائے گا اور وہ لوگ پھر اپنے کفر پر ہی قائم رہیں گے؟ (تو اس سے مراد یہ دھواں ہے نہ کہ قیامت کے روز دھواں ہونا) پھر اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ ''جس دن ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے'' (دخان: 16) تو اس سے بدر کی لڑائی مراد ہے اور ''لگ جانے والے یا چمٹ جانے والے عذاب'' سے مراد (بدر میں قید ہو جانا یا) جنگ بدر اور ''اہل روم مغلوب ہو گئے ...... عنقریب غالب آ جائیں گے'' (الروم: 3..1) کے بارے میں واقعہ روم تو (حیاتِ طیبہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں) گزر چکا ہے۔

سورۃ السجدۃ

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ''کوئی نفس نہیں جانتا کہ اُن کیلئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے'' کا بیان۔ (سورۃ السجدہ: 17)

1760: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں، جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور اُن کی طرف کسی کا وہم و گمان بھی نہ گیا ہوگا اور اُن کے سامنے وہ نعمتیں جن کی تمہیں اطلاع ہے بے حقیقت ہیں'' پھر یہ آیت پڑھی۔ ''کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان کیلئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے''۔

سورۃ الاحزاب

باب: اللہ تعالیٰ کا قول ''(اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آپ (ان بیویوں) میں سے جسے چاہیں (اور جب تک چاہیں) دُور رکھیں اور جسے چاہیں (اور جب تک چاہیں) اپنے پاس رکھیں'' (الاحزاب: 51)۔

1761: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں ان عورتوں پر جو اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلئے ہبہ کر دیتی تھیں، غیرت کرتی تھی اور میں کہتی کہ یہ کونسی بات ہے کہ عورت اپنے تئیں ہبہ کر دے؟ پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ''آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ اختیار ہے کہ آپ اپنی ان (بیویوں) میں سے جسے چاہیں (اور جب تک چاہیں) دور رکھیں اور جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں اور اگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان میں سے بھی کسی کو اپنے پاس بلا لیں جنہیں آپ نے الگ کر رکھا تھا تو بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر کوئی گناہ نہیں'' تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہا کہ میں دیکھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خواہش کے مطابق ہی حکم دیتا ہے۔

1762: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس آیت ''آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ اختیار ہے کہ آپ اپنی ان (بیویوں) میں سے جسے چاہیں (اور جب تک چاہیں) دور رکھیں اور جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں اور اگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان میں سے بھی کسی کو اپنے پاس بلا لیں جنہیں آپ نے الگ کر رکھا تھا تو بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر کوئی گناہ نہیں'' (الاحزاب: 51) کے اترنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جب اپنی ایک بیوی کی باری میں دوسری کے پاس جانا منظور ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جس کی باری ہوتی اس سے (دوسری کے پاس جانے کی) اجازت لیا کرتے۔ پس میں کہا کرتی تھی کہ یا رسول اللہ اگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھ سے پوچھتے ہیں تو میں بوجہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت کے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کسی کے پاس جانا پسند نہیں کرتی۔

(باب: اللہ تعالیٰ کا قول ''اے مومنو! تم نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے

گھروں میں (بن بلائے) مت جایا کرو" (الاحزاب:53)۔

1763: اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پردہ کا حکم اترنے کے بعد اُمّ المومنین سودہ رضی اللہ عنہا (چادر وغیرہ اوڑھ کر) حاجت کیلئے باہر نکلیں، وہ بھاری جسامت کی عورت تھیں، جو کوئی انہیں پہلے سے پہچانتا ہوتا وہ اب بھی پہچان لیتا تھا۔ خیر سیدنا عمرؓ نے ان کو دیکھ لیا اور کہا کہ اے سودہ (رضی اللہ عنہا)! واللہ تم تو اب بھی ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہو، ذرا دیکھو کیسی حالت میں تم باہر نکلی ہو۔ یہ سن کر وہ لوٹ آئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے گھر میں رات کا کھانا کھا رہے تھے اور ہاتھ میں ہڈی تھی۔ پس وہ اندر آئیں اور کہنے لگیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں ضرورت سے باہر نکلی تھی لیکن عمر (ص) نے ایسی ایسی گفتگو کی (اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) کہتی ہیں کہ اسی وقت وحی آنا شروع ہوئی، پھر وحی کی حالت موقوف ہوگئی اور ہڈی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ میں ہی تھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کو ہاتھ سے رکھا نہیں تھا، پس آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تم (عورتوں) کو ضرورت سے (کام کاج کیلئے) باہر نکلنے کی اجازت دی گئی ہے۔

باب: اللہ تعالیٰ کا قول "تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا چھپاؤ، ...... اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر شاہد ہے" (الاحزاب:54-55)۔

1764: اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پردہ کا حکم اترنے کے بعد ابوقعیس کے بھائی افلح نے میرے پاس آنے کی اجازت چاہی تو میں نے کہا کہ میں اجازت نہیں دیتی جب تک میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے نہ پوچھ لوں۔ کیونکہ افلح کے بھائی ابوقعیس نے (جو میرا رضاعی باپ تھا) تو مجھ کو دودھ

نہیں پلایا تھا بلکہ ابوقعیس کی بیوی نے پلایا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آئے تو میں نے کہا کہ یارسول اللہ! ابوقعیس کے بھائی افلح نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھے بغیر اجازت نہیں دی (اب کیا حکم ہے)۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے کیوں اجازت نہ دی؟ وہ تیرا چچا ہے۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس مرد ابوقعیس نے تو مجھ کو دودھ نہیں پلایا تھا، مجھے تو ابوقعیس کی بیوی نے دودھ پلایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اسے اجازت دے دے کیونکہ وہ تو تیرا چچا ہوتا ہے۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ''بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں'' (الاحزاب:56) کا بیان۔

1765: سیدنا کعب بن عجرہؓ سے روایت ہے کہ (صحابہ نے) کہا یارسول اللہ! آپ پر سلام پڑھنا تو ہمیں معلوم ہو گیا (یعنی التحیات میں پڑھا جاتا ہے) لیکن آپ پر دُرود کیسے پڑھیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم پڑھو'' اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر رحمت نازل فرمائی بیشک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔ (اور) اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر اور ان کی آل پر بھی برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکت نازل فرمائی، بیشک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے''۔

1766: سیدنا ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سلام تو ہمیں معلوم ہے لیکن آپ پر

صلوٰۃ کس طرح پڑھیں تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا پڑھو" یا الٰہی! محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر جو تیرے بندے اور رسول ہیں، رحمت نازل فرما جیسے کہ تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت نازل فرمائی اور محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور ان کی آل پر برکت نازل فرما جیسے کہ تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر برکت نازل فرما"۔

باب: اللہ تعالیٰ کا قول" اور ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو ایذا دی لیکن اللہ نے ان کو بَری فرما دیا"۔

1767: سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام بڑے شرم والے آدمی تھے (حیادار تھے کسی کے سامنے نہاتے نہ تھے تو لوگوں نے نامردی کی تہمت لگائی) اور اسی کا ذکر اس آیت میں ہے" اے ایمان والو! ان لوگوں جیسے نہ بن جاؤ جنہوں نے موسیٰ (علیہ السلام) کو تکلیف دی، پس جو بات انہوں نے کہی تھی اللہ نے انہیں اس سے بَری فرما دیا اور وہ اللہ کے نزدیک با عزت تھے"۔ (الاحزاب:69)

سورۂ سبا

باب: اللہ تعالیٰ کا قول" (نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تو) تمہیں ایک بڑے سخت عذاب کے آنے سے پہلے ڈرانے والے ہیں" (سبا:46)۔

1768: سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم صفا پر چڑھے اور فرمانے لگے (یا صباحاہ) اے لوگو دوڑو! یہ سن کر قریش سب جمع ہو گئے اور پوچھا کہ کیا بات ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں تم کو خبر دوں کہ ایک دشمن صبح یا شام کو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا مانو گے؟ سب

نے کہاہاں بیشک، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (اچھا تو تم میری اس بات کو بھی سچا جانو کہ) میں تمہیں سخت عذاب کے آنے سے پہلے ہی اس سے ڈراتا ہوں (لہذا تم کفر سے باز آؤ)۔ ابولہب نے کہا ''تو تباہ ہو! کیا ہمیں محض اسی واسطے جمع کیا تھا؟'' تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ ''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ (خود) ہلاک ہوگیا'' پوری سورۃ اتاری۔

سورۃ الزمر

باب: اللہ تعالیٰ کا قول ''(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میری طرف سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے...... الآیۃ'' (الزمر: 53)

1769: سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ چند مشرکوں نے بہت قتل کئے تھے اور زنا بھی کثرت سے کیا تھا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہتے ہیں اور جس کی طرف بلاتے ہیں وہ بہت اچھا ہے، اگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمیں یہ بتلا دیں کہ جو ہم نے گناہ کئے ہیں وہ (اسلام لانے سے) معاف ہو جائیں گے؟ تو اس وقت یہ آیت ''اور جو لوگ اللہ کیساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہو وہ بجز حق کے قتل نہیں کرتے اور نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں'' (الفرقان: 68) اور یہ آیت بھی نازل ہوئی ''(اے پیغمبر! میری طرف سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ''۔ (الزمر: 53)۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ''انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر جیسی کرنی چاہیئے

تھی، نہیں کی" (الزمر: 67) کا بیان۔

177: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ علماء یہود میں سے ایک عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! ہم توریت میں یہ لکھا دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) تمام آسمانوں کو ایک انگلی پر اور تمام زمینوں کو ایک انگلی پر، تمام درختوں کو ایک انگلی پر اور تمام پانی اور گیلی مٹی کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر اٹھا لے گا پھر کہے گا کہ میں ہوں بادشاہ۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسکرائے یہاں تک کہ دانت ظاہر ہو گئے۔ یعنی اس عالم کے کلام کی تصدیق کی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ آیت "اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر جیسی کرنی چاہیئے تھی، نہیں کی......" (الزمر: 67) (آخر تک) تلاوت فرمائی (الحاصل یعنی اللہ کی قدرت بے حد ہے اس کا کچھ اندازہ نہیں)۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول "اور قیامت کے دن تمام زمین اس (اللہ) کی مٹھی میں ہوگی" (الزمر: 67) کے بیان میں۔

1771: سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں لے لے گا اور آسمانوں کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا، پھر کہے گا کہ میں ہوں (اصلی) بادشاہ، دنیا کے بادشاہ کہاں گئے (جو مجھے اپنی شان دکھاتے تھے)۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول "اور (جب پہلا) صور پھونک دیا جائے گا تو زمین و آسمان کے سب لوگ بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے" (الزمر: 68) کے بیان میں۔

1772: سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''دونوں صوروں کا درمیانی عرصہ چالیس کا ہے''لوگوں نے سیدنا ابو ہریرہ سے کہا کہ چالیس روز کا؟ انہوں نے کہا ''میں نہیں کہہ سکتا''۔ (سائل نے) کہا کہ چالیس برس کا؟ انہوں نے کہا ''میں نہیں کہہ سکتا''۔ (سائل نے) کہا چالیس مہینوں کا؟ انہوں نے کہا ''میں نہیں کہہ سکتا'' (اور کہا کہ قبر میں) سوائے ریڑھ کی ہڈی کے انسان کا تمام بدن گل جاتا ہے اور اسی (ریڑھ کی ہڈی) میں انسان کا تمام بدن (دوبارہ) جوڑا جائے گا۔

سورۃ الشوریٰ

باب: اللہ تعالیٰ کا قول ''(کہہ دو کہ میں اس پر تم سے کوئی صلہ نہیں چاہتا) مگر محبت رشتہ داری کی'' (الشوریٰ:23)۔

1773: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں اہل قریش آلِ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں سے نہیں ہیں بلکہ کچھ رشتہ دار ہیں اور قرابت ہے، پس نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قریش سے فرمایا تھا کہ میں تم سے اور کچھ نہیں چاہتا فقط اتنا چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ بوجہ قرابت کے (محبت سے رہو اور) صلہ رحمی کرو۔

سورۃ الدخان

باب: اللہ تعالیٰ کا قول ''(کافر کہیں گے) اے ہمارے رب! ہم سے اس عذاب کو دُور کر دے، ہم ایمان لاتے ہیں''

1474: اس بارے میں سورۂ روم (کی تفسیر) میں گزر چکی ہے۔ (دیکھئے حدیث: 1759)۔

1775: سیدنا ابن مسعودؓ کی اس روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ انہوں

(کافروں) نے کہا "اے پروردگار! ہم سے اس عذاب کو دُور کر دے، ہم ایمان لاتے ہیں" (الدخان: 12) تو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ کی طرف سے) کہا گیا کہ اگر ہم اس عذاب کو ان پر سے ہٹا لیں گے تو یہ پھر وہی (کفر و شرک) کریں گے، پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے (ان پر سے قحط کے دُور ہونے کی) دعا کی (اور وہ قبول ہوگئی) لیکن وہ پھر وہی (کفر) کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے بدر کے دن اچھی طرح بدلہ لے لیا۔

سورۃ الجاثیہ

باب: اللہ تعالیٰ کا قول "(دہریہ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ) ہمیں تو صرف زمانہ ہی مار ڈالتا ہے" (الجاثیہ: 24)۔

1776: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ابن آدم مجھے ایذا دیتا ہے (اس طرح کہ) وہ زمانہ کو بُرا کہتا ہے اور زمانہ (کیا چیز ہے؟) میں ہی تو ہوں، کرنا تو میرے اختیار میں ہے، میں ہی رات اور دن کو پلٹ پلٹ کر لاتا ہوں۔

سورۃ الاحقاف

باب: اللہ تعالیٰ کا قول "پھر جب انہوں نے عذاب کو بصورت بادل اپنی وادیوں کی طرف آتے دیکھا" (احقاف: 24)

1777: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کبھی اتنے زور سے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کا حلق دکھائی دے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم صرف مسکرایا کرتے تھے...... باقی حدیث کتاب بدء الخلق میں 1355 کے تحت گزر چکی ہے۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ''(تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ) تم رشتے ناطے توڑ ڈالو'' (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: 22) کے بیان میں۔

1778: سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو پیدا کرنے سے فارغ ہوا تو رحم (رشتہ ناطہ مجسم ہو کر) کھڑا ہوا اور اپنے پروردگار کا دامن تھام لیا۔ اللہ نے فرمایا ''رک جا''۔ وہ عرض کرنے لگا کہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں، ایسا نہ ہو کہ کوئی مجھ کو کاٹے (ناطہ توڑے)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ جو تجھے جوڑے، میں اسے جوڑوں اور جو تجھے توڑے، میں اس کو توڑ دوں؟ اس نے کہا ''جی ہاں'' (مجھ سے ایسا ہی کیجئے) اللہ نے فرمایا (تجھ سے) ایسا ہی کیا۔ سیدنا ابوہریرہؓ نے کہا کہ اگر تم چاہو تو اس کی تائید میں یہ آیت پڑھو ''اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کردو اور رشتے ناتے توڑ ڈالو'' اس میں اسی طرف اشارہ ہے۔

1779: سیدنا ابوہریرہؓ ایک دوسری روایت میں کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو آیت (مذکورہ بالا) ''اور تم سے یہ بھی بعید نہیں...... آخر تک'' پڑھو۔

سورۃ قٓ

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ''اور وہ (جہنم) کہے گی کہ کیا کچھ اور زیادہ بھی ہے؟'' (سورۃ ق: 3) کے بیان میں

1780: سیدنا انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخی دوزخ میں ڈالے جائیں گے اور دوزخ کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی ہے؟ (یعنی اور ڈالو، اور ڈالو) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم رکھ دے گا تو دوزخ کہے گی بس

بس۔

1781: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ اور جنت آپس میں جھگڑا کرنے لگیں۔ دوزخ نے کہا کہ میں متکبر اور ظالم لوگوں کو عذاب دینے کیلئے مخصوص کر دی گئی ہوں اور جنت نے کہا کہ معلوم نہیں کیا وجہ ہے کہ مجھ میں تو وہ لوگ آئیں گے جو غریب، محتاج، نظر سے گرے ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے، اپنے نیک بندوں میں سے جس کو چاہوں گا تیرے ذریعہ رحمت سے فیض یاب کروں گا اور دوزخ سے فرمایا کہ تو میرے عذاب کی جگہ ہے، اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں گا تیرے ذریعہ عذاب دوں گا اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے بھرنے کی ایک حد مقرر ہے، لیکن دوزخ نہ بھرے گی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم رکھ دے گا، اس وقت دوزخ کہے گی ''بس بس بس'' اور اس وقت بھر جائے گی اور سمٹ جائے گی اور رہی جنت تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک اور مخلوق پیدا کرے گا (تاکہ اس مخلوق سے جنت کو بھر دے)۔

سورۃ الطّور۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ''قسم ہے طور (پہاڑ) کی اور لکھی ہوئی کتاب کی'' (الطّور: 1,2) کے بیان میں۔

1782: سیدنا جبیر بن مطعمؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھتے سنا جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس آیت ''کیا یہ لوگ کسی کے پیدا کئے بغیر ہی پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں؟ کیا انہوں نے ہی آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ (نہیں) بلکہ یہ لوگ یقین ہی

نہیں رکھتے۔ یا کیا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں، یا یہ (ان خزانوں کے)داروغہ ہیں (جس کو چاہیں دیں یا نہ دیں)'' (سورۂ طور: 37-35) پر پہنچے تو قریب تھا کہ میرا دل اُڑ جائے یعنی پھٹ کر نکل جائے۔

سورۃ النجم

باب: اللہ تعالیٰ کا قول ''کیا تم نے لات اور عزیٰ (نامی بتوں) کو دیکھا ہے (کیا وہ بت معبود ہو سکتے ہیں)؟'' (النجم:19)

1783: سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لات اور عزیٰ کی قسم کھائے وہ (تجدید ایمان کرے) لا الٰہ الا اللہ کہے اور جو شخص اپنے ساتھی سے کہے کہ آؤ قمار بازی کریں (جوا کھیلیں) تو وہ (اپنے گناہ کے کفارہ کے طور پر) صدقہ دے۔

سورۃ القمر

باب: اللہ تعالیٰ کا قول ''بلکہ قیامت کی گھڑی ان کے وعدے کا وقت ہے اور قیامت بڑی سخت اور کڑوی چیز ہے''

1784: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یہ آیت ''بلکہ قیامت کی گھڑی ان کے وعدے کا وقت ہے اور قیامت بڑی سخت اور کڑوی چیز ہے'' (سورۂ القمر: 46) محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں بچی تھی، کھیلا کرتی تھی۔

سورۃ الرحمٰن

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ''اور ان (باغوں) کے علاوہ دو باغ اور ہیں'' (الرحمٰن: 62) کا بیان۔

1785: سیدنا عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ چاندی کی دو جنتیں ہیں، ان کے برتن اور سارا سامان چاندی کا ہے اور سونے کی بھی دو جنتیں ہیں، ان کے بھی برتن اور سارا سامان سونے کا ہے اور جنت عدن میں لوگوں اور ان کے پروردگار کے درمیان میں صرف جلال و عظمت کی چادر حائل ہوگی جو کہ پروردگار کے منہ پر پڑی ہوگی۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ''حوریں ہیں جو خیموں میں مستور ہیں'' (الرحمٰن: 72) کے بیان میں۔

1786: سیدنا عبداللہ بن قیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''جنت میں ایک خول دار موتی کا خیمہ ہے اور اس خیمہ کا عرض ساٹھ میل کا ہے، اس کے ہر گوشے میں مسلمانوں کی بیبیاں ہوں گی، ایک گوشہ والیاں دوسری طرف والیوں کو نہیں دیکھ سکتیں اور مومن لوگ ان کے پاس پھرتے رہیں گے...... باقی حدیث گزر چکی ہے (دیکھئے احادیث نمبر 1374، 1375 اور 1785)۔

سورۃ الممتحنۃ

باب: اللہ تعالیٰ کے قول'' (اے ایمان والو) تم میرے اور (خود) اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ'' (الممتحنۃ: 1) کا بیان۔

1787: امیر المؤمنین سیدنا علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے، زبیر اور مقداد' کو مقامِ روضہ خاخ میں بھیجا کہ وہاں ایک عورت ہے اس کے پاس ایک خط ہے وہ لاؤ...... پس حاطب بن بلتعۃ کی پوری حدیث بیان کی اور آخر میں کہا کہ اس وقت یہ آیت اتری ''اے ایمان والو! تم میرے اور (خود) اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم تو دوستی سے ان کی طرف پیغام ارسال

کرتے ہو اور وہ ......'' الخ۔

باب: اللہ تعالیٰ کا قول'' اے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم! جب مسلمان عورتیں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بیعت کرنے کیلئے آئیں'' (الممتحنہ: 12)۔

1788: سیدہ اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہم سے بیعت کی اور یہ آیت '' کہ وہ اللہ کیساتھ کسی کو بھی شریک نہ کریں گی'' پڑھی اور ہمیں نوحہ کرنے سے منع فرمایا تو ایک عورت بیعت کرنے سے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا فلاں عورت نے نوحہ کرنے میں میرا ساتھ دیا تھا، میں اس کا بدلہ کرلوں؟ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کچھ نہ فرمایا، وہ گئی اور (نوحہ کرکے) پھر آئی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس سے بیعت لے لی (وہ عورت خود اُمّ عطیہ تھیں)۔

سورۃ الجمعہ

( ) باب: اللہ تعالیٰ کے قول'' اور دوسروں کیلئے بھی انہی میں سے جو اب تک ان سے نہیں ملے'' (الجمعہ: 3) کے بیان میں۔

1789: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ (ایک روز) ہم نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ سورۃ جمعہ اتری، جب یہ آیت '' اور دوسروں کیلئے بھی......'' آئی تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کچھ جواب نہ دیا، یہاں تک کہ میں نے تین مرتبہ پوچھا اور ہمارے درمیان سیدنا سلمان فارسیؓ بھی موجود تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک ان کے سر پر رکھا اور فرمایا'' اگر ایمان ثریا (ستارے) کے پاس بھی ہوتا (یعنی بہت ہی دُور ہوتا) تو بھی ان (اہل فارس) میں سے ایک شخص یا کچھ لوگ

(راوی کا شک) اس کو حاصل کر لیتے۔

سورۃ المنافقون

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ''جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس یہ منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں'' (المنافقون :1) کے بیان میں۔

179: سیدنا زید بن ارقمؓ نے کہا کہ میں ایک غزوہ میں تھا کہ میں نے عبداللہ بن ابی بن سلول کو اپنے کانوں سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھیوں کو خرچ و خیرات وغیرہ نہ دو یہاں تک کہ وہ ان کا ساتھ چھوڑ دیں اور اگر ہم اس لڑائی سے لوٹ کر مدینہ پہنچے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا (یعنی ہم انہیں نکال دیں گے) میں نے یہ بات اپنے چچا یا سیدنا عمرؓ کو بتائی تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ذکر کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے بلوایا، میں نے جو بات تھی کہہ دی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلوا بھیجا (ان سے پوچھا کہ تو) انہوں نے حلف اٹھالیا کہ ہم نے ایسا نہیں کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے جھوٹا کہا اور اس کی تصدیق کی۔ مجھے ایسا رنج ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا، میں اپنے گھر میں بیٹھ رہا۔ میرے چچا نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تجھے جھوٹا کہا اور تجھ پر غصہ ہوئے؟ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر یہ آیت ''جب آپ کے پاس یہ منافق آتے ہیں'' نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے بلوا بھیجا پھر پوری آیت سنائی اور فرمایا اے زید (ص)! بیشک اللہ نے تجھے سچا کیا۔

1791: سیدنا زید بن ارقمؓ ایک دوسری روایت میں کہتے ہیں کہ پھر نبی صلی اللہ

علیہ والہ وسلم نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلایا تا کہ ان کیلئے استغفار کریں (کیونکہ انہوں نے جھوٹی قسم کھائی تھی) وہ نہ آئے اور اپنے سر پھیر لئے۔

1792: سیدنا زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سنا (آپ یہ دعا مانگتے تھے) اے اللہ! انصار کو اور انصار کے بیٹوں کو معاف فرما دے۔ راوی کو شک ہے کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اے اللہ! انصار کے بیٹوں کے بیٹوں کو بھی معاف فرما دے۔

سورۃ التحریم

باب: اللہ تعالیٰ کا قول ''اے نبی! جو چیز اللہ نے آپ کیلئے حلال کر دی ہے اسے آپ حرام کیوں کرتے ہیں؟'' (التحریم:1)

1793: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ صا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اُمّ المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر میں شہد نوش فرمایا کرتے تھے اور (اسی واسطے) وہاں بہت دیر تک ٹھہرتے تھے تو میں نے اور اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپس میں اتفاق کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم آئیں وہ یہ کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مغافیر کھایا ہے؟ مجھے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منہ سے اس کی بدبو آتی ہے۔ (چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے تو ہم نے ایسا ہی کیا) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا'' نہیں میں نے زینب کے گھر شہد پیا ہے اور اب میں قسم کھاتا ہوں کہ کبھی شہد نہ پیوں گا تم کسی سے کہنا نہیں''۔

سورۃ القلم

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ''سخت خو ہے اس کے علاوہ بدذات ہے'' (القلم:

13) کے بیان میں۔

1794: سیدنا حارثہ بن وہب خزاعیؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کیا میں تمہیں جنتی لوگوں کی خبر نہ دوں (کہ وہ کون لوگ ہوتے ہیں)؟ جنتی ہر وہ شخص جو دنیا والوں کی نظر میں حقیر و ذلیل ہو اور اللہ کے بھروسے پر کسی بات کی قسم کھالے تو اللہ اس کو پورا کر دے اور کیا میں تمہیں دوزخیوں کی خبر نہ دوں (کہ وہ کون لوگ ہوتے ہیں)؟ دوزخی شریر، مغرور اور متکبر لوگ ہوتے ہیں۔

باب: اللہ کے اس قول ''جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور سجدے کیلئے بلائے جائیں گے تو وہ (منافق اور ریا کار لوگ سجدہ) نہ کر سکیں گے'' (القلم: 42) کے بیان میں۔

1795: سیدنا ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (روزِ قیامت) ہمارا پروردگار اپنی پنڈلی کھولے گا تو تمام مومن مرد اور عورتیں سجدہ کریں گے اور وہ لوگ رہ جائیں گے جو دنیا میں لوگوں کو دکھانے اور سنانے کیلئے نماز پڑھتے تھے، وہ بھی سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن ان کی کمر اکڑ کر تختہ بن جائے گی (مڑ نہ سکے گی اور وہ سجدہ نہ کر سکیں گے)۔

سورۃ النازعات۔

1796: سیدنا سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی درمیانی اور انگوٹھے کیساتھ والی (شہادت کی) انگلی سے یوں اشارہ کر کے فرمایا کہ میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں۔

سورۃ عبس

1797: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور اس کا حافظ ہے، وہ (روزِ قیامت) لکھنے والے عزت دار فرشتوں کیساتھ ہوگا اور جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور اس کو مشکل سے یاد کرتا ہے (اس کو پڑھنے میں مشکل پیش آتی ہے) اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔

سورۃ المطففین

( ) باب: اللہ تعالیٰ کے قول ''جس دن تمام لوگ پروردگارِ عالم کے سامنے کھڑے ہوں گے'' (المطففین: 6) کا بیان۔

1798: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''جس دن تمام لوگ پروردگارِ عالم کے سامنے کھڑے ہوں گے تو بعض آدمی اپنے پسینہ میں نصف کان تک ڈوب جائیں گے۔

سورہ انشقاق

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ''تو اس سے حساب آسان لیا جائے گا'' (الانشقاق: 8) کے بیان میں۔

1799: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''جس شخص سے قیامت کے دن حساب لیا گیا وہ تباہ ہوا...... باقی حدیث کتاب العلم میں حدیث نمبر 88 کے تحت گزر چکی ہے۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ''تم ضرور درجہ بدرجہ (رتبہ اعلیٰ پر) چڑھو گے'' (الانشقاق: 19) کے بیان میں۔

1800: سیدنا ابن عباسؓ نے کہا کہ ''درجہ بدرجہ'' سے آگے پیچھے حالتوں کو بدلتا

رہنما مراد ہے اور یہ خود نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے۔

سورۃ الشمس

1801: سیدنا عبداللہ بن زمعہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے سنا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے (خطبہ میں پیغمبر صالح علیہ السلام کی) اونٹنی کا اور جس نے اسے قتل کیا تھا اس کا ذکر فرمایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ''جب ان میں سے ایک نہایت بد بخت اٹھا'' (الشمس: 12) کی تفسیر یہ فرمائی کہ اس اونٹنی کو (قتل کرنے کا ذمہ) ایک ایسے شخص نے اٹھایا جو ابو زمعہ کی طرح اپنی قوم میں زبردست قوی تھا اور وہ شخص بڑا خبیث اور بد بخت تھا۔ پھر عورتوں کا ذکر فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا نہ کرے کہ اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح کوڑے سے مارے اور پھر شام کو ہی اس سے ہمبستر ہو، پھر لوگوں کو گوز لگانے (ہوا خارج کرنے) پر ہنسنے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا کہ ایسے کام پر جو خود بھی کرتے ہیں، لوگ کیوں ہنستے ہیں؟۔ ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ (وہ شخص) زبیر بن عوام کے چچا ابو زمعہ کی طرح تھا۔

سورۃ العلق

(...... باب: اللہ تعالیٰ کے قول ''یقیناً اگر وہ باز نہ رہا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے'' (العلق: 15) کا بیان۔

1802: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا کہ اگر میں محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو خانہ کعبہ کے قریب نماز پڑھتا دیکھ لوں تو اس کی گردن کو کچل ڈالوں گا۔ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اگر

وہ ایسا کرے گا تو اس کو فرشتے پکڑ لیں گے۔

سورۃ الکوثر

1803: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم صلی اللہ علیہ والہ وسلم آسمان پر چڑھائے گئے (یعنی معراج ہوئی) تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک نہر پر گیا جس کے دونوں طرف خول دار موتیوں کے قبے (ڈیرے) تھے، میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا "یہ (آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نہر) کوثر ہے"

1804: اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اللہ کے اس قول "ہم نے تم کو کوثر عنایت کی ہے" کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ کوثر ایک نہر ہے جو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ملی ہے اس کے دونوں کناروں پر خولدار موتی ہیں، وہاں ستاروں کے شمار میں (جام) پیالے رکھے ہیں۔

سورۃ الفلق

1805: سیدنا ابی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے معوذتین کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں سورتیں مجھے (جبریل علیہ السلام نے) پڑھائی ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ قرآن سے ہیں۔ (سیدنا ابیؓ کہتے ہیں کہ) ہم بھی وہی کہتے ہیں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہا۔

کتاب فضائل القرآن

باب: وحی کیونکر اتری اور پہلے کیا نازل ہوا؟

1806: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جتنے پیغمبر گزرے ہیں اُن میں سے ہر ایک کو ایسے ایسے معجزے دیئے گئے جن کو دیکھ کر لوگ ایمان لائے اور مجھے جو معجزہ دیا گیا وہ وحی (قرآن) ہے جس کو اللہ نے مجھ پر وحی (کے ذریعے نازل) کیا ہے (پہلے تمام معجزوں کا اثر وقت کیساتھ ختم ہو گیا اور یہ معجزہ (قرآن) دائمی ہے) پس مجھے امید ہے کہ میری امت کے لوگ قیامت کے روز تمام انبیاء کی امتوں سے زیادہ ہوں گے۔

1807: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر (ان کی) وفات سے پہلے پے درپے وحی نازل فرمائی یہاں تک کہ وفات کے قریب تو بکثرت وحی نازل ہوئی پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات ہوئی۔

باب: قرآن مجید سات لغتوں (قرأتوں) پر نازل ہوا ہے۔

1808: امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں سیدنا ہشام بن حکیمؓ کو سورۂ فرقان پڑھتے ہوئے سنا، میں نے غور سے سنا تو دیکھا کہ وہ ایسے کئی دوسرے طریقوں سے پڑھ رہے ہیں جن طریقوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے یہ سورت نہیں پڑھائی تھی (مجھے غصہ آ گیا) قریب تھا کہ میں نماز ہی میں ان پر حملہ کرتا لیکن میں نے صبر کیا، یہاں تک کہ جب انہوں نے سلام پھیر لیا تو میں نے اُن کے گلے میں چادر ڈال لی اور کہا کہ یہ سورت تمہیں کس نے پڑھائی ہے جو میں نے تمہیں پڑھتے ہوئے سنا؟

انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سکھائی ہے میں نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو مجھے تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ سورت دوسرے طریقہ سے سکھائی ہے پھر میں انہیں کھینچتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس لے آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں نے انہیں سورۂ فرقان اور ہی طریقہ سے پڑھتے سنا ہے جس سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو (اور کہا کہ) اے ہشام! پڑھو تو سہی۔ انہوں نے اسی طریقے سے پڑھا جیسے میں نے انہیں پڑھتے ہوئے سنا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے پھر فرمایا کہ اے عمر! اب تم پڑھو۔ میں نے اس طریقے سے جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے سکھایا تھا، پڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی ہے، بیشک یہ قرآن سات طریقوں (لغتوں) پر اترا ہے پس تم اسی طریقے سے پڑھو جو تمہیں آسان معلوم ہو۔

باب: جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے قرآن کا دَور کیا کرتے (یعنی قرآن پڑھایا کرتے تھے)۔

1809: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے آہستہ (آواز) سے فرمایا کہ جبریل ہر سال قرآن کا ایک بار دَور میرے ساتھ کیا کرتے تھے اور اس سال دو بار دَور کیا، میں سمجھتا ہوں کہ میری موت کا وقت آن پہنچا ہے۔

1810: سیدنا ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے قرآن کی ستر سے زیادہ سورتیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منہ سے سیکھی ہیں۔

1811: سیدنا ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ وہ (شام کے شہر) حمص میں تھے، وہاں انہوں نے سورۂ یوسف پڑھی تو ایک شخص نے کہا کہ یہ سورت اس طرح نہیں اتری (جس طرح تم نے پڑھی) سیدنا ابن مسعود نے کہا کہ میں نے تو یہ سورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بہت اچھی پڑھی اور (سیدنا ابن مسعودؓ نے) اس کے منہ سے شراب کی بُو محسوس کی تو فرمایا کہ کیا اِدھر تو کتاب اللہ کو جھٹلاتا ہے اور ادھر شراب سے مزے اڑاتا ہے؟ پھر اس کو حد لگائی۔

باب: سورۃ اخلاص کی فضیلت کا بیان۔

1812: سیدنا ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کسی کو قل ھو اللہ احد (سورۃ اخلاص) بار بار پڑھتے ہوئے سنا، پس وہ صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا اور یہ بیان کیا، گویا کہ وہ شخص قل ھو اللہ احد کو (بوجہ قلتِ الفاظ کے ثواب میں) قلیل جانتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، بیشک یہ سورۃ (قل ھو اللہ احد) تہائی قرآن کے برابر ہے۔

1813: سیدنا ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے اصحاب سے (بطور استفہام انکاری) کیا یہ مشکل ہے کہ تم میں سے کوئی شخص ایک رات میں تہائی قرآن پڑھے؟ ان (صحابہؓ) کو یہ دشوار معلوم ہوا اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم میں سے کس کو اتنی طاقت حاصل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ اخلاص جس میں اللہ واحد الصمد کی صفات مذکور ہیں تہائی قرآن (کے برابر) ہے۔

باب: معوذات (سورۂ فلق اور الناس) کی فضیلت کا بیان۔

1814: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر رات کو، جب (سونے کیلئے) اپنے بستر پر جاتے تو اپنی دونوں ہتھیلیاں ملا کر اُن پر قل ہو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر (پھونک مارتے) دم کرتے تھے پھر انہیں اپنے تمام بدن پر جہاں تک ہو سکتا پھیرتے تھے۔ پہلے اپنے سر مبارک اور چہرہ مبارک پر پھیرتے اور بعد ازاں اپنے تمام اگلے جسم پر پھیرتے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تین مرتبہ ایسا ہی کیا کرتے۔

باب: قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت سکینہ اور فرشتوں کا نازل ہونا۔

1815: سیدنا اسید بن حضیرؓ کہتے ہیں کہ وہ ایک رات سورۂ بقرہ پڑھ رہے تھے اور اُن کا گھوڑا اُن کے قریب بندھا ہوا تھا۔ اتنے میں گھوڑا بدکنے لگا، وہ خاموش ہو گئے تو گھوڑا ٹھہر گیا، انہوں نے پھر پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا پھر بدکنے لگا وہ پھر خاموش ہو گئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا، وہ پھر پڑھنے لگے تو گھوڑا پھر بدکنے لگا، پھر وہ رُک گئے (تلاوت چھوڑ دی) اور ان کا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب (لیٹا ہوا) تھا انہیں ڈر ہوا کہ گھوڑا اسے کچل نہ ڈالے جب اسے وہاں سے ہٹا لیا اور آسمان کی طرف نگاہ کی تو آسمان دکھائی نہ دیا۔ انہوں نے صبح کو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے آ کر بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن حضیر تو پڑھتا رہتا، اے ابن حضیر تو پڑھتا رہتا۔ وہ بولے کہ یا رسول اللہ یحییٰ گھوڑے کے قریب لیٹا تھا مجھے خوف ہوا کہ کہیں گھوڑا یحییٰ کو کچل نہ دے پس میں نے سر اٹھایا اور اس (یحییٰ) کی طرف لوٹ گیا پھر میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو ایک عجیب سی چھتری (ظلہ) جس میں بہت سے چراغ روشن تھے، مجھے دکھائی دی، پھر میں باہر نکل آیا

یہاں تک کہ وہ میری نظر سے غائب ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے معلوم ہے کہ وہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا ''جی نہیں'' تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فرشتے تھے تیری آواز سن کر تیرے پاس آ گئے تھے اگر تو صبح تک پڑھتا رہتا تو دوسرے لوگ بھی انہیں (کھلم کھلا) دیکھ لیتے اور وہ ان کی نظر سے غائب نہ ہوتے۔

باب: قرآن پڑھنے والے پر رشک کرنا۔

1816: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا رشک صرف دو چیزوں میں جائز ہے ایک تو اس شخص پر کہ جسے اللہ نے قرآن دیا اور وہ اسے رات اور دن میں پڑھتا رہتا ہو تو اس کا پڑوسی سن کر کہے کہ کاش مجھے بھی اس کے مثل (قرآن) نصیب ہوتا تو میں بھی اسی طرح عمل کرتا جس طرح وہ کرتا ہے اور دوسرے اس شخص پر کہ جسے اللہ نے مال عطا کیا اور وہ اس کو راہِ حق میں خرچ کرتا ہو پھر کوئی شخص (بطور رشک) کہے کہ کاش مجھے بھی اسی طرح مال و دولت ملتی جس طرح فلاں کو دی گئی تو میں بھی اسی کی طرح (راہِ حق میں) خرچ کرتا۔

باب: تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے

1817: سیدنا عثمانؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

1818: سیدنا عثمانؓ دوسری روایت میں کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں افضل (بزرگی والا) وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

باب: قرآن مجید کو حفظ کرنا اور ہمیشہ تلاوت کرتے رہنا۔

1819: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

کہ قرآن (حفظ کرنے اور پڑھنے) والے کی مثال رسی میں بندھے ہوئے اونٹوں کے مالک کی سی ہے کہ اگر وہ ان کی حفاظت کرے گا تو وہ انہیں روکے رکھے گا اور اگر (حفاظت کرنا) چھوڑ دے گا تو وہ بھاگ جائیں گے۔

1820: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ بات بُری ہے کہ تم میں سے کوئی کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ (یہ کہے کہ) وہ آیت مجھے بھلا دی گئی اور قرآن کو پڑھتے رہو کیونکہ وہ آدمیوں کے سینے سے نکل جانے میں اونٹوں سے بھی زیادہ تیز (بھاگنے والا) ہے۔

1821: سیدنا ابوموسیٰؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن ہمیشہ پڑھتے رہو۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قرآن آدمیوں کے سینے سے رسی تڑوا کر بھاگنے والے اونٹ سے بھی زیادہ تیز بھاگتا ہے۔

باب: قرآن کو شد و مد کیساتھ (کھینچ کر) پڑھنا۔

1822: سیدنا انس بن مالکؓ سے پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قرأت کیسی تھی؟ انہوں نے کہا کہ کھینچ کر (لمبا کر کے) پڑھتے تھے پھر (سیدنا انسؓ نے) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی (اس میں) بسم اللہ کو کھینچا اور رالرحمٰن اور رالرحیم کو بھی کھینچ کر (لمبا کر کے) پڑھا۔

باب: قرآن مجید خوش الحانی کیساتھ پڑھنے کا بیان۔

1823: سیدنا ابوموسیٰؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوموسیٰ! تجھے آلِ داؤد کی بانسریوں میں سے ایک بانسری دی گئی ہے۔

باب: قرآن کتنی مدت میں مکمل پڑھنا چاہیئے؟

1824: سیدنا عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ میرے والد (سیدنا عمرو بن عاصؓ) نے ایک اچھے خاندان کی عورت سے میرا نکاح کر دیا تھا اور وہ اپنی بہو سے (اکثر اوقات) اس کے شوہر کا (میرا) حال پوچھتے رہتے، وہ جواب دیتی ہاں اچھا اور نیک آدمی ہے مگر جب سے میں آئی ہوں میرے تو بچھونے پر کبھی قدم بھی نہیں رکھا اور نہ میرے قریب آیا۔ جب ایک عرصہ گزر گیا تو (میرے والد نے) نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اسے میرے پاس لاؤ، میں (آپ کے بلانے سے) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس گیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا کہ تو روزے کس طرح رکھتا ہے؟ میں نے کہا روزانہ (رکھتا ہوں) پھر فرمایا کہ تو قرآن کیونکر مکمل کرتا ہے؟ میں نے کہا ہر رات، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو اور مہینے بھر میں قرآن مکمل پڑھا کرو۔ میں نے کہا کہ مجھے اس سے زیادہ طاقت حاصل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ہفتہ میں تین روزے رکھ لیا کر۔ میں نے کہا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ طاقت حاصل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ دو دن افطار کیا کر اور ایک دن روزہ رکھا کر۔ میں نے کہا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ طاقت حاصل ہے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اچھا سب روزوں سے افضل روزہ داؤد علیہ السلام کا اختیار کر یعنی ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن افطار کر اور سات راتوں میں قرآن مکمل کر (سیدنا عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں) کاش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رخصت منظور کر لیتا کیونکہ اب میں بوڑھا اور ضعیف ہو گیا ہوں (مجھ میں وہ طاقت نہ رہی) پھر وہ قرآن کا ساتواں حصہ (ایک منزل) اپنے گھر والوں میں سے کسی کو دن میں سنا دیا کرتے تھے، جو

منزل رات کو پڑھنا ہوتی وہ دن میں دہرا لیتے تا کہ رات کو اس کا پڑھنا آسان ہو جائے اور جب کمزور ہو جاتے اور طاقت حاصل کرنا چاہتے تو کئی روز تک مسلسل روزہ نہ رکھتے پھر (وہ دن) شمار کر کے اتنے روزے رکھ لیتے، انہیں یہ بُرا معلوم ہوتا کہ کہیں کوئی امر ایسا رہ جائے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے کیا کرتے تھے۔

باب: جو شخص قرآن لوگوں کو دکھانے کو پڑھے یا دنیا کمانے کیلئے ...... الخ۔

1825: سیدنا ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا، فرماتے تھے کہ تم میں سے ایک ایسی قوم نکلے گی کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابل اور اپنے روزے ان کے روزوں اور اپنے (دوسرے) نیک اعمال کو ان کے اعمال کے مقابل حقیر سمجھو گے اور وہ قرآن پڑھیں گے جو اُن کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور میں سے باہر نکل جاتا ہے کہ شکاری کو نہ پیکان میں کچھ معلوم ہو اور نہ ڈنڈی میں کچھ لگا ہوا معلوم ہو اور نہ پَر پر کچھ اثر ہو بس سوفار پر کچھ شبہ سا ہو (شکاری پیکان کو دیکھے تو اُس میں کچھ نظر نہ آئے)۔

1826: سیدنا ابوموسیٰؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو مومن قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ اس کا مزا بھی اچھا ہے اور خوشبو بھی اچھی اور جو مسلمان قرآن نہیں پڑھتا اور (لیکن) عمل کرتا ہے وہ کھجور کی طرح ہے کہ اس کا مزا تو اچھا ہے لیکن خوشبو کچھ نہیں۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے خوشبو دار ریحان کے پھول کی سی ہے کہ اس کی خوشبو تو اچھی ہے مگر مزا کڑوا ہے اور اُس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا اندارائن کا پھل ہے کہ جس کا مزا بھی کڑوا ہے اور بُرا بھی اور خوشبو بھی خراب ہے۔

باب: قرآن اسی وقت تک پڑھنا چاہیے جب تک دل لگا رہے۔

1827: سیدنا جندب بن عبداللہؓ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب تک تمہارا دل لگا رہے تم قرآن مجید پڑھتے رہو اور جب تم میں اختلاف پڑ جائے تو قرآن کی تلاوت موقوف کر دو۔ (یعنی بے دلی سے پڑھنے کی وجہ سے الفاظ آگے پیچھے اور غلط ہونے لگ جائیں)۔

IqbalCyberLibrary.Net
I.M.M.W
All rights reserved.
©2002-2006

کتاب النکاح

باب: نکاح کی رغبت دلانے کا بیان۔

1828: سیدنا انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیویوں کے گھروں میں تین آدمی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عبادت کا حال پوچھنے آئے۔ جب اُن سے بیان کیا گیا تو انہوں نے آپ کی عبادت بہت کم خیال کی (یعنی اپنے لئے اسے کم اور نا کافی سمجھا)۔ پھر انہوں نے کہا ہمیں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کیا نسبت؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تو اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ ایک نے کہا کہ میں تو رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے رکھتا رہوں گا تیسرے نے کہا کہ میں نکاح نہیں کروں گا (یعنی) عورتوں سے الگ رہوں گا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا تم لوگوں نے ایسی ایسی بات کہی ہے؟ سن لو میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ حقوق اللہ کی نگہداشت کرنے والا ہوں مگر میں روزہ رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں اور (رات کو) نماز پڑھتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں (خبردار) جو میری سنت سے منہ پھیرے گا وہ مجھ سے نہیں۔

باب: نکاح نہ کرنے اور خصی ہو جانے کی کراہیت کا بیان

1829: فاتحِ ایران سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عثمان بن مظعون کو ترکِ نکاح سے منع فرمایا اگر آپ انہیں اجازت دیدیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

183: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے

عرض کیا کہ میں جوان آدمی ہوں اور مجھے خوف ہے کہ کہیں مجھ سے زنا نہ ہو جائے اور نکاح کرنے کی مجھ میں استطاعت نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے پھر اسی طرح عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پھر خاموش ہو گئے میں نے پھر عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے پھر اسی طرح عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب دیا کہ ابو ہریرہ (ص) جو کچھ تیری تقدیر میں ہے (اسے لکھ کر) قلم خشک ہو گئی (اب حکم نہیں بدل سکتا) چاہے تو خصی ہو یا نہ ہو۔

باب: کنواری عورت سے نکاح کرنے کا بیان۔

1831: اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اگر آپ کسی مقام میں اتریں اور اس میں ایسے درخت ہوں جس میں سے کھایا ہوا ہو اور کوئی درخت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایسا ملے جس میں سے کچھ نہ کھایا گیا ہو تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کون سے درخت سے اپنے اونٹ کو چرائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جس میں سے نہیں چرا گیا۔ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرے علاوہ کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔

باب: کم سن لڑکی کا بڑی عمر والے سے نکاح کرنا۔

1832: اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو میرے نکاح کا پیغام بھیجا تو سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا میں تو آپ کا بھائی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تو میرا بھائی اللہ کے دین اور اس کی کتاب کی رو سے ہے اور وہ (عائشہ) میرے لئے حلال ہے۔

باب: (میاں بیوی کا) مذہب میں یکساں ہونا۔

1833: اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس نے جو کہ غزوۂ بدر میں موجود تھا سالم کو بیٹا بنا کر اس سے اپنی بھتیجی ہندہ دختر ولید بن عتبہ بن ربیعہ کا نکاح کر دیا۔ سالم ایک انصاری عورت کا غلام تھا جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے زید کو بیٹا بنالیا تھا۔ زمانۂ جاہلیت کا قاعدہ تھا اگر کوئی کسی کو بیٹا بناتا تو لوگ اسی کی طرف منسوب کر کے پکارتے تھے اور اس کے مرنے کے بعد وہ وارث بھی ہوتا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ''منہ بولے (لے پالک) بیٹوں کو ان کے اصلی باپ کا بیٹا کہہ کر پکارو......'' (احزاب: 5) تو وہ سب اپنے حقیقی باپوں کے نام سے پکارے جانے لگے اور اگر اس کا باپ معلوم نہ ہوتا تو مولیٰ اور دینی بھائی کہا جانے لگا۔ بعد ازاں سہلہ دختر سہیل بن عمر قریشی ثم العامری نے، جو کہ ابوحذیفہ کی بیوی تھی، نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم سالم کو اپنا بیٹا جانتے تھے اب اللہ نے جو حکم بھیجا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو معلوم (مجھ کو کیا کرنا چاہیئے؟) پھر پوری حدیث بیان کی۔

1834: اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ضباعہ دختر زبیر (ابن عبدالمطلب) کے پاس جا کر اس سے پوچھا کہ کیا تیرا حج کو ارادہ ہے؟ اس نے کہا (ہاں) مگر مجھے شدید درد لاحق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تو حج کو چلی جا اور (اس میں) شرط کر لے کہ اے اللہ میرے احرام سے باہر ہونے کی جگہ وہ ہے جہاں تو مجھ کو (میری کسی بیماری وغیرہ کے عذر سے) روک دے اور ضباعہ مقداد بن اسود کے نکاح میں تھی۔

1835: سیدنا ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ

صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سے (لوگ) چار غرضوں سے نکاح کرتے ہیں 1: اس کے مال، 2: نسب، 3: خوبصورتی 4: یا دینداری کی وجہ سے، پس تجھے چاہیے کہ دیندار کو حاصل کر (اگر نہ مانے تو) تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں۔

1836: سیدنا سہلؓ کہتے ہیں کہ ایک مالدار شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس سے گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ ایک ایسا شخص ہے کہ اگر کہیں (نکاح کا) پیغام بھیجے تو وہ پیغام قبول کیا جائے، اگر کسی کی سفارش کرے تو منظور کی جائے اور اگر کوئی بات کہے تو کان لگا کر سنی جائے (سیدنا سہل ص) کہتے ہیں کہ پھر آپ خاموش ہو گئے اس کے بعد ایک دوسرا شخص جو مسلمانوں میں فقیر اور محتاج تھا، گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا کہ اس کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا یہ ایک ایسا شخص ہے کہ اگر کہیں پیغامِ (نکاح) بھیجے تو وہ قبول نہ کیا جائے، اگر کسی کی سفارش کرے تو وہ منظور نہ کی جائے اور اگر کوئی بات کہے تو غور سے نہ سنی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ساری زمین ایسے امیروں سے بھر جائے تو تب بھی یہ فقیر اُن سے بہتر ہے۔

باب: عورت کی نحوست سے پرہیز کرنا اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول ''بیشک تمہاری بعض بیویاں اور بعض بچے خود تمہارے دشمن ہیں'' (التغابن: 14)۔

1837: سیدنا اسامہ بن زیدؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے پیچھے مردوں پر کوئی فتنہ عورتوں سے زیادہ ضرر رساں باقی نہیں چھوڑا۔

باب: ''اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو'' (النساء: 23)

کا بیان (اور فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہ) جو رشتے نسب کی وجہ سے حرام ہیں وہی رشتے رضاعت سے حرام ہیں۔

1838: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ کسی نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دختر (سید الشہداء سیدنا) حمزہ (ص) سے شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دودھ کے رشتے سے میری بھتیجی ہے۔

1839: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کی آواز سنی جو اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں جانے کی اجازت مانگ رہا تھا اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا ''یا رسول اللہ بیشک یہ (غیر) مرد آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مکان میں جانا چاہتا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا'' میں جانتا ہوں کہ یہ فلاں شخص ہے جو حفصہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی چچا ہے'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ اگر فلاں شخص زندہ ہوتا جو کہ دودھ کے رشتہ سے میرا چچا تھا تو کیا میں اس کے سامنے نکلتی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''ہاں'' جو رشتے نسب سے حرام ہیں (وہ) دودھ پینے سے بھی حرام ہیں۔

184: اُمّ المؤمنین اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیانؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ میری بہن بنت ابوسفیان سے نکاح کر لیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تو یہ بات پسند کرتی ہے؟ (کیا تجھے سوکن ناگوار نہیں گزرتی؟) میں نے عرض کیا ''جی ہاں'' (لیکن) اب بھی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی میں ہی اکیلی بیوی نہیں ہوں اور مجھے اپنی بہن کو اپنے ساتھ بھلائی میں شریک

بنانا نا گوار نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ جائز ہی نہیں ہے (کہ دو بہنیں ایک وقت نکاح میں رکھوں) میں نے کہا کہ ہم نے تو سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ابوسلمہ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا "کیا اُمّ سلمہ کی بیٹی سے"؟ (میں نکاح کرنا چاہتا ہوں) میں نے کہا جی ہاں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تو اگر میری گیلڑ (پہلے خاوند سے بیوی کی بیٹی) (ربیبہ) بھی نہ ہوتی جب بھی حلال نہ ہوتی کیونکہ وہ دودھ کے رشتے میں میری بھتیجی ہے، مجھے اور ابوسلمہ (اس کے باپ) کو ثوبیہ نے دودھ پلایا تھا (اے بی بی تجھ کو لازم ہے کہ) میرے روبرو اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو پیش نہ کرو (وہ مجھے حلال نہیں)۔

باب: جو شخص کہتا ہے دو سال کے بعد دودھ پینا (معتبر) نہیں ہے اس کی دلیل اللہ تعالٰی کا یہ قول ہے" (مائیں اپنی اولاد کو) پورے دو سال دودھ پلائیں جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت بالکل پوری کرنے کا ہو" (البقرہ: 233) اور تھوڑے اور بہت دودھ پینے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

1841: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اُن کے ہاں تشریف لائے اور (اسوقت) ایک شخص اُنکے پاس بیٹھا تھا، یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ ناگوار گزرا۔ میں نے عرض کیا کہ "یہ میرا دودھ شریک بھائی ہے" تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "غور کرو کہ تمہارا کون کون بھائی ہے کیونکہ دودھ کا رشتہ جب ہی ثابت ہوتا ہے کہ بچے کی غذا (دودھ) ہو"۔

باب: اگر پھوپھی یا خالہ نکاح میں ہو تو اس کی بھتیجی یا بھانجی کو نکاح میں نہیں لا

سکتا۔

1842: سیدنا جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی عورت اپنی پھوپھی یا اپنی خالہ کے اوپر نکاح کی جائے۔

باب: نکاحِ شغار کا بیان۔

1843: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نکاحِ شغار سے منع فرمایا ہے (جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح دوسرے شخص کیساتھ اس شرط پر کر دے کہ وہ (دوسرا شخص) اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح اس (پہلے شخص) کیساتھ کر دے اور ان دونوں کا کچھ بھی مہر مقرر نہ ہو)۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نکاح متعہ سے آخیر وقت میں منع فرمایا ہے۔

1844: سیدنا جابر بن عبداللہ اور سیدنا سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں ہم ایک لشکر میں تھے (جو حنین پر گیا تھا) اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے پاس آئے اور ارشاد فرمایا کہ تمہیں متعہ کرنے کی اجازت ہے تم متعہ کر لو۔ ابن ابی ذئب سے روایت ہے کہ ایاس بن سلمۃ بن اکوع نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر مرد اور عورت متعہ کر لیں اور مدت متعین نہ کریں تو (کم سے کم) تین دن تین راتیں مل کر رہیں۔ اس کے بعد چاہیں تو جدا ہو جائیں یا مدت بڑھا لیں۔ سلمہ نے کہا "میں نہیں جانتا کہ یہ اجازت ہمارے لئے خاص تھی یا عام لوگوں کیلئے بھی تھی"۔ امام بخاری نے وضاحت فرما دی کہ سیدنا علیؓ نے فرمایا کہ غزوۂ خیبر میں یہ حکم منسوخ ہو گیا تھا۔ (دیکھئے حدیث: 1651)۔

باب: اگر کوئی عورت اپنے تئیں کسی صالح و نیک شخص پر پیش کرے (تا کہ وہ اس سے نکاح کر لے)

1845: سیدنا سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روبرو (نکاح کیلئے) اپنا آپ پیش کیا (لیکن نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کچھ جواب نہ دیا تو) ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کا مجھ سے نکاح کر دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا کہ تیرے پاس کیا چیز ہے؟ وہ بولا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جا کر ڈھونڈھ، اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی ہو، وہ جا کر پھر دوبارہ آیا اور کہا "اللہ کی قسم یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، مجھے کچھ نہ ملا اور نہ لوہے کی انگوٹھی ملی لیکن میرے پاس یہ تہبند ہے آدھا اس کو دیدیجئے" سیدنا سہلؓ کہتے ہیں کہ اس کے پاس دوسری چادر بھی نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب دیا کہ تیری چادر کو کیا کریں اگر تو پہنے تو عورت کو اس میں سے کچھ نہ ملے گا اور اگر عورت پہنے تو تجھے کچھ نہ ملے گا۔ وہ بیچارہ (مایوس ہوکر) بیٹھ گیا، بڑی دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا (جانے لگا) تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے (جاتے) دیکھ کر خود بلایا یا کسی سے بلوایا اور فرمایا کہ تجھے قرآن کی کون کون سی سورتیں یاد ہیں؟ اس نے کئی سورتیں گن کر کہا کہ فلاں فلاں سورت یاد ہے تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہم نے تجھے قرآن مجید (جو تمہیں یاد ہے اس) کے عوض اس عورت کا مالک کر دیا۔ (یعنی ان سورتوں کی تعلیم تم اس عورت کو دو گے اور یہی تمہارا حق مہر ہے)۔

باب: عورت کو نکاح سے پہلے دیکھ لینا جائز ہے۔

1846: سیدنا سہل بن سعدؓ سے ایک دوسری روایت میں منقول ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں آپ کو اپنا نفس ہبہ کرنے آئی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کی طرف نظر کی پھر اسے سر سے پیر تک غور سے دیکھا پھر اپنا سر نیچا کر لیا...... پھر گزشتہ حدیث پوری بیان کی اور آخر میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو ان (سورتوں) کو یاد سے پڑھ سکتا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جا میں نے تجھے قرآن یاد ہونے کے عوض میں اس عورت کا مالک بنا دیا۔ (یعنی ان سورتوں کی تعلیم دینا تیرا مہر ہے)۔

باب: جو کہتا ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

1847: سیدنا معقل بن یسارؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بہن کا ایک شخص سے نکاح کر دیا تھا اس نے میری بہن کو طلاق دیدی۔ جب اس کی عدت پوری ہو گئی تو اُس نے دوبارہ نکاح کا پیغام بھیجا۔ میں نے اسے جواب دیا کہ میں نے اس کا تجھ سے نکاح کر دیا تھا اور اُسے تیری بیوی بنا دیا اور تیری تعظیم کی پھر تو نے اسے طلاق دیدی، اب تو پھر پیغام دیتا ہے تو اللہ کی قسم اب وہ لوٹ کر دوبارہ تیرے پاس نہیں آئے گی۔ وہ شخص کچھ بُرا نہ تھا (نیک بخت تھا) اور میری بہن بھی اس کی طرف رجوع کرنے پر راضی تھی، اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ "تم عورتوں کو اپنے پہلے خاوند سے نکاح کرنے سے منع نہ کرو" (البقرہ: 232) میں نے کہا یا رسول اللہ اب (اللہ کا حکم اتر آیا تو) میں ضرور بجا لاؤں گا (اس سے نکاح کر دوں گا) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "ہاں اس سے نکاح کر دے"۔

نوٹ: آیت مبارکہ میں خطاب (عورت کے) اولیاء (جیسے باپ، بھائی وغیرہ) سے کیا گیا ہے کیونکہ نکاح کروانا اُن کا کام ہے۔ اگر ولی کی اجازت ضروری نہ ہوتی

تو خطاب (عورت کے) اولیاء سے نہ ہوتا۔

باب: باپ اور دوسرا کوئی ولی باکرہ (بالغہ) اور ثیبہ کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر نہیں کر سکتے۔

1848: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بیوہ عورت کا نکاح اس سے اجازت لئے بغیر نہ کیا جائے اور نہ باکرہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کیا جائے لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! باکرہ کا اذن کیونکر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اس کا خاموش رہنا اس کی اجازت ہے

1849: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کنواری لڑکی تو شرم کرتی ہوگی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''اس کا خاموش ہوجانا ہی (اس کی) رضامندی ہے''

باب: اگر کوئی شخص اپنی بیٹی کا نکاح کر دے اور وہ (اس نکاح سے) ناخوش ہو تو وہ نکاح ناجائز ہے۔

185: سیدہ خنساء بنت خذام انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُن کے باپ نے ان کا نکاح کر دیا اور وہ ثیبہ تھیں (خاوند کر چکی تھیں) وہ اس نکاح سے ناخوش تھیں، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئیں (اور یہ ذکر کیا) تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وہ نکاح (جو اُن کے باپ نے کر دیا تھا) فسخ کر دیا۔

باب: اپنے کسی مسلمان بھائی کے پیغامِ (نکاح) پر پیغام نہ بھیجے جب تک کہ وہ اس سے نکاح کر لے یا پیغام نہ چھوڑ دے۔

1851: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس بات سے منع

فرمایا ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے بھاؤ پر بھاؤ کرے اور نہ ایک مرد اپنے بھائی کے پیغامِ (نکاح) پر پیغام بھیجے جب تک کہ پہلا منگیتر اپنی منگنی نہ چھوڑ دے یا پیغام بھیجنے والے دوسرے آدمی کو اجازت دیدے۔

باب: ان شرطوں کا بیان کہ جن کا نکاح میں طے کرنا درست نہیں۔

1852: سیدنا ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کسی عورت کو اپنے خاوند سے یہ درخواست کرنا درست نہیں کہ وہ اس کی بہن (سوکن) کو طلاق دے دے اس لئے کہ اس کے حصے کا پیالہ بھی خود انڈیل لے۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ جتنا اس کی قسمت میں ہے وہی ملے گا۔

باب: جو عورتیں دلہن کو (دولہا کے پاس) لے جائیں وہ گاتی بجاتی جاسکتی ہیں۔

1853: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ ایک دلہن کو ایک انصاری شخص کے پاس لے گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ تمہارے ساتھ کچھ گانا بجانا تو تھا ہی نہیں (دیکھو) انصاری لوگ گانے بجانے سے خوش ہوتے ہیں۔

نوٹ: خوشی کے ایسے مواقع پر شریعت نے دف بجانے کی اجازت دی ہے اور گانے میں نعتیں اور نظمیں شامل ہیں جو کہ شرکیہ نہ ہوں۔ موجودہ دور میں شادی بیاہ کے مواقع پر جو فحش گانے گائے جاتے ہیں یا کیسٹیں چلائی جاتی ہیں، جو کہ سراسر بے حیائی ہی بے حیائی ہیں، شریعت میں ان کی قطعی گنجائش نہیں، یہ حرام ہیں۔

باب: جب اپنی بیوی کے پاس آئے تو کیا کہے؟

1854: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنی بیوی کے پاس آتے وقت بسم اللہ پڑھے اور یہ کہے "یا اللہ مجھے شیطان کے شر سے بچائے رکھ اور جو اولاد ہمیں دے شیطان کو اس سے دُور رکھ" پھر ان کو کوئی اولاد نصیب ہو تو اُسے شیطان ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

باب: ولیمہ میں ایک بکری بھی کافی ہے۔

1855: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کا ولیمہ ایسا نہیں کیا جیسا اُمّ المومنین زینب رضی اللہ عنہا کا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک بکری کیساتھ اُن کا ولیمہ کیا۔

باب: جو ایک بکری سے کم ولیمہ کرے (تو جائز ہے)۔

1856: سیدہ صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی بعض بیویوں کا ولیمہ دو مُد جو، ہی میں کر دیا۔

باب: دعوتِ ولیمہ اور ہر ایک دعوت کا قبول کرنا لازم ہے اور سات دن تک ولیمہ کی دعوت کرتے رہنا۔

1857: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو ضرور جائے۔

باب: عورتوں کیساتھ (نرمی کرنے کی) وصیت کرنا۔

1858: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "جو اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ عورتوں سے بھلائی کرتے رہنا کیونکہ عورتوں کی پیدائش پسلی سے ہوئی ہے اور پسلی اوپر ہی کی

طرف سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے۔ اگر تو اسے سیدھا کرنا چاہے تو وہ ٹوٹ جائے گی اور اگر رہنے دے تو خیر ٹیڑھی رہ کر رہے گی تو سہی۔ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ عورتوں سے بھلائی کرتے رہنا۔

باب: بیوی کیساتھ اچھا برتاؤ کرنا (چاہیئے)۔

1859: اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (یمن کی) گیارہ عورتوں نے ایک جگہ جمع ہو کر باہم عہد و پیان کیا کہ اپنے اپنے خاوندوں کا حال بیان کرو کچھ نہ چھپاؤ۔ پہلی عورت بولی کہ میرا خاوند دبلے اونٹ کا گوشت ہے (جو) پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو، نہ راستہ آسان ہے کہ چوٹی پر چڑھا جائے نہ وہ گوشت ہی ایسا فربہ ہے کہ اس کے لانے کی خاطر مصیبت اٹھائی جائے۔ دوسری نے کہا کہ میں اپنے خاوند کا حال بیان کروں تو کہاں تک کروں، میں ڈرتی ہوں کہ سب بیان نہ کرسکوں گی اس پر بھی اگر بیان کروں تو اس کے کھلے چھپے عیب سب بیان کر سکتی ہوں۔ تیسری بولی کہ میرا خاوند لمبا تڑنگا ہے اگر کوئی بات کروں تو طلاق ملتی ہے اور اگر خاموش رہوں تو مجھے معلق چھوڑ رکھا ہے۔ چوتھی نے کہا کہ میرا شوہر تہامہ کی رات کی طرح (معتدل ہے) نہ زیادہ گرم نہ بہت ٹھنڈا (یعنی ہمیشہ یکساں ہے) نہ زیادہ خوف نہ بہت غم۔ پانچویں نے کہا کہ میرا شوہر اگر گھر میں آئے تو چیتے کی مثال اور جب باہر جائے تو شیر (اور ایسا شریف المزاج) کہ جو چیز چھوڑ گیا اس کے بارے میں پوچھتا ہی نہیں۔ چھٹی نے کہا کہ میرا شوہر (ایسا پیٹو) ہے کہ اگر کھائے تو سب کھا جائے اور اگر پیے تو سب چٹ کر جائے اور جب سوئے تو اکیلا ہی پڑا رہے، میرے پیٹ کی طرف کبھی ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا، نہ کبھی دکھ سکھ دریافت کرتا ہے۔ ساتویں نے کہا کہ میرا شوہر گمراہ ہے عاجز سینہ سے دبانے والا ہر عیب اس کی ذات میں موجود ہے (اگر بات کرے تو) سر پھوڑ دے یا زخمی کر دے یا دونوں ہی کر

گزرے۔ آٹھویں نے کہا کہ میرے شوہر کا چھونا ایسا ہے جیسے خرگوش کا چھونا یعنی (نازک بدن ہے) خوشبو ایسی جیسی کہ زرنب (ایک قسم کی گھاس) کی خوشبو۔ نویں بولی میرا شوہر اونچی عمارت والا (شریف) لمبے پرتلے والا اور بہت سخی ہے، اس کا گھر مجلس کے قریب ہے (ذی رائے شخص ہے)۔ دسویں نے کہا کہ میرے شوہر کا نام مالک (جائیداد والا) ہے اور بھلا مالک کی کیا تعریف کروں (جو مدائح ذہن میں آسکیں ان سے بالاتر ہے) اس کے گھر پر بہت سارے اونٹ (واسطے مہمانان) ہوتے ہیں اور چراگاہ میں (چرنے کو) کم جاتے ہیں اور جب باجے کی آواز سنتے ہیں تو یقین کر لیتے ہیں کہ اب وہ (مہمانوں کی خاطر) ذبح ہونے والے ہیں۔ گیارہویں نے کہا کہ میرا شوہر ابو زرع ہے اور اس کا کیا کہنا کہ میرے کانوں کو زیور سے بوجھل کر دیا اور میرے بازوؤں کو چربی سے پُر کر دیا اور مجھے اس قدر خوش رکھا کہ اس کی داد دینے لگی خوب کھلا کر موٹا کیا میں بھی اپنے تئیں بڑی خوب موٹی سمجھنے لگی۔ میری طرف میرا خاندان اس نے ایسا پایا جو بمشکل چند بکریوں والا تھا (میں غریب تھی) پھر ایسے خوشحال خاندان میں لایا کہ جو گھوڑوں کی آواز والے اور کجاوہ کی آواز والے (یعنی ان کے یہاں گھوڑے اونٹ سب) تھے دائیں چلانے والے بیل اور اناج پھٹکنے والے آدمی (سبھی ان کے یہاں) تھے اس کے یہاں میں بولتی تو میری عیب چینی کوئی نہ کرتا اور سوتی تو صبح کر دیتی اور پانی پیتی تو نہایت اطمینان سے پیتی۔ ابو زرع کی ماں یعنی میری ساس، تو وہ بھی بہت لائق عورت تھی اس کی جامہ دان سب بھرپور رہتی اور اسکا گھر کشادہ۔ ابو زرع کا بیٹا، وہ بھی کیسا اچھا نازک بدن، دبلا پتلا۔ ننگی تلوار جتنی جگہ میں وہ سو سکتا، خوراک اس قدر کم کہ چار مہینے کی بکری کا ایک ہاتھ اس کا پیٹ بھر دے۔ ابو زرع کی بیٹی، تو وہ بھی سبحان اللہ، اپنے والدین کی فرمانبردار (موٹی) فربہ ایسی کہ بھرا دے اپنی چادر کا۔

(صورت و سیرت ایسی کہ) اپنی سوکن کیلئے (ہر وقت) باعث غیظ و غضب۔ ابو زرع کی باندی تو وہ بھی قابل تعریف، ہماری باتوں کو مشہور نہیں کرتی، گھر کا بھید ہمیشہ پوشیدہ رکھتی ہے، کھانا تک نہیں چراتی، گھر میں کوڑا کچرا نہیں چھوڑتی ہمیشہ جھاڑ پھونک کر صاف ستھرا رکھتی ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ ابو زرع باہر نکلا ایسے وقت جب کہ دودھ کا برتن بلوایا جا رہا تھا باہر نکل کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت ہے جس کیساتھ چیتے کے سے دو بچے ہیں جو اس کے زیر بغل دو اناروں سے کھیل رہے ہیں۔ اسے دیکھ کر اُس نے مجھے طلاق دیدی اور اُس سے نکاح کر لیا۔ اس کے بعد پھر میں نے ایک شریف شخص سے نکاح کیا جو تیز گھوڑے پر سوار ہوتا تھا اور ہاتھ میں خطی نیزہ رکھتا تھا اس نے بھی بہت سی نعمتیں دیں اور ہر قسم کے مویشیوں میں سے ایک ایک جوڑا ہر مویشی کا دیا اور کہا کہ اے اُمّ زرع خود کھا اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی کھلا (یعنی احسان کرنے کی اجازت دی) اُمّ زرع کہتی ہے کہ اگر میں یہ سب جو کچھ اس نے مجھے دیا اکٹھا بھی کروں تو ابو زرع کے ایک چھوٹے سے برتن کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (یہ تمام قصہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھی تیرے لئے ایسا ہوں جیسے ابو زرع ام زرع کیلئے تھا (لیکن میں نے تجھے طلاق نہیں دی اور نہ دینی ہے)۔

باب: عورت نفلی روزہ خاوند سے پوچھ کر رکھے۔

1860: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کو جب اس کا شوہر موجود ہو (نفل) روزہ اُس کی اجازت کے بغیر رکھنا جائز نہیں اور نہ شوہر کی مرضی کے بغیر کسی کو گھر میں آنے دے اور جو عورت اپنے شوہر کے حکم کے بغیر (اللہ کی راہ میں) کچھ خرچ کرے گی تو اُس کے شوہر کو بھی اس میں سے آدھا (ثواب) ملے گا۔

1861: سیدنا اسامہ بن زیدؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جنت کے دروازے پر کھڑا ہو کر دیکھا تو اُس میں مسکین زیادہ تھے اور مالدار لوگ جنت کے دروازے پر (حساب و کتاب کیلئے) روک دیئے گئے سوائے اس کے کہ دوزخیوں کو دوزخ بھیجنے کا حکم دیدیا گیا۔ پھر میں نے دوزخ کے دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھا تو اُس میں عموماً عورتیں تھیں۔

باب: جب سفر کا ارادہ کرے تو بیویوں کے درمیان قرعہ ڈال لے۔

1862: اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب باہر جاتے تھے تو اپنی عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے۔ ایک سفر میں اُمّ المؤمنین عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کا نام نکل آیا اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب رات کو چلتے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ باتیں کرتے چلتے تھے حفصہ رضی اللہ عنہا نے (عائشہ سے کہا کہ) آج کی رات تم میرے اونٹ پر بیٹھو اور میں تمہارے اونٹ پر بیٹھوں میں تیرے اونٹ کو دیکھوں تو میرے اونٹ کو دیکھ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ٹھیک ہے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی جانب آئے حالانکہ اس پر حفصہ رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا پر سلام کیا پھر روانہ ہوئے۔ جب منزل پر اترے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نہ پایا تو انہوں نے اپنے دونوں پاؤں اذخر (گھاس) میں ڈال دیئے اور کہنے لگیں ''اے رب تو مجھ پر کوئی سانپ یا بچھو مسلط کردے کہ وہ مجھے کاٹ لے اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے شکایت کرنے کی طاقت اور موقع نہ رہا''۔ (کیونکہ قصور اپنا ہے)۔

باب: اگر خاوند کنواری عورت سے نکاح کرے بیوہ پر۔

1863: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ سنت ہے کہ جب کوئی شخص بیوہ عورت پر کنواری سے نکاح کرے تو اُس کے پاس سات دن رہے پھر باری باری سے رہے اور جب کسی کنواری پر بیوہ عورت سے نکاح کرے تو اُس کے پاس تین دن رہے پھر باری باری سے رہے۔

باب: اپنی سوکن کا دل جلانے کیلئے جو چیزیں نہیں ملیں اُن کو بیان کرنا کہ مل گئی ہیں، ایسا کرنا منع ہے۔

1864: سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کسی عورت نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میری ایک سوکن ہے اگر میں اس کا دل جلانے کیلئے اپنے خاوند کی طرف سے جس قدر مجھے دیتا ہے اس سے زیادہ ظاہر کروں تو کیا مجھ پر گناہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ نہ دی ہوئی چیز کا ظاہر کرنے والا (بطور دھوکہ) ایسا ہے جیسے کوئی دو کپڑے مکر کے پہنے ہوئے ہے۔

باب: غیرت کا بیان۔

1865: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "اللہ غیرت کرتا ہے اور اللہ کو اس بات پر غیرت آتی ہے کہ کوئی (بندہ) مومن وہ کام کرے جسے اللہ نے حرام کیا ہے"۔

1866: سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ جب مجھ سے زبیرؓ نے نکاح کیا تو اُن کے پاس کچھ مال نہ تھا نہ زمین تھی نہ لونڈی غلام تھے اور بجز پانی لانے والے اونٹ اور گھوڑے وغیرہ کے کچھ نہ تھا۔ میں اُن کے گھوڑے کو چراتی تھی اور پانی پلاتی تھی اور اُن کا ڈول سیتی تھی اور آٹا گوندھتی تھی اور میں روٹی پکانا نہ جانتی تھی

اور میری روٹی انصاری پڑوسنیں پکا دیتی تھیں وہ بڑی نیک بخت عورتیں تھیں اور میں زبیرؓ کی اس زمین سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں دی تھی اپنے سر پر کھجوروں کی گٹھلیاں اٹھا کر لاتی تھی اور وہ جگہ مجھ سے دو میل دور تھی۔ ایک روز میں اپنے سر پر گٹھلیاں رکھے آ رہی تھی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ چند اصحاب تھے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے پکارا پھر مجھے اپنے پیچھے بٹھانے کے واسطے اونٹ کو اخ اخ کہا۔ مجھے مَردوں کیساتھ چلنے میں شرم آئی اور زبیرؓ کی غیرت مجھے یاد آئی کہ بڑے غیرت دار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پہچان گئے اسماء کو شرم آتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم چل دیئے میں نے زبیرؓ سے آ کر کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ملے تھے میرے سر پر گٹھلیوں کا بوجھ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ صحابی تھے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے بٹھانے کے واسطے اونٹ کو ٹھیرایا، مجھے اس سے شرم آئی اور تمہاری غیرت کو میں جانتی ہوں وہ بولے "واللہ مجھے تیرے سر پر گٹھلیاں لاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دیکھنا آپ کیساتھ سوار ہو جانے سے زیادہ ناگوار ہوا بعد ازاں سیدنا ابوبکرؓ نے میرے لئے ایک خادم بھیج دیا، وہ گھوڑے کی نگہبانی کرنے لگا گویا کہ انہوں نے مجھے آزاد کر دیا۔

باب: عورتوں کی غیرت اور اُن کی ناراضگی کا بیان۔

1867: اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو مجھ سے راضی ہو اور جب ناراض ہو تو میں جان لیتا ہوں۔ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا "یہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیونکر پہچان لیتے ہیں"؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے تو (قسم کھاتے وقت یہ) کہتی ہے "محمد کے رب کی قسم" اور جب

تو مجھ سے خفا ہوتی ہے تو کہتی ہے "ابراہیم کے رب کی قسم"۔ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا جی ہاں (ٹھیک ہے) واللہ! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں صرف آپ کا نام چھوڑ دیتی ہوں (آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت نہیں چھوڑتی)۔

باب: عورت کے پاس بجز محرم کے کوئی تنہائی میں نہ جائے اور جس عورت کا خاوند موجود نہ ہو اس کے پاس جانا۔

1868: سیدنا عقبہ بن عامرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "عورتوں کے پاس (تنہائی میں) جانے سے پرہیز کرو" ایک انصاری شخص نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دیور کیلئے بتایئے (کہ اس کا کیا حکم ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے (یعنی اس سے زیادہ بچنا چاہیئے)۔

باب: کوئی عورت کسی عورت سے مل کر اس کی تعریف اپنے شوہر سے نہ کرے۔

1869: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عورت، عورت سے مل کر اس کی تعریف اپنے خاوند سے اسطرح نہ کرے جیسے وہ کھلم کھلا دیکھ رہا ہے۔ (ایسا نہ ہو کہ کوئی فتنہ پیدا ہو جائے)

باب: آدمی لمبے سفر سے رات کو اپنے گھر میں نہ آئے ایسا نہ ہو کہ اپنے گھر والوں پر تہمت لگانے کا موقعہ پیدا ہو۔

187: سیدنا جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہیں گھر سے غائب ہوئے عرصہ دراز گزر جائے تو رات کو اپنے گھر نہ آیا

کرو۔

1871: سیدنا جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم رات کو اپنے گھر پہنچو تو گھر والوں کے پاس نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ عورت جس کا خاوند غائب تھا استرہ لے لے (یعنی پاکی کر لے) اور جس کے بال پریشان ہیں، کنگھی کر لے۔

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

کتاب الطلاق

باب : ( ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو (ایسے وقت) طلاق دیدو کہ ان کی عدت کا وقت (آنے والا) ہو اور عدت شمار کرو'' (سورۃ الطلاق: 1)۔

1872: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دور میں اپنی بیوی کو طلاق دیدی جبکہ وہ ایام سے تھی (میرے والد) سیدنا عمر بن خطابؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اسے حکم کرو کہ اس سے رجوع کر لے پھر اُسے پاک ہونے تک روکے رہے پھر جب اسے ایام آئیں اور پاک ہو جائے اس وقت چاہے اسے روکے اور چاہے تو اس سے مساس سے پہلے طلاق دیدے یہ ہے وقتِ عدت۔ اللہ نے فرمایا ہے کہ عورتوں کو اس وقت طلاق دی جائے۔

باب : اگر عورت کو ایام (حیض) میں طلاق دی جائے تو یہ طلاق بھی شمار کی جائے گی۔

1873: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ (ایام حیض میں جو میں نے طلاق دی تھی) وہ میرے حق میں ایک طلاق شمار کی گئی۔

باب : (اگر) کوئی شخص طلاق دے (تو) کیا مرد کو طلاق دیتے وقت عورت کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے؟

1874: اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جون کی بیٹی (نکاح کے بعد) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہاں آئی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کے قریب گئے تو وہ کہنے لگی میں تجھ سے اللہ کی امان چاہتی ہوں آپ صلی اللہ

علیہ والہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تو نے بہت بڑے کی امان مانگی۔ (جا) اپنے رشتہ داروں میں مل جا۔

1875: دوسری ایک روایت میں سیدنا ابو اسیدؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس (عورت دختر جون) کے پاس گئے اور اس کے ہمراہ اس کی دایہ اس کی دودھ پلانے والی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس سے کہا کہ اپنا نفس تو مجھے دیدے اس نے جواب دیا کہیں ملکہ بھی بازاری لوگوں کو اپنا نفس ہبہ کر سکتی ہے؟ (پھر) کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سوچا کہ اپنا ہاتھ اس پر رکھ کر اسے تسکین دیں وہ بولی کہ میں تجھ سے اللہ کی امان مانگتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے بڑے پناہ دینے والے کی امان مانگی۔ پھر ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اے ابو اسید! اسے دو کپڑے رازقی پہنا کر اس کے کنبہ والوں کے پاس پہنچا دے۔

باب: جو شخص تین طلاقیں دینی جائز رکھتا ہے۔

1876: اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رفاعہ قرظی کی بیوی نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! مجھے رفاعہ نے طلاق دی پھر میری طلاق بائنہ (غیر رجعی) ہوگئی۔ اس کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر قرظی سے نکاح کیا (مگر) وہ نامرد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ شاید تو رفاعہ کے پاس لوٹنا چاہتی ہے تو نہیں (لوٹ سکتی) جب تک وہ (عبدالرحمٰن) تیرا مزا نہ چکھ لے اور تو اس کا مزہ نہ چکھ لے۔

باب: اللہ کا فرمان ''اے نبی! جو چیز تیرے واسطے حلال ہے اسے تو حرام کیوں کرتا ہے''؟ (سورہ تحریم:1)

1877: اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ

وسلم کو حلوا اور شہد بہت مرغوب تھا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عادت تھی کہ عصر کی نماز پڑھ کر اپنی بیویوں کے پاس جاتے تھے اور ان میں سے کسی سے بوس و کنار بھی کرتے (ایک دن) اُمّ المؤمنین حفصہ بنت عمرؓ کے پاس گئے اور معمول سے زیادہ ٹھہرے رہے (اس سے) مجھے غیرت آئی اور میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو کسی نے مجھ سے کہا کہ ان (اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا) کو کسی عورت نے شہد کا ایک کپہ بطور تحفہ بھیجا تھا انہوں نے وہ شہد آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پلایا (اس وجہ سے دیر ہو گئی) میں نے کہا واللہ میں تو کچھ حیلہ کروں گی۔ میں نے اُمّ المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمہارے پاس آئیں تو تم کہنا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مغافیر کھایا ہے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تجھ سے انکار کریں گے پھر تو یہ کہنا کہ یہ بدبو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منہ سے مجھے کیسی آتی ہے؟ جب وہ تجھ سے کہیں کہ میں نے حفصہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس شہد پیا ہے تو تم کہنا کہ شاید اس (شہد) کی مکھیوں نے درخت عرفط کا عرق چوسا ہوگا اور میں بھی یہی کہوں گی اور اے صفیہ (رضی اللہ عنہا) تم بھی یہی کہنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سودہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم (آ کر) دروازہ پر کھڑے ہی ہوئے تھے کہ میں نے تیرے خوف کے باعث اس بات کے کہنے کا جو تو نے مجھ سے کہی تھی ارادہ کر لیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سودہ کے قریب پہنچے اس نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "نہیں" وہ بولی پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منہ سے مجھے بدبو کیسی آتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب دیا کہ مجھے حفصہ نے تھوڑا سا شہد پلایا ہے۔ وہ بولی شاید اس کی مکھی نے عرفط کا رس

چوسا ہوگا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے پاس آئے تو میں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہی کہا اور جب صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انہوں نے بھی یہی کہا اور جب آپ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس دوبارہ تشریف لے گئے تو حفصہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں آپ کے پینے کے واسطے شہد لاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے شہد کی حاجت نہیں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ واللہ ہم نے شہد کو حرام کر دیا۔ میں نے کہا ارے چپ رہو (کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نہ خبر ہو جائے)۔

( ) باب: خلع (کا کیا حکم ہے) اور اس میں طلاق کیسی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول ''اور تمہیں حلال نہیں کہ تم نے انہیں جو دیدیا ہے اس میں سے کچھ بھی لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ دونوں کو اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکنے کا خوف ہو'' (البقرہ:229)۔

1878: سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سیدنا ثابت بن قیسؓ کی بیوی نے آ کر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں (اپنے شوہر) ثابت بن قیس سے (جو ناراض ہوں تو) کسی بُری عادت یا دینی بُرائی سے ناراض نہیں ہوں لیکن میں یہ بُرا سمجھتی ہوں (جبکہ اس سے میری طبیعت بیزار ہے) کہ کہیں میں حالتِ اسلام میں کفرانِ (نعمت) میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو اس کا باغ واپس دیدے گی (جو اس نے تجھے حق مہر میں دیا ہے) وہ بولی جی ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ (اے ثابت) اپنا باغ لے لے اور اسے ایک طلاق دیدے۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کی سفارش کرنا (کہ بریرہ اس کو قبول کرے اور اس سے جدا نہ ہو)۔

1879: سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بریرہ کا شوہر غلام تھا جس کا نام مغیث تھا گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں وہ (بیچارہ) اس کے پیچھے روتا پھر رہا ہے اور اس کے آنسو ڈاڑھی پر ٹپ ٹپ گر رہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیدنا عباسؓ سے فرمایا کہ اے عباس کیا تم کو مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی مغیث سے عداوت پر تعجب نہیں آتا؟ پھر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے بریرہ تو اس کے پاس چلی جا (تو اچھا ہے) وہ بولی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیا آپ مجھے یہ حکم فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (نہیں) میں تو صرف سفارش کرتا ہوں تو اس (بریرہ) نے جواب دیا کہ مجھے اس کی حاجت نہیں ہے۔

باب: لعان کا بیان۔

1880: سیدنا سہل بن سعد ساعدیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح (قریب قریب) ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انگوٹھے کیساتھ والی (شہادت) انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا اور دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑا سا فرق باقی رکھا۔

باب: اگر (شوہر) اشارۃً کہے کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے۔

1881: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میرے ہاں ایک کالا بچہ پیدا ہوا

ہے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ وہ بولا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا کہ اُن کا رنگ کیسا ہے؟ وہ بولا سرخ رنگ ہے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا کہ کیا ان میں کوئی خاکستری (خاکی) رنگ کا بھی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کہاں سے ہوگیا؟ وہ بولا شاید مادہ کی کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا ہو۔ تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے بیٹے کا رنگ بھی کسی رنگ نے کھینچ لیا ہوگا (چنانچہ وہ خود ہی قائل ہوگیا کہ اس کا شبہ غلط تھا)۔

باب: (امام کا لعان کرنے والوں سے کہنا کہ) ایک نہ ایک تم میں سے ضرور جھوٹا ہے، آیا کوئی توبہ کرتا ہے؟

1882: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لعان کرنے والے مرد اور عورت سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں سے حساب لینے والا ہے۔ ایک تو تم میں سے ضرور جھوٹا ہے، تم میں مفارقت ہونی چاہیئے۔ شوہر نے کہا کہ میرا مال (کہاں گیا)؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو سچا ہے تب بھی تم نے اس سے دخول تو کیا ہے، اس کے بدلے میں وہ مال گیا اور اگر تو نے (زنا کی) عورت پر جھوٹی تہمت لگائی ہے تو پھر تو تجھے واقعی کچھ نہ ملنا چاہیئے۔

باب: سوگ والی عورت کا سرمہ لگانا (ناجائز ہے)۔

1883: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہوگیا اور اس کی آنکھیں دکھنے لگیں تو لوگوں نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سرمہ لگانے کی اجازت مانگی، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سرمہ نہیں لگا سکتی حالانکہ پہلے بُرے لباس اور بُرے مکان میں عدت کرتی

پڑتی تھی اور جب ایک سال تمام ہوتا (تو عدت سے اس طرح باہر ہوتی تھی کہ) کتا گزرتا اور وہ اس کو مینگنی مارتی تھی، ہرگز سرمہ جائز نہیں جب تک چار ماہ دس دن نہ گزر جائیں۔

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

کتاب النفقات

باب : اہل وعیال پر خرچ کرنے کی فضیلت۔

1884: سیدنا ابو مسعود انصاریؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان آدمی اپنے اہل وعیال پر اللہ کا حکم ادا کرنے کی نیت سے خرچ کرے تو اُس کو اس میں صدقہ کا ثواب ملے گا۔

1885: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بیوہ عورت اور مسکین کیساتھ (اچھا) سلوک کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا یا یہ فرمایا کہ جیسا رات کو عبادت کرنے والا اور دن کو روزہ رکھنے والا۔

باب : سال بھر کا خرچہ (نان نفقہ) اپنے اہل وعیال کیلئے جمع کرنے کا بیان اور اپنے بیوی بچوں پر کس طرح خرچ کرے۔

1886: امیر المؤمنین سیدنا عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بنی نضیر کے باغ کی کھجوریں فروخت کر کے اپنے اہل وعیال کیلئے سال بھر کا سامان لے کر جمع کر لیتے تھے۔

کتاب الطعام

1887: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے سخت بھوک لگی تو میں سیدنا عمر بن خطابؓ سے ملا اور کہا کہ قرآن کی فلاں آیت مجھ کو پڑھ کر سناؤ۔ وہ اپنے گھر میں گئے اور وہ آیت مجھ کو پڑھ کر سنائی سمجھائی۔ میں وہاں سے (واپس) چلا، تھوڑی دُور نہیں گیا تھا کہ بھوک کی وجہ سے منہ کے بل گر پڑا، دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے سرہانے کھڑے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ (ص)! میں نے کہا لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم!

وسعد یک پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا اور میری حالت کو پہچان گئے اور مجھے اپنے دولت خانہ (گھر) میں لے گئے اور ایک دودھ کا پیالہ میرے لئے لانے کا حکم فرمایا۔ میں نے اس میں سے پیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ اور پی۔ میں نے پھر پیا۔ فرمایا کہ اور پی، میں نے اور پیا حتیٰ کہ میرا پیٹ بھر کر پیالہ سا ہو گیا۔ پھر میں سیدنا عمرؓ سے ملا اور اپنی بھوک اور اُن کے پاس آنے کا قصہ بیان کیا اور میں نے کہا کہ اے عمر (ص)! اللہ تعالیٰ نے (میری بھوک دُور کرنے کیلئے) ایک ایسے شخص کو چُنا جو تم سے زیادہ اس بات کے لائق تھا، اللہ کی قسم جو آیت میں نے تم سے پڑھوا کر سنی، وہ آیت مجھے تم سے زیادہ یاد ہے۔ (یہ سن کر) سیدنا عمرؓ نے کہا کہ (اے ابو ہریرہ ص) اللہ کی قسم اگر میں اس وقت تمہیں اپنے گھر لے جا کر کھانا کھلاتا تو مجھے سرخ اونٹ کے ملنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی۔

باب: کھانے پر "بسم اللہ" کہنا اور داہنے ہاتھ سے کھانا چاہیئے۔

1888: سیدنا عمر بن ابو سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں بچہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پرورش میں تھا۔ کھانے کے وقت میرا ہاتھ رکابی کے چاروں طرف گھومتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے لڑکے بسم اللہ پڑھ کر داہنے ہاتھ سے کھا اور اپنے آگے سے کھا۔ اس کے بعد ہمیشہ میرے کھانے کا یہی طریقہ رہا۔

باب: جس نے پیٹ بھر کر کھایا۔

1889: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کے بعد ہم نے دو کالی چیزیں پیٹ بھر کر کھائیں ایک کھجور اور

باب: پتلی روٹی (کھانے کا بیان) اور کھانے کی میز پر کھانے کا بیان۔

1890: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پتلی روٹی اور بُھنی ہوئی بکری کبھی نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ سے مل گئے۔

1891: سیدنا انسؓ ایک روایت میں کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کبھی چھوٹی چھوٹی رکابیوں (پیالیوں، ڈشوں یا پلیٹوں) میں کھایا ہو یا پتلی روٹی کبھی کھائی ہو یا کبھی (کھانے کی) میز (Dining Table) پر کھایا ہو۔

باب: ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کو کافی ہے۔

1892: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کو کافی ہوتا ہے اور تین آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کو کافی ہوتا ہے۔

باب: مسلمان ایک آنت میں کھانا کھاتا ہے۔

1893: (نافع روایت کرتے ہیں کہ) سیدنا ابن عمرؓ اس وقت تک کھانا نہ کھاتے تھے جب تک ایک محتاج شخص ان کیساتھ کھانے میں نہ شریک ہوتا۔ ایک روز میں ایک محتاج کو بلا کر لایا، وہ ان کیساتھ کھانے لگا اور بہت کھانا کھایا۔ سیدنا ابن عمرؓ نے اپنے خادم (نافع) سے کہا کہ اب اس کو میرے پاس نہ لانا کیونکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر ساتوں آنتوں میں کھاتا ہے (خوب پیٹ بھر کے کھانا کھاتا ہے)۔

باب: تکیہ لگا کے کھانے کا بیان۔

1894: سیدنا ابو جحیفہؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس حاضر تھا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک شخص سے جو آپ کے پاس بیٹھا تھا، فرمایا کہ میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا ہوں۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا۔

1895: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کھانے کو کبھی بُرا نہیں کہا۔ اگر اچھا معلوم ہوتا تو کھا لیتے اور اگر اچھا معلوم نہ ہوتا تو نہ کھاتے تھے۔

باب: ''جو'' کو (پیسنے کے بعد) منہ سے پھونکنا۔

1896: سیدنا سہلؓ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دور میں میدہ دیکھا تھا؟ وہ بولے ''بالکل نہیں'' (پھر) پوچھا گیا کہ کیا تم جَو (کے آٹے) کو چھانتے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں، لیکن ہم (پیس کر) منہ سے پھونک لیا کرتے تھے۔

باب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کے اصحاب کیا کھاتے تھے؟ (آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خوراک کا بیان)۔

1897: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک روز اپنے صحابہ میں کھجوریں تقسیم کیں اور ہر ایک آدمی کو سات (سات) کھجوریں دیں، مجھے بھی سات کھجوریں دیں، ان میں سے ایک خراب (سخت) تھی لیکن ان میں سے کوئی کھجور مجھے اس سے زیادہ پسند نہ تھی کیونکہ وہ میرے چبانے میں دیر تک رہی۔

1898: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ ایک قوم پر گزرے جن کے پاس بھنی ہوئی بکری تھی، انہوں نے سیدنا ابو ہریرہؓ کو بھی کھانے کیلئے بلایا لیکن انہوں

نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے لیکن کبھی جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کے نہ کھائی۔

1899: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اہل وعیال نے، جب سے مدینہ میں آئے تین روز متواتر گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کے کبھی نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات ہوگئی۔

باب: تلبینہ (حریرہ) کا بیان۔

1900: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب اُن کا کوئی رشتہ دار فوت ہو جاتا اور عورتیں اکٹھی ہوتیں پھر وہ اپنے اپنے گھر چلی جاتیں مگر گھر والے اور قریب کی عورتیں رہ جاتیں تو تلبینہ کی ہنڈیاں پکواتیں پھر ثرید بنایا جاتا اور تلبینہ پر ثرید ڈال دیا جاتا پھر کہتی تھیں کہ اسے کھاؤ کیونکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تلبینہ مریض کے دل کو آرام دیتا ہے اور غم کو دور کرتا ہے۔

باب: جس برتن پر چاندی کا ملمع ہو اس میں کھانا (پینا)۔

1901: سیدنا حذیفہؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ریشم اور دیباج نہ پہنو اور نہ سونے چاندی کے برتنوں میں پانی پیو (مثلاً جگ، گلاس، جام، پیالے وغیرہ) اور نہ سونے چاندی کی رکابی (پلیٹ، ڈش وغیرہ) میں کھانا کھاؤ کیونکہ یہ سامان کفار کے واسطے دنیا میں ہے اور ہمارے واسطے آخرت میں ہوگا۔

باب: جو شخص اپنے بھائیوں کیلئے پُرتکلف کھانا تیار کرے۔

1902: سیدنا ابو مسعود انصاریؓ فرماتے ہیں کہ قوم انصار میں ایک شخص تھا جسے ابو

شعیب کہتے تھے اس کا ایک غلام قصائی تھا، انہوں نے اسے کہا کہ میرے واسطے کھانا تیار کر، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی چار آدمیوں کیساتھ دعوت کروں گا۔ پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سمیت پانچ آدمیوں کو بلایا تو ایک اور شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیچھے ہولیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے ہم پانچ آدمیوں کو بلایا ہے اور یہ شخص ہمارے پیچھے چلا آیا۔ اب تجھے اختیار ہے چاہے اسے اجازت دے یا نہ دے (انہوں نے) کہا کہ میں نے اسے بھی اجازت دی (یعنی اسے بھی آنے دیجئے)۔

باب: کھجوریں اور ککڑی (یا کھیرا) ملا کر کھانا۔

1903: سیدنا عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کھجور اور ککڑی ملا کر کھا رہے تھے۔

باب: رطب وتمر (تر اور خشک کھجور) کا بیان۔

1904: سیدنا جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک یہودی تھا جو میری کھجوریں کٹنے تک مجھے قرض دیا کرتا تھا، سیدنا جابرؓ کے پاس وہ زمین تھی جو بیر رومہ کے راستہ میں تھی۔ ایک سال خالی گزرا، اس زمین میں کھجوریں کم ہوئیں اور وہ سال گزر گیا۔ کٹائی کے وقت یہودی میرے پاس آیا اور میں اس میں سے کچھ نہ کاٹنے پایا تھا (میوہ بہت کم تھا) میں اس سے آئندہ سال تک مہلت مانگنے لگا لیکن وہ نہ مانا۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے اصحاب سے کہا کہ چلو جابر کو یہودی سے مہلت دلا دیں۔ وہ سب میرے باغ میں تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہودی سے گفتگو کرنے

لگے، وہ کہنے لگا کہ اے ابو القاسم! میں جابر کو مہلت نہیں دونگا جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہودی کو دیکھا (کہ نہیں مانتا) تو کھڑے ہو کے باغ کے چاروں طرف پھرے اور یہودی سے دوبارہ گفتگو کی لیکن وہ راضی نہ ہوا تو میں کھڑا ہوا اور تھوڑی سی تر کھجوریں لایا اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے رکھ دیں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وہ کھائیں پھر فرمایا اے جابر! تیرے باغ کی جھونپڑی کہاں ہے؟ میں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جگہ بتائی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ وہاں میرے واسطے بچھونا کر دے میں نے (فوراً) بستر بچھا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وہاں جا کر سو گئے جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیدار ہوئے تو میں مٹھی بھر کھجوریں اور لے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وہ کھالیں پھر کھڑے ہوئے اور یہودی سے گفتگو کی مگر وہ پھر بھی نہ مانا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دوسری مرتبہ کھجوروں کے درختوں میں جا کھڑے ہوئے پھر فرمایا کہ اے جابر (ص)! کاٹتا جا اور دیتا جا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کاٹنے کی جگہ بیٹھ گئے میں نے اتنی کھجوریں کاٹیں کہ اس کا قرض ادا ہو گیا اور اسی قدر اور بچ گئیں۔ میں نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ خوشخبری سنائی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے (خوش ہو کے) فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں۔ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)۔

باب: عجوہ کھجور کا بیان (جو مدینہ کی عمدہ قسم کی کھجور ہے)۔

1905: سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہر روز صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھا لیا کرے، اس دن اسے زہر اور جادو ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

باب: انگلیوں کو (پونچھنے سے پہلے) چاٹنا اور چوسنا۔

1906: سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنے ہاتھ کو نہ پونچھے جب تک (انگلیاں) خود نہ چاٹ لے یا کسی دوسرے کو چٹا نہ دے۔

1907: سیدنا جابر بن عبداللہؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دور میں ہمارے پاس (کھانے کے بعد ہاتھ صاف کرنے کیلئے) رومال نہ ہوتا۔ بس یہی ہماری ہتھیلیاں تھیں۔ بازو، پاؤں وغیرہ (انہیں رگڑ لیتے اور نماز پڑھ لیتے۔ وضو نہ کرتے)

باب: جب کھانا کھا چکے تو کیا کہے؟

1908: سیدنا ابو امامہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دستر خوان جب اٹھایا جاتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ پڑھتے تھے "سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے، بکثرت تعریف ہے اور پاکیزہ شکر برکت والا، ایسا شکر نہیں جو ایک بار ہو کر رہ جائے، ختم ہو جائے اور پھر اس کی حاجت نہ رہے"۔

1909: سیدنا ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کھانا کھانے سے فارغ ہوتے تو فرماتے "اللہ کا شکر جس نے ہمیں پیٹ بھر کر کھلایا پلایا، یہ شکر ایسا نہیں ہے کہ ایک بار کر کے ختم ہو جائے یا پھر ناشکری کی جائے"۔

باب: اللہ تعالیٰ کا قول "جب تم کھانا کھا چکو تو نکل کھڑے ہو" (پھیل جاؤ اور وہاں بیٹھے نہ رہو۔ احزاب:53)۔

1910: سیدنا انسؓ کہا کرتے تھے کہ پردہ کی آیت کا شان نزول سب سے زیادہ مجھے معلوم ہے سیدنا ابی بن کعب بھی اس کو مجھ ہی سے پوچھتے تھے (حالانکہ

بڑے درجے کے صحابی تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اُمّ المؤمنین زینب بنت جحش سے نئی شادی ہوئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان سے مدینہ میں نکاح کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کو کھانے کیلئے اس وقت بلایا جب دن چڑھ گیا تھا، جب سب (کھا کر) چلے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور چند آدمی آپ کے ہمراہ بیٹھے رہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کھڑے ہو کر چلے گئے اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ چلا گیا، جب آپ، اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے تک پہنچے تو خیال کیا کہ وہ لوگ چلے گئے ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لوٹ آئے اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ واپس آیا (تو دیکھا کہ) وہ سب کے سب اپنی جگہ پر بیٹھے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دوبارہ واپس چلے گئے اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ گیا جب حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے تک گئے تو خیال کیا کہ وہ چلے گئے ہونگے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لوٹ آئے اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ آیا تو دیکھا کہ وہ لوگ (واقعی) چلے گئے ہیں، پس آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈل دیا اور (اسی وقت) پردہ کا حکم اترا۔

کتاب العقیقة

باب: جس بچہ کا عقیقہ نہ کیا جائے اس کے پیدا ہوتے ہی نام رکھ دینا چاہیئے اور تالو میں شیرینی لگانا (چاہیئے)۔

1911: سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اُسے میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں لے گیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور چبا کر اس کے منہ میں (تالو میں) لگادی اور اس کیلئے برکت کی دعا کی پھر اُسے میرے سپرد کر دیا۔

1912: سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی حدیث کہ عبداللہ بن زبیر مسجد قباء میں پیدا ہوئے، ہجرت کے باب میں حدیث نمبر 1594 کے تحت گزر چکی ہے اور اس روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مسلمان اس کے پیدا ہونے سے بہت خوش ہوئے کیونکہ لوگ اُن سے کہتے تھے کہ یہودیوں نے تم پر جادو کر دیا ہے لہٰذا تمہارے ہاں اولاد نہ ہوگی۔

باب: عقیقہ میں (سر کے بال منڈوانے سے) بچہ کی تکلیف دور ہو جاتی ہے۔

1913: سیدنا سلمان بن عامر الضبیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لڑکے کا عقیقہ کرنا (لازم) ہے، اس کی طرف سے خون گراؤ اور تکلیف دُور کرو۔

باب: فرع کا بیان۔

1914: سیدنا ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ فرع اور عتیرہ (اسلام میں) کوئی چیز نہیں ہے۔

فرع اونٹ کے پہلے بچہ کو کہتے تھے جسے مشرکین اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے اور عتیرہ، بکری کے اس بچے کو کہتے ہیں جسکی رجب (کے پہلے دس دنوں) میں قربانی کی جاتی تھی

WWW.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

کتاب الذبائح والصید

باب: شکار پر بسم اللہ پڑھنے کے بیان میں۔

1915: سیدنا عدی بن حاتمؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس شکار کی بابت دریافت کیا جو تیر کی ڈنڈی لگ کر مر جائے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جس (جانور) کو تیر دھار کی طرف سے لگے اس کو کھا لینا اور جس کے عرضاً لگ جائے، وہ لاٹھیوں سے مارے ہوئے کی مثل ہے اور میں نے کتے کے (مارے ہوئے) شکار کو بھی دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (کہ اگر کتا خود نہ کھائے) اور تمہارے لئے روک رکھے تو کھا لینا (کیونکہ) ایسے کتے کا پکڑ لینا ذبح کے حکم میں ہے اور اگر اپنے کتے یا کتوں کیساتھ کسی اور کا کتا بھی دیکھو اور یہ گمان ہو کہ ہمارے کتے نے دوسرے کیساتھ مل کر شکار پکڑ کر مار ڈالا ہے تو اس کو نہ کھانا کیونکہ تم نے اپنے ہی کتے کے چھوڑنے پر بسم اللہ پڑھی تھی دوسروں کے کتوں پر نہیں پڑھی۔

باب: کمان سے شکار (کرنے کا بیان)۔

1916: سیدنا ابوثعلبہ خشنیؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ہم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہیں تو کیا اُن کے برتنوں میں ہم کھا لیں (یا نہیں) اور ہم شکار کے جنگل میں رہتے ہیں تو کیا ہم تیر کمان یا سکھلائے ہوئے کتے اور بغیر سکھلائے ہوئے کتے سے شکار کر سکتے ہیں یا نہیں، جو درست ہو (فرما دیجئے)۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب کا جو تم نے ذکر کیا تھا تو (اُسکا یہ جواب ہے) اگر اُن کے برتنوں کے سوا تمہیں اور برتن مل جائیں تو اُن میں نہ کھایا کرو اور اگر نہ ملیں تو پھر اُن کو دھو کر اُن میں کھا لو اور (شکار کی نسبت یہ ہے

کہ اگر) تیر سے جو شکار تم بسم اللہ پڑھ کر کرو تو اُسے کھا لو اور اگر سکھلائے ہوئے کتے کو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا اور شکار کیا تو یہ کھانا درست ہے اور اگر (بسم اللہ نہیں پڑھی اور) یہ کتا سکھلایا ہوا نہ تھا تو بعد ذبح کے کھانا درست ہے۔

باب: چھوٹے پتھر (درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے) مارنا

1917: سیدنا عبداللہ بن مغفلؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دو انگلیوں سے کنکری پھینکتے ہوئے دیکھا تو اُس سے کہا کہ (اس طرح) مت پھینکو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے یا مکروہ سمجھا ہے (شکِ راوی) اور فرمایا ہے کہ اس سے (کیا فائدہ کہ) نہ تو کوئی شکار ہی ہوتا ہے اور نہ دشمن ہی زخمی ہوتا ہے اور لیکن (یہ کنکری) کسی کا دانت توڑ دیتی ہے یا آنکھ پھوڑ دیتی ہے (یعنی بجز نقصان کے کوئی نفع نہیں ہے) اس کے بعد انہوں نے اسے پھر اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث تجھ سے بیان کی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس طرح کنکری پھینکنے سے منع فرمایا یا مکروہ سمجھا ہے تو پھر بھی وہی کر رہا ہے اب میں تجھ سے اتنی مدت تک کلام نہ کروں گا۔

باب: جو شخص (بلا ضرورت) ایسا کتا رکھے جو نہ شکاری ہو اور نہ مویشیوں کی حفاظت کرتا ہو (فقط شوقیہ کتا پالے)۔

1918: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایسا کتا پالے جو نہ تو مویشیوں کی حفاظت کرنیوالا ہو اور نہ شکاری تو اس کے نیک اعمال کے ثواب میں سے ہر روز دو قیراط کم ہوں گے

باب: اس شکار کا بیان (جو تیر وغیرہ کھا کر بھاگ جائے) اور دو تین روز غائب رہے۔

1919: سیدنا عدی بن حاتمؓ کی (شکار کے بارے میں) حدیث قریب ہی گزری ہے (حدیث 1915) اور اس روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ”.......... اور اگر تم نے شکار کو تیر مارا اور وہ (چوٹ کھانے کے بعد) تمہیں دو تین روز کے بعد (مردہ) ملے اور اگر تمہارے تیر کے زخم کے سوا اور کوئی علامت اس کے مرنے کی محسوس نہیں ہوتی تو اس کا کھانا درست ہے اور اگر پانی میں پڑا ہوا ملا تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

باب: ٹڈی کھانا (جائز ہے)۔

1920: سیدنا ابن ابی اوفیٰؓ کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ سات یا چھ (شکِ راوی) لڑائیوں میں شریک ہوئے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ ٹڈیاں کھاتے تھے۔

باب: نحر اور ذبح کرنے کا بیان۔

1921: سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دور میں ایک گھوڑا نحر کیا اور اس کو کھایا اور ہم اس وقت مدینہ میں تھے۔

باب: مثلہ اور مصبورہ اور مجثمہ کی کراہیت کے بیان میں۔

1922: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ اُن کا گزر چند ایسے جوانوں کے پاس سے ہوا کہ جو ایک مرغی کو باندھ کر نشانہ لگا رہے تھے، جب انہوں نے سیدنا عبداللہؓ کو دیکھا تو سب بھاگ گئے۔ پس سیدنا ابن عمرؓ نے کہا کہ اسے کس نے باندھا

ہے؟ بیشک نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایسا کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

1923: سیدنا ابن عمرؓ دوسری ایک روایت میں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جانور کے مثلہ کرنے والے شخص پر لعنت فرمائی ہے۔

باب: مرغی کا گوشت کھانا (جائز ہے)۔

1924: سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مرغی کھاتے ہوئے دیکھا۔

باب: کیچلیوں والا ہر درندہ حرام ہے۔

1925: سیدنا ابوثعلبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کیچلیوں والے ہر درندے کا گوشت کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

باب: مشک کا بیان۔

1926: سیدنا ابوموسیٰؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ نیک دوست اور بُرے دوست کی مثال خوشبو والے اور لوہار، بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے کیونکہ خوشبو والا یا تو خود کچھ عطا کر دے گا یا یہ خرید لے گا ورنہ عمدہ خوشبو تو (ضرور ہی) سونگھ لے گا (ایسے ہی نیک کی صحبت میں ہر طرح فائدہ ہے) اور بھٹی دھونکنے والا لوہار، یا تو (آگ اڑا کر) تیرے کپڑے جلا دے گا، اگر نہیں تو تم بدبو ضرور سونگھو گے۔

باب: (جانوروں کا) چہرہ داغ کر نشان لگانے کا بیان۔

1927: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے چہرہ پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

کتاب قربانیوں کے بیان میں۔

باب: قربانی کا گوشت اسی روز کھا لینا اور اس کو رکھ چھوڑنا، دونوں جائز ہیں۔

1928: سیدنا سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے قربانی کرے اس کو چاہیئے کہ تین روز کے بعد تک اس کا گوشت نہ رکھے (بلکہ سب تقسیم کر دے) اور جب دوسرا سال آیا تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! کیا اب بھی ہم گزشتہ سال ہی کی طرح کریں (اور کل گوشت تقسیم کر دیں تو) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (نہیں بلکہ) کھاؤ اور کھلاؤ اور جمع کرو اور گذشتہ سال چونکہ لوگوں پر تنگی تھی اس لئے میں نے چاہا تھا کہ تم اس طریقہ سے ان کی مدد کرو۔ (اب اس کی کوئی ضرورت نہیں)

1929: سیدنا عمر بن خطابؓ نے عیدالاضحیٰ کے دن اوّل نماز پڑھائی پھر لوگوں کو خطبہ سنایا اور کہا کہ اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان دو (عید کے دنوں میں) روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، اوّل عید تو تمہارے روزوں کے افطار کا دن ہے اور (دوسری) تمہاری قربانی کے گوشت کھانے کا دن۔

کتاب مشروبات کا بیان

1930: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دنیا میں شراب پی لی پھر توبہ نہ کی تو اُس کو آخرت میں شراب (طہور، یعنی جنت کی پاکیزہ شراب) سے محروم کر دیا جائے گا۔

1931: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ زانی (عین) زنا کرتے وقت مؤمن نہیں رہتا اور شراب پینے والا (بھی عین) پینے کے وقت مؤمن نہیں رہتا اور چور (بھی عین) چوری کرتے وقت مؤمن نہیں رہتا۔

1932: سیدنا ابو ہریرہؓ سے دوسری ایک روایت میں منقول ہے کہ اسی طرح جب کوئی لوٹنے والا ایک بڑا ڈاکہ ڈالتا ہے کہ لوگ اس کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھتے ہیں تو اُس وقت (یعنی لوٹتے وقت) وہ بھی مؤمن نہیں رہتا۔

باب: شہد کی شراب کا (بیان اور اسی کا) نام تبع ہے۔

1933: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے تبع کی بابت جو شہد کی شراب ہے، پوچھا گیا اور یمن کے لوگ اس کو پیا کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شراب نشہ لانے والی ہو وہ حرام ہے۔

1934: سیدنا ابو عامر اشعریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں چند قومیں (ایسی پیدا) ہوں گی جو زنا کو اور ریشم کے پہننے کو اور شراب پینے کو اور باجوں کو حلال سمجھیں گی اور چند قومیں ایسی ہوں گی جو پہاڑ کے پہلو میں رہتی ہوں گی اور شام کو (جب) ان کا چرواہا اُن کا ریوڑ اُن کے پاس لائے گا تو ایک فقیر ان کے پاس آ کر اپنی ضرورت کا سوال کرے

گاوہ جواب دیں گی کہ (آج نہیں) کل آنا تو رات کو ہی اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کر کے ان پر پہاڑ گرا دے گا اور باقیوں کو (مسخ کر کے) بندر اور سور بنا دے گا۔ قیامت تک (وہ اسی عذابِ الٰہی میں رہیں گے)۔

باب: برتنوں یا لکڑی کے پیالے میں نبیذ بنانا۔

1935: سیدنا ابو اسید الساعدیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنی شادی کی دعوت میں بلایا (اور اس وقت) ان کی وہی عورت جو دلہن تھی تمام لوگوں کی خدمت کرتی رہی۔ انہوں نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ اس دلہن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کیا (بنا کر) پلایا تھا؟ اس نے رات کو چند کھجوریں پیالے میں بھگو دی تھیں (انہی کا شربت پلایا)۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہر ایک برتن میں نبیذ بھگونے کی اجازت دے دی حالانکہ پہلے منع فرمایا دیا تھا۔

1936: سیدنا عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مشکوں کے سوا اور برتنوں میں نبیذ بھگونے سے منع فرمایا تو لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ تمام لوگوں کو تو مشک نہیں مل سکتی (وہ کیا کریں؟)۔ تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بن لاکھ لگے گھڑے کے علاوہ، میں نبیذ بھگونے کی اجازت دیدی۔

باب: کچی اور پکی ہوئی کھجور ملا کر بھگونے سے جس نے منع کیا ہے یا تو نشہ کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ دو سالن ملانا ہے۔

1937: سیدنا ابو قتادہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کچی اور پکی کھجوروں کو اور کھجور اور انگور کو ملا کر بھگونے سے منع فرمایا ہے، اور ان میں سے ہر

ایک علیحدہ علیحدہ بھگولی جائیں (تو کوئی حرج نہیں)۔

( ) باب : دودھ پینا اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول'' (ہم تمہیں) گوبر اور لہو کے درمیان سے خالص دودھ پلاتے ہیں'' (النحل : 66)۔

1938: سیدنا جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ ابوحمید انصاری مقامِ نقیع سے ایک پیالہ میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس دودھ لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ اس کو ڈھانک کر کیوں نہ لائے (کم از کم) ایک چوڑی سی تختی ہی اس پر رکھ لیتے۔

1939: سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عمدہ صدقہ، زیادہ دودھ والی اونٹنی کسی کو (راہِ للہ) دودھ پینے کیلئے دینا ہے اور اسی طرح زیادہ دودھ والی بکری کا دینا ہے کہ جو صبح کو ایک برتن (دودھ کا) بھر دے اور شام کو دوسرا۔

باب: دودھ میں پانی ملا کر پینے (کا بیان)۔

1940: سیدنا جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک انصاری کے پاس گئے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ ایک ساتھی (ابوبکر ص) بھی تھے پس نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ اگر رات کا پانی (باسی) تمہاری مشک میں ہو تو (برتن سے) پلاؤ ورنہ ہم (یہیں) اوکھ سے منہ لگا کر پی لیں گے (راوی) کہتے ہیں کہ یہ شخص اپنے باغ میں پانی دے رہا تھا (اس لئے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ فرمایا) اس شخص نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جھونپڑی میں تشریف لے چلئے میرے پاس رات کا پانی (باسی) ہے (میں لاتا ہوں چنانچہ) وہ دونوں کو وہاں لے گیا اور ایک پیالہ میں پانی اور (کچھ) دودھ اپنی

بکری کا اس میں دودھ کرلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پی لیا پھر جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ آئے تھے انہوں نے بھی پیا۔

باب: کھڑے ہو کر (پانی) پینا (جائز ہے)۔

1941: سیدنا علیؓ سے روایت ہے کہ وہ (کوفہ کی مسجد میں اس کے) چبوترے کے دروازے پر آئے اور کھڑے کھڑے پانی پیا پھر کہا کہ بیشک کچھ لوگ اسطرح کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ سمجھتے ہیں حالانکہ میں نے خود نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اسی طرح پیتے ہوئے دیکھا ہے جس طرح تم نے مجھے پیتے ہوئے دیکھا۔

1942: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آب زمزم کھڑے ہو کر پیا۔

باب: منہ موڑ کر مشک سے پانی پینا جائز نہیں۔

1943: سیدنا ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مشک کو الٹی کرنے سے منع فرماتے تھے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مشکوں کا منہ موڑ کر (ان سے) پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

1944: سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مشک یا سقا (مشکیزہ، راوی کا شک ہے) کے منہ، (سوراخ) سے پینے سے منع فرمایا ہے اور اس سے بھی کہ (کوئی) اپنے ہمسائے کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے منع کرے۔

باب: پیتے وقت برتن میں سانس لینے کی ممانعت۔

(باب کے متعلق حدیثِ ابوقتادہ حدیث نمبر 123 کے تحت گزر چکی ہے)۔

باب: دو سانس یا تین سانس میں پانی پینا۔

1945: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم (پانی پیتے

ہوئے) تین دفعہ سانس لیا کرتے تھے۔

باب: چاندی کے برتن (میں پانی پینا درست نہیں)۔

1946: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو شخص چاندی کے برتن میں پانی پئے (یا کھانا کھائے) تو بیشک وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔

باب: پیالوں میں پانی پینا (درست ہے)۔

1947: سیدنا سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ط بنی ساعدہ کے مکان میں آئے اور فرمایا کہ اے سہل (ص) ہمیں پانی پلا دو ۔ میں نے اس پیالہ کو نکال کر اس میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو (پانی) پلایا۔ راوی کہتے ہیں کہ سیدنا سہلؓ نے وہی پیالہ ہمارے واسطے نکالا اور ہم نے اس سے (کچھ) پیا۔ اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے تحفۃً وہ پیالہ مانگا تو انہوں نے انہیں دے دیا۔

1948: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ان کے پاس نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا پیالہ تھا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس پیالہ میں بہت مدت تک (پانی) پلایا ہے۔ (راوی) کہتے ہیں کہ اس پیالہ میں لوہے کا کڑا پڑا ہوا تھا سیدنا انسؓ نے یہ چاہا کہ اس کی جگہ چاندی یا سونے کا کڑا ڈلوا لیں تو سیدنا ابوطلحہؓ نے (یہ سن کر) کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بنائی ہوئی چیز کو مت بدلو تو سیدنا انسؓ نے اس کو اسی طرح رہنے دیا۔

کتاب مریضوں کا بیان

باب: کفارہ مرض (کے بیان میں)۔

1949: سیدنا ابوسعید خدری اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ مسلمان کو کوئی سختی (اور بیماری یا رنج وغم اور تکلیف) وغیرہ نہیں پہنچتی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسکے عوض میں اس کے گناہ مٹا دیتا ہے یہاں تک کہ اگر کوئی کانٹا بھی چبھ جائے (تو اس کے بدلے میں بھی کوئی گناہ مٹا دیا جاتا ہے)۔

1950: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ مومن کی مثال تازہ کھیتی کے مانند ہے کہ جس طرف سے ہوا آتی ہے اسے جھکا دیتی ہے اور ہوا کے نہ ہونے کے وقت سیدھی ہو جاتی ہے پس مومن، بلا سے اس طرح بچا رہتا ہے اور گنہگار کی مثال صنوبر کے پیڑ کی سی ہے کہ سیدھا سخت کھڑا رہتا ہے (تو) اللہ جب چاہتا ہے اسے اکھیڑ دیتا ہے۔

1951: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کیساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

باب: سختی مرض (کی فضیلت) کا بیان۔

1952: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے بیماری کی اتنی سختی کسی اور پر نہیں دیکھی جتنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ہوئی تھی۔

1953: سیدنا عبداللہ (بن مسعودؓ) کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیماری کے وقت حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ

علیہ والہ وسلم کو بہت سخت بخار تھا میں نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تو بہت ہی سخت بخار ہے (شاید) اس لئے ہو گا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دو اجر ملیں گے فرمایا ہاں، مسلمان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچنے پاتی مگر یہ کہ اللہ تعالی اس کے عوض گناہ معاف نہ کر دیتا ہو جس طرح خشک درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

باب: جسے مرگی آتی ہو، اس کی فضیلت کا بیان۔

1954: سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بعض ساتھیوں سے کہا کہ کیا میں تمہیں جنتی عورت دکھلا دوں؟ انہوں نے کہا ہاں کیوں نہیں کہا یہی سانولی سی عورت نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ مجھے مرگی اٹھتی ہے اور میرا جسم ظاہر ہو جاتا ہے میرے واسطے دعا کر دیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اگر تو چاہے تو صبر کر لے تو تجھے جنت ملے گی ورنہ میں اللہ سے دعا کروں گا وہ تجھے صحت دیدے گا۔ اُس نے عرض کیا (کہ بہتر ہے)۔ میں صبر کر لوں گی (لیکن) یہ میرا بدن جو ظاہر ہو جاتا ہے اس کیلئے اللہ سے دعا کر دیجئے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعا کر دی (پھر اس کا بدن کبھی نظر نہ آیا)۔

باب: جو شخص نابینا ہو جائے اس کی فضیلت کا بیان۔

1955: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ جس وقت میں اپنے بندہ کو اس کی دو پیاری چیزوں کی تکلیف دیتا ہوں اور وہ اس پر صبر کر لیتا ہے تو ضرور ان دونوں کے عوض جنت دیتا ہوں۔ (ان سے) مراد آنکھیں ہیں۔

باب: مریض کی عیادت کو جانا۔

1956: سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے پاس میری عیادت کیلئے ایسے حال میں تشریف لائے کہ نہ خچر پر سوار تھے اور نہ گھوڑے پر تھے۔

باب: مریض یوں کہہ سکتا ہے کہ میں بیمار ہوں یا میرا سر پھٹا جاتا ہے یا مجھے سخت تکلیف ہے وغیرہ۔ اور ایوب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے (عاجزی سے) دعا مانگی کہ اے پروردگار مجھ کو بیماری لگ گئی ہے اور تو سب رحم کرنیوالوں سے بڑھ کر رحم کرنیوالا ہے (الانبیاء: 83)۔

1957: اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا "ہائے میرا سر پھٹا جاتا ہے" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے (یہ سن کر) فرمایا (کہ غم نہ کرو بلکہ) اسی درد میں اور میری زندگی میں تمہارا خاتمہ ہو جائے تو بہتر ہے تاکہ میں تمہارے لئے دعا اور استغفار کروں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا "افسوس اللہ کی قسم میں گمان کرتی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرا مرنا ہی چاہتے ہیں بلکہ اگر میں مر جاؤں تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اسی دن شام کو اپنی بیویوں میں سے ایک کیساتھ رات گزاریں گے"۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ بات ہرگز نہیں بلکہ میں دردسر میں (خود مبتلا) ہوں اور میں چاہتا ہوں یا ارادہ کرتا ہوں (راوی کو شک ہے) کہ ابو بکرؓ اور ان کے بیٹے کے پاس کسی کو بھیج کر (ان لوگوں کو بلا لوں اور خلافت کی) وصیت کر دوں تاکہ بعد میں کوئی کچھ نہ کہہ سکے اور نہ کوئی (خلافت کی) آرزو کر سکے (مگر) پھر میں نے سوچا کہ اللہ کو خود (دوسرے کی خلافت) منظور نہیں اور نہ مسلمان منظور کریں گے۔

باب: موت کی آرزو کرنا منع ہے۔

1958: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے

تھے کہ ہر آدمی کو چاہیئے کہ وہ رنج و مصیبت پر ہرگز موت کی آرزو نہ کرے اور اگر ایسا ہی ہے تو اس طرح دعا کرے: اے اللہ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو مجھ کو زندہ رکھ اور جب مرنا میرے لئے بہتر ہو تو مجھ کو اٹھا لے۔

1959: سیدنا خباب ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بدن پر سات داغ دے رکھے تھے اور کہتے تھے کہ میرے ساتھی مجھ سے پہلے دنیا سے رخصت ہو گئے اور دنیا، ان کا اجر و ثواب کم نہ کر سکی (کیونکہ وہ دنیا میں مشغول نہ تھے) اور ہمارے پاس (اب) اس قدر مال ہے کہ اس کے رکھنے کی جگہ سوائے مٹی کے ہمیں اور نہیں ملتی اور اگر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمیں موت کے مانگنے سے منع نہ فرماتے تو میں ضرور موت کی دعا مانگتا۔

1960: سیدنا ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ کوئی اپنے (نیک) عمل کی وجہ سے جنت میں نہیں جا سکتا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ کیا آپ بھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! (نیک عمل کی وجہ سے جنت میں نہیں جا سکتے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے) فرمایا "ہاں میں بھی" (نہیں جا سکتا)۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اپنے (دامنِ) رحمت میں چھپا لے تو بہتر ہے۔ اب تمہیں چاہیئے کہ میانہ روی اختیار کرو اور اللہ کا قرب حاصل کرو اور چاہیئے کہ موت کی آرزو کوئی نہ کرے کیونکہ اگر آدمی نیک ہے تو (زندگی سے) اپنی نیکی میں ترقی کرے گا اور اگر گنہگار ہے تو شاید توبہ کر لے۔

باب: عیادت کرنے والے کو مریض کیلئے دعا کرنا۔

1961: اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا کوئی مریض آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس لایا جاتا (شکِ راوی) تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ دعا پڑھتے "

پروردگارِ عالم لوگوں کی بیماری دور فرمادے اور شفاء عطا فرمادے۔ تیرے سوا کوئی شفاء دینے والا نہیں۔ تو ہی شفاء دینے والا ہے۔ ایسی شفاء دے کہ کوئی بیماری نہ رہے"۔

----

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

کتاب الطّب

باب: اللہ نے جو مرض پیدا کئے ہیں اُن سب کیلئے دوا بھی پیدا کی ہے۔

1962: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری (اپنے بندوں پر) ایسی نہیں اتاری جس کی دوا نہ اتاری ہو۔

باب: اللہ نے شفا تین (چیزوں) میں رکھی ہے۔

1963: سیدنا ابن عباسؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''شفا (بیماری سے ان) تین چیزوں میں ہیں 1: شہد پینا، 2: پچھنے لگوانا، 3: اور آگ سے داغ لگوانا (مگر) میں اپنی امت کو داغ دلوانے سے منع کرتا ہوں

باب: شہد سے علاج کرنا جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول ''اس (شہد) میں لوگوں کیلئے شفا ہے'' (النحل: 69)۔

1964: سیدنا ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا کہ میرے بھائی کو پیٹ کی تکلیف ہے (یعنی دست آرہے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو شہد پلا دو (چنانچہ اس نے جا کر پلایا) پھر وہ دوبارہ آیا (اور عرض کیا کہ اس کو ابھی آرام نہیں ہوا) فرمایا کہ پھر شہد دو، پھر وہ تیسری بار آیا (اور عرض کیا کہ اب بھی آرام نہیں ہوا) فرمایا اور شہد پلا دو (وہ گیا اور پلایا) پھر لوٹ کر آیا اور کہا (کہ اب بھی آرام نہیں ہوا اور) میں سب کچھ کر چکا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا فرمانا (''اس شہد میں لوگوں کیلئے شفا ہے'') سچ ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے اسلئے تو شہد ہی پلائے

جا، چنانچہ وہ پلاتا رہا، پس وہ تندرست ہو گیا۔

باب: کلونجی کا بیان۔

1965: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بیشک یہ کالا دانہ (کلونجی) سام کے علاوہ ہر بیماری کی دوا ہے۔ میں نے کہا کہ سام کیا چیز ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "موت"۔

باب: قسط ہندی اور دریائی ناک میں ڈالنا مفید ہے۔

1966: سیدہ اُمّ قیس دختر محصن رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم عود ہندی کا استعمال کیا کرو کیونکہ یہ سات بیماریوں کی دوا ہے، مرض عذرہ (حلق کی ورم یعنی خناق) کیلئے ناک میں ڈالی جاتی ہے اور پسلی کے درد کیلئے منہ میں رکھی جاتی ہے۔ اور باقی حدیث گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث: 167)۔

باب: بیماری کے واسطے پچھنے لگوانا (جائز ہے)۔

1967: سیدنا انسؓ کی حدیث کہ "ابوطیبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پچھنے لگائے تھے" حدیث: 14 کے تحت گزر چکی ہے اور اس حدیث کے آخر میں کہتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ پچھنے لگوانا اور قسط دریائی تمہاری عمدہ دواؤں میں سے ہیں اور فرمایا کہ تم اپنے بچوں کو حلق کی بیماری (یعنی خناق) میں تالو دبا کر تکلیف نہ دیا کرو بلکہ قسط کا استعمال کیا کرو۔

باب: جس نے (بیماری کے علاج کیلئے) داغ نہیں لگوایا (دَم نہیں کروایا)

1968: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

نے فرمایا کہ میرے سامنے گزشتہ امتیں پیش کی گئیں اور ایک ایک دو دو نبی گزرنے لگے ان کیساتھ ان کی امت کے کچھ لوگ تھے اور ایک نبی کیساتھ کوئی بھی (امتی) نہ تھا یہاں تک کہ ایک بہت بڑی جماعت میرے سامنے کی گئی میں نے پوچھا کہ یہ کس کی امت ہے؟ کیا یہ میری امت ہے؟ تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے۔ (پھر) کہا گیا کہ تم آسمان کو دیکھو (تو کیا دیکھتا ہوں) کہ ایک بڑی جماعت نے آسمان کے کنارے کو گھیر رکھا ہے پھر مجھ سے کہا گیا کہ ادھر اُدھر آسمان کے دوسرے کنارے بھی دیکھو۔ میں نے دیکھا کہ واقعی بہت بڑی جماعت افق کو گھیرے ہوئے تھی۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہاری امت ہے اور ان میں سے ستر ہزار بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہوں گے، اس قدر فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم (حجرہ میں) تشریف لے گئے اور ہم لوگوں سے یہ ظاہر نہ فرمایا کہ وہ کون لوگ ہوں گے۔ (اس پر) لوگوں نے جھگڑنا شروع کیا۔ کہنے لگے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی فرمانبرداری کی اس لئے وہ لوگ ہم ہیں ورنہ ہماری اولاد ہو گی جو (کہ اب دورِ اسلام میں پیدا ہوئے ہیں کیونکہ ہم دورِ جاہلیت کی پیدائش ہیں۔ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی پہنچ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم (یہ سن کر باہر) تشریف لائے اور فرمایا کہ وہ تو وہ لوگ ہیں جو نہ دَم کریں (کروائیں) اور نہ کسی شے میں بدفالی سمجھیں اور نہ (علاج کیلئے آگ سے) داغیں بلکہ اپنے اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں۔ سیدنا عکاشہ بن محصن نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ فرمایا ہاں (تو ان میں سے ہے) پھر کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا کہ کیا میں بھی انہی میں سے ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بس عکاشہ تم پر سبقت کر چکا۔

باب: جذام کا بیان۔

1969: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگنا، بدشگونی لینا، اُلو کو منحوس سمجھنا اور صفر کو منحوس سمجھنا تمام کے تمام لغو خیالات ہیں لیکن جذام والے سے اس قدر علیحدہ رہنا چاہئیے جیسے شیر سے (جدا رہتے ہیں)۔

نوٹ: یہ اس لئے نہیں کہ جذام والے کی بیماری اسے لگ جائے بلکہ اس لئے دور رہنے کی تلقین کی جا رہی ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اللہ کی طرف سے اس کا بیمار ہونا بھی اتفاق سے لکھا تھا وہ بیمار ہوگیا۔ اب دل میں خیال آتے ہیں کہ فلاں کے ساتھ بیٹھنے کی وجہ سے بیماری لگی ہے تو یہ گناہ ہے۔ اس گناہ میں واقع ہونے سے بچانے کے لئے "سدّ للذرائع" کے طور پر روکا جا رہا ہے۔

باب: صفر کوئی چیز نہیں۔ صفر پیٹ کی ایک بیماری ہے۔

1970: سیدنا ابو ہریرہؓ دوسری روایت میں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ نہ اچھوت کوئی چیز ہے اور نہ صفر اور نہ الو منحوس ہے، یہ سن کر ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ پھر میرے اونٹوں کا یہ حال کیوں ہوتا ہے کہ ریت (کے جنگل) میں ہرنوں کی مثل (چست اور چالاک) ہوتے ہیں پھر ایک کھجلی والا اونٹ آتا ہے ان میں گھومتا پھرتا ہے تو کھجلی والے اونٹ کے ملنے سے وہ بھی کھجلی والے ہو جاتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے کی کھجلی کہاں سے آئی تھی؟

باب: پسلی کے درد (کی دوا) کا بیان۔

1971: سیدنا انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ

وسلم نے ایک انصاری کے گھر والوں کو یہ اجازت دیدی تھی کہ بچھو وغیرہ کے ڈنک مارنے اور کان کے درد کے لئے دَم وغیرہ کرلیا کریں اور میں نے پسلی کے درد کی وجہ سے آپ کی زندگی میں داغ دلوایا اور ابوطلحہ اور انس بن نضر اور زید بن ثابت' موجود تھے اور ابوطلحہ نے داغ دیا تھا۔

باب: بخار بھی دوزخ کا شعلہ ہے۔

1972: اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ جب وہ کسی بخار چڑھی عورت کے پاس آتیں تو اس کیلئے دعا کرتیں اور پانی لے کر گریبان میں ڈال دیتیں اور کہا کرتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں اسی طرح بتلایا ہے کہ اس بخار کو پانی سے ٹھنڈا کیا کرو۔

باب: طاعون کا بیان۔

1973: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طاعون مسلمانوں کیلئے شہادت ہے (یعنی جو طاعون کی وبا سے فوت ہو جائے وہ بھی شہید ہے)۔

باب: نگاہِ بد لگ جانے سے دَم کرنا (جائز ہے)۔

1974: اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو یا اور کسی کو حکم فرمایا کہ نظر بد کا دَم کیا جائے (تو جائز ہے)۔

1975: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے مکان میں ایک لڑکی کے چہرہ پر کچھ نشان پڑے ہوئے دیکھے تو فرمایا کہ اس لڑکی کو دَم کراؤ کیونکہ اس کو نظر بد ہو گئی ہے۔

باب: سانپ اور بچھو کے کاٹنے میں دم کی اجازت۔

1976: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی ط نے سانپ، بچھو، ہر زہریلے جانور کے کاٹنے میں دم کرنے کی اجازت دی ہے۔

باب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دَم کرنا۔

1977: اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مریض پر یہ پڑھا کرتے تھے (ترجمہ) ''بسم اللہ، یہ ہمارے زمین کی مٹی اور زمین سے کسی کا تھوک ہے، ہمارے بیمار کو ہمارے پروردگار کے حکم سے شفا ہو جائے گی''

باب: نیک فال کا بیان۔

1978: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ''بدشگونی کوئی چیز نہیں، نیک فال عمدہ چیز ہے'' لوگوں نے پوچھا کہ فال کیا چیز ہے؟ تو فرمایا کہ فال وہ اچھی بات ہے جو تم سے کوئی سنے۔

باب: کہانت کا بیان۔

1979: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں کے مقدمے کا فیصلہ فرمایا جو آپس میں لڑی تھیں۔ ایک نے دوسری حاملہ کے پیٹ پر پتھر مارا، بچہ اندر مر گیا یہ مقدمہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بچہ کی دیت میں باندی یا غلام کے دینے کا حکم فرمایا۔ یہ سن کر قاتلہ عورت کے وارث نے کہا کہ جو بچہ پیٹ میں تھا اس نے نہ کھایا نہ پیا نہ بولا نہ چیخا تو اس کی دیت کیسے ہے؟ وہ تو قابل معافی ہے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کوئی کاہنوں کا بھائی معلوم ہوتا ہے۔

باب: بعض تقریریں بھی جادو بھری ہوتی ہیں۔

1980: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ نجد سے دو شخص آئے، انہوں نے تقریر

کی اور لیکچر دیا تو لوگ تعجب میں ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بعض تقریریں جادو بھری ہوتی ہیں یا یہ فرمایا کہ بعض تقریر اور بیان جادو (کی مانند) ہوتے ہیں۔

باب: کسی کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی۔

1981: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ (اللہ کے حکم کے بغیر کسی کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ سکتی اور) بیمار اونٹ تندرست اونٹوں کے پاس نہ لائے جائیں۔

باب: زہر پینا یا زہریلی اور خوفناک دوا یا ناپاک دوا کا استعمال کرنا۔

1982: سیدنا ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا" جس شخص نے دانستہ طور پر پہاڑ سے اپنے آپ کو گرا کر خود کو مار ڈالا وہ دوزخ میں ہمیشہ یہی عذاب پائے گا کہ پہاڑ سے گرایا جایا کرے گا۔ اور جس نے دانستہ طور پر مرنے کیلئے زہر کھالیا تو اس کو دوزخ میں ہمیشہ یہی عذاب ہو گا کہ اس کے ہاتھ میں زہر ہو گا اور وہ پیتا رہے گا۔ اور جس نے اپنی جان کو کسی ہتھیار سے ہلاک کر لیا تو اُس کو دوزخ میں ہمیشہ ایسے ہی عذاب ہو گا کہ وہی ہتھیار اپنے ہاتھ سے اپنے کو مارا کرے گا۔

باب: جب مکھی کھانے پینے کی چیز میں پڑ جائے۔

1983: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہارے کسی کے سامنے کھانے میں مکھی پڑ جائے تو اس کو (ایک دفعہ) ڈبو کر پھینک دو اس لئے کہ اس کے ایک پر میں شفا ہے اور دوسرے میں بیماری (تو جب وہ کسی چیز میں گھس جاتی ہے تو بیماری والے پر کو ڈبوتی ہے)۔

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

کتاب لباس کے بیان میں

باب: جو شخص ٹخنوں سے نیچا کپڑا پہنے وہ دوزخ میں سزا پائے گا۔

1984: سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ”جس نے ٹخنوں سے نیچا کپڑا پہنا (جیسے شلوار، پتلون، پاجامہ وغیرہ تو وہ کپڑا اپنے پہننے والے کو) جہنم میں لیجائے گا۔

باب: دھاری دار چادر اور یمنی چادر اور شملہ پہننا۔

1985: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سب کپڑوں سے زیادہ پسند ”حبرہ“ یعنی یمنی چادر (پہننا) تھی۔

1986: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ”بُرد یمانی“ (ایک یمنی چادر) میں ڈھکے ہوئے تھے۔

باب: سفید کپڑے پہننا جائز ہے۔

1987: سیدنا ابوذرؓ نے بیان کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سفید کپڑے پہنے ہوئے سو رہے تھے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد گیا تو جاگ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے (اس وقت) یہ فرمایا جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کہا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا تو وہ ضرور جنت میں داخل ہو گا۔ میں نے کہا اگرچہ اُس نے زنا اور چوری کی ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلمؐ نے فرمایا ”اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو“۔ میں نے دوبارہ کہا اگرچہ اُس نے زنا اور چوری کی ہو؟۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ”اگرچہ اُس نے زنا اور چوری کی ہو“ میں نے تیسری مرتبہ کہا اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ تو آپ

صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''اگرچہ اُس نے زنا اور چوری کی ہو (اور) ابو ذر کی ناک کو مٹی لگے'' (یعنی اگرچہ ابو ذر کو بُرا معلوم ہو)۔ اور جب سیدنا ابو ذرؓ اس حدیث کو بیان کرتے تو (بطریق فخر) فرماتے ''ابو ذر کی ناک کو مٹی لگے''۔

باب: ریشمی کپڑے کا پہننا اور بچھانا مردوں کیلئے ناجائز ہے

1988: امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ریشمی کپڑے سے منع فرمایا ہے مگر اس قدر پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی شہادت کی اور درمیان والی دونوں انگلیوں کو ملا کر دکھایا (یعنی بقدر دو انگلیوں کی چوڑان کے جائز ہے)۔

1989: امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ریشمی لباس دنیا میں پہنا وہ آخرت میں نہ پہنے گا۔

باب: ریشمی کپڑے کا (بستر) بچھانا۔

1990: سیدنا حذیفہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں منع فرمایا کہ سونے چاندی کے برتنوں میں ہم کھائیں پئیں، ریشمی کپڑا حریر اور دیباج وغیرہ پہنیں اور ان پر بیٹھیں (اور ان کو بستر بنائیں)۔

باب: زعفرانی رنگ مرد کو ناجائز ہے۔

1991: سیدنا انسؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مرد کو زعفرانی رنگ (کا کپڑا پہننے) سے منع فرمایا ہے۔

باب: صاف چمڑے کا جوتا پہننا۔

1992: سیدنا انسؓ سے پوچھا گیا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جوتا پہنے ہوئے نماز پڑھ لیتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا ''جی ہاں'' (نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

جوتے سمیت نماز پڑھ لیتے تھے)۔

1993: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ایک پاؤں میں جوتا پہن کر نہ چلے بلکہ چاہیئے کہ دونوں جوتے پہنے یا دونوں اتار دے۔

باب: پہلے بائیں طرف کا جوتا اتارنا چاہیئے۔

1994: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم میں سے جوتے پہنے تو چاہیئے کہ پہلے داہنی طرف کا پہنے اور جب اتارے تو پہلے بائیں طرف کا اتارے تا کہ داہنا پاؤں پہننے میں اوّل ہو اور نکالنے میں آخر ہو۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس قول کے بیان میں کہ "میری مہر کا سا نقش کوئی نہ کھدوائے"۔

1995: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے (اس دور کے رواج کے مطابق مہر وغیرہ لگانے کیلئے) چاندی کی ایک انگوٹھی لی اور اس پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کندہ کرایا اور فرمایا کہ میں نے چاندی کی ایک انگوٹھی لی ہے اور اس پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کھدوایا ہے، کسی کو جائز نہیں ہے کہ ایسے ہی کندہ کی ہوئی انگوٹھی بنوائے۔

باب: زنانوں اور ہیجڑوں کو جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں گھر سے نکال دینا چاہیئے۔

1996: سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے زنانے مخنث مَردوں پر اور مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ ان کو گھر سے نکال دو۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فلاں فلاں ایسے مخنث

مَردوں کونکال دیا تھا اور سیدنا عمرؓ نے فلاں فلاں ایسی مخنث عورتوں کونکال دیا تھا۔

باب: داڑھی کا چھوڑ دینا یعنی قینچی وغیرہ بالکل نہ لگانا۔

1997: سیدنا ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو اور داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ (کیونکہ مشرکین داڑھی کاٹتے ہیں اور مونچھیں بڑھاتے ہیں جیسا کہ آج کل ''شیو'' وغیرہ کی جاتی ہے)۔

باب: خضاب کا بیان۔

1998: سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ بالوں کو خضاب نہیں کرتے لہٰذا تم ان کے خلاف کرو (یعنی خضاب کیا کرو)۔

باب: گھونگریالے بالوں کا ذکر۔

1999: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بال نہ بہت گھونگریالے تھے نہ بہت سیدھے بلکہ معتدل اور متوسط حالت کے تھے اور کانوں اور کندھوں کے درمیان تک تھے۔

2000: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ پاؤں پُرگوشت تھے، چہرہ مبارک نہایت خوبصورت۔ میں نے تو ویسا خوبصورت نہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد کسی دوسرے کو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ کی ہتھیلیاں پھیلی ہوئی کشادہ تھیں۔

باب: سر کے بعض حصہ کے بال کٹوانا اور بعض کے نہ کٹوانا۔

2001: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا

کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سر کے بعض حصہ کے بال کٹوانے اور بعض کے نہ کٹوانے سے منع فرمایا۔ (یعنی برگر کٹ، مروجہ فوجی کٹ وغیرہ)۔

باب: عورت اپنے ہاتھ سے اپنے خاوند کو خوشبو لگائے

2002: اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے، جو اس وقت کی سب سے عمدہ خوشبو تھی، لگایا کرتی تھی اور یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر اور داڑھی مبارک میں بھی مجھے خوشبو معلوم ہوتی تھی۔

باب: جو شخص خوشبو کو رد نہ کرے اس کا بیان۔

2003: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خوشبو کے تحفے کو ردّ نہیں فرمایا۔

باب: ذریرہ کا بیان (یہ ایک قسم کی مرکب خوشبو ہے)۔

2004: اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے حجۃ الوداع کے سال، احرام باندھتے وقت اور احرام کھولتے وقت، خوشبوئے ذریرہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے لگائی تھی۔

باب: قیامت کے دن مصوروں کا عذاب۔

2005: سیدنا ابن عمرؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "جو لوگ تصویریں بناتے ہیں قیامت کے دن اُن کو عذاب دیا جائے گا اور اُن سے کہا جائے گا کہ جس کو تم نے بنایا اس کو (ذرا) زندہ تو کرو"۔

باب: تصویروں اور بتوں کو توڑ دینا۔

2006: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا،

فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہے جو میری طرح پیدا کرنا (بنانا) چاہے (اگر وہ ایسا ہی بنانے والا ہے تو) ایک دانہ گندم کا تو بنائے یا ایک چیونٹی تو بنائے۔ دوسری ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ ''جو'' (اناج) کو پیدا کرے۔

کتاب الدعوات

باب: ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول ہوئی ہے۔

2006: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کی ایک ایک دعا ضرور قبول ہوئی ہے (جو وہ مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ضرور دیتا ہے) اور میں چاہتا ہوں کہ اپنی (ایسی ہی) دعائے مقبول کو آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کیلئے رہنے دوں۔

باب: استغفار کیلئے افضل ترین دعا (کونسی ہے؟)۔

2007: سیدنا شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے افضل استغفار یہ ہے (ترجمہ) ''اے اللہ! تو میرا مالک ہے، تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں، تو نے ہی مجھ کو پیدا کیا ہے، میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد اور وعدے پر جہاں تک مجھ سے ہو سکتا ہے قائم ہوں، میں نے جو (جو بُرے) کام کئے ہیں، ان سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں تیرے احسان اور اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں، (پس تو) میری خطائیں معاف فرما دے، بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کا معاف فرمانے والا نہیں ہے''۔ اور فرمایا کہ جس نے اس (دعائے) استغفار کو، اس پر یقین کرتے ہوئے دن میں پڑھا اور اس روز وہ شام سے پہلے مر گیا تو وہ جنتی ہے اور جس نے رات کو کامل یقین کیساتھ پڑھا اور صبح ہونے سے پہلے مر گیا، تو وہ بھی جنتی ہے۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رات دن میں استغفار پڑھنے کا بیان۔

2007: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے ''اللہ کی قسم میں ایک دن میں اللہ تعالیٰ سے ستر مرتبہ

سے زیادہ (یعنی ہر وقت) استغفار اور توبہ کرتا ہوں“۔

باب: توبہ کا بیان۔

2072: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ نے دو حدیثیں بیان کیں، ایک تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کی اور دوسرا ان کا اپنا قول ہے، کہا کہ مومن اپنے گناہوں کو ایسا خیال کرتا ہے جیسے پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا شخص یہ خوف کرتا ہے کہ کہیں پہاڑ اس پر نہ گر پڑے اور فاجر گناہ کو ایسا سمجھتا ہے کہ ناک پر سے مکھی اڑ گئی (راوی ابوشہاب نے) ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا اور پھر کہا کہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی ایسی منزل پر پہنچے جہاں اسے جان کا خوف ہو (خوراک وغیرہ نہ ملتی ہو) اور سو جائے۔ اٹھ کر دیکھے تو جس سواری پر کھانے پینے کا سامان تھا وہ گم ہو گئی۔ پھر اس شخص پر بھوک اور پیاس غالب ہوئی یا جو اللہ چاہے (شکِ راوی) اور (اللہ سے) دعا کی کہ اپنے مکان پر پہنچ جاؤں۔ پھر (اسی جگہ جہاں وہ لیٹا تھا) جا کر سو جائے اور اٹھ کر اچانک دیکھے کہ اس کی سواری اس کے پاس ہے۔

باب: سوتے وقت کیا پڑھے؟

2073: سیدنا حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بچھونے پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے (ترجمہ: اے اللہ میں) تیرے ہی نام سے مرتا اور جیتا ہوں۔ اور جب بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ہر قسم کی تعریف اس اللہ کی ہے جس نے ہم کو مرنے (یعنی سونے) کے بعد زندہ کیا (جگایا) اور اسی کے پاس (قبروں سے اٹھ کر) جانا ہے۔

باب: دائیں کروٹ پر سونا۔

2074: سیدنا براءؓ بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب سونے کیلئے بستر پر تشریف لے جاتے تھے تو داہنی کروٹ پر لیٹتے اور یہ دعا پڑھتے: (ترجمہ) ''اے اللہ میں نے اپنی جان تیرے سپرد کر دی، اپنا منہ پوری طرح تیری طرف کیا، اپنا سب کام تجھ کو سونپ دیا، تیرا ہی بھروسہ ہے، تیری ہی عنایت اور کرم کی خواہش ہے اور تیرے عذاب کے ڈر سے تجھ سے بھاگ کر جانے کا ٹھکانہ یا چھٹکارے کا مقام بجز تیرے اور کہیں نہیں ہے، تیری اس کتاب پر جو تو نے اتاری ہے اور تیرے پیغمبر (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر جس کو تو نے بھیجا، ایمان لایا''۔

باب: جاگنے کے بعد کیا دعاء مانگے؟

2075: سیدنا ابن عباسؓ نے کہا ایک دفعہ میں رات کو اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہ گیا اور پوری حدیث ذکر کی جو کہ پہلے گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث: 142) اور اس حدیث میں مزید کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو دعا پڑھتے تھے اس میں یہ الفاظ ہوتے تھے (ترجمہ) ''اے اللہ! میرے دل میں روشنی کر دے، میری آنکھ میں روشنی کر دے، میرے کان میں روشنی کر دے، میری داہنی طرف روشنی، میری بائیں طرف روشنی، میرے اوپر روشنی، میرے نیچے روشنی، اور میرے لئے روشنی ہی روشنی فرما دے (یعنی بڑی روشنی فرما دے)۔

2076: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی بستر پر سونے آئے تو اسے جھاڑ لے اس لئے کہ اسے کیا خبر کہ اس کے جانے کے بعد بستر میں کیا گھس گیا ہے اور پھر یہ دعا پڑھے (ترجمہ) میرے پروردگار! تیرا مبارک نام لے کر میں اپنا پہلو بستر پر رکھتا ہوں اور تیرا ہی مبارک نام لے کر (آئندہ) اس کو اٹھاؤں گا، اگر تو میری جان اس عالم میں

روک رکھے (میں مر جاؤں) تو اس پر رحم فرما اور اگر اس کو چھوڑ دے تو اس کو (گناہوں سے) اس طرح بچائے رکھ جیسے اپنے نیک بندوں کو بچائے رکھتا ہے''۔

باب: اللہ تعالیٰ سے اپنا مقصد قطعی طور پر مانگے اس لئے کہ اللہ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں (یوں نہ کہے کہ اگر تو چاہے)۔

2077: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ سے قطعی طور پر مانگے (کہ یہ چیز مجھ کو عنایت فرما) یوں نہ کہے کہ اگر تو چاہے تو معاف فرما اور اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما۔ اس لئے کہ اللہ پر کوئی زبردستی اور جبر کرنے والا نہیں۔

باب: بندے کی دعا اس وقت مقبول ہوتی ہے جب تک وہ جلدی نہ کرے۔

2078: سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہر کسی کی دعا مقبول ہوتی ہے جب تک کہ وہ جلدی نہ کرے اور یوں نہ کہے کہ میں نے دعا مانگی تھی (لیکن) وہ مقبول نہیں ہوئی۔

باب: تکلیف یا مشکل کے وقت دعا مانگنا۔

2079: سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تکلیف کے وقت یہ دعا مانگا کرتے تھے (ترجمہ) ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ بڑا تحمل والا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ عرشِ عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ آسمانوں کا رب ہے اور زمین کا رب ہے اور عرشِ کریم کا رب ہے''۔

باب: بلا کی مشقت سے پناہ مانگنے کے بیان میں۔

2080: سیدنا ابو ہریرہؓ نے بیان کیا نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بلا کی مشقت، اور بدبختی کے پہنچنے اور دشمنوں کے خوش ہونے اور تقدیر کی برائی سے پناہ مانگتے تھے۔

(راوی حدیث) سفیان نے کہا کہ حدیث میں تین باتیں تھیں، ایک میں نے بڑھا دی ہے اب میں نہیں جانتا کہ وہ ان میں سے کونسی ہے۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اے اللہ جس کو میں تکلیف دوں تو تُو اس کے گناہ معاف فرما دے اور اس پر رحمت فرما۔

2081: سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا، فرماتے تھے کہ اے اللہ جس مومن کو میں نے بُرا کہا ہو اس کیلئے یہ بُرا کہنا قیامت کے دن اپنی قربت کا باعث بنانا۔

باب: بخل سے پناہ مانگنا۔

2082: فاتح ایران سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان پانچ چیزوں سے پناہ مانگنے کا حکم فرماتے تھے (ترجمہ) "اے اللہ! میں بخیلی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، یا اللہ میں نامردی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، یا اللہ میں نکمی عمر تک زندہ رہنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں، یا اللہ میں دنیا کے فتنے یعنی دجال کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، یا اللہ میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں"۔

باب: گناہ اور قرض (اور تاوان وغیرہ) سے پناہ مانگنا۔

2083: اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمایا کرتے تھے (ترجمہ) "اے اللہ! میں سستی اور بے انتہا بڑھاپے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور گناہ اور قرض و تاوان سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں، قبر کے فتنے اور قبر کے عذاب سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں، دوزخ کے فتنے اور دوزخ کے عذاب سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں، مالداری کے فتنے اور غربت کے فتنے سے

بھی تیری پناہ چاہتا ہوں، اور مسیح دجال کے فتنے سے بھی، یا اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ یا اللہ میرے گناہوں کو برف اور اولوں سے دھو ڈال اور میرا دل گناہوں سے ایسا صاف کر دے جیسے سفید کپڑے کو تو میل کچیل سے صاف کر دیتا ہے اور مجھ میں اور میرے گناہوں میں اتنا فاصلہ کر دے جتنا مشرق و مغرب میں فاصلہ ہے"۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ دعا پڑھنے کا بیان ﴿ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ﴾ (سورۃ البقرہ: 21)۔

2084: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اکثر یہ دعا پڑھتے تھے ﴿ترجمہ﴾ "اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذابِ جہنم سے نجات دے"۔ (آمین یا رب العالمین)۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یوں دعا فرمانا "اے اللہ میرے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف فرما دے"۔

2085: سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے (ترجمہ) "پروردگارِ عالم! میری خطا معاف فرما اور میری جہالت اور زیادتی جو میں نے سارے کاموں میں کی اور جس کو تو خوب جانتا ہے۔ یا اللہ! میری بھول چوک کو اور جو کام میں نے قصداً کیا اور میری نادانی اور لغویات کو معاف فرما دے، یہ سب باتیں مجھ میں موجود ہیں۔ یا اللہ میرے اگلے پچھلے چھپے اور کھلے سب گناہوں کو معاف فرما دے

باب: تہلیل (لا الٰہ الا اللہ......) کہنے کی فضیلت۔

2086: سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دن میں سو مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَہُوَ

عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ (ترجمہ) ''اللہ تعالی کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے، اور اسی کیلئے تمام تعریفات ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے'' پڑھا، اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا اور اس کے نامہ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور سو گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور اس روز شام تک شیطان سے امن میں رہے گا اور اس سے بہتر کوئی شخص نہ ہوگا لیکن جس نے اس سے بھی زیادہ اسے پڑھا ہو۔

2087: سیدنا ابوایوب انصاری اور ابومسعودؓ دونوں سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مندرجہ بالا کلمہ (تہلیل لا الہ الا اللہ......) دس مرتبہ پڑھا، اس کو اتنا ثواب ملے گا جیسے اس نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے غلام آزاد کئے۔

باب: سبحان اللہ کی فضیلت۔

2088: سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ ایک دن میں سو مرتبہ پڑھا اس کے تمام گناہ مٹا دیئے جائیں گے اگرچہ (اس کے گناہ) سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

باب: ذکر الٰہی کی فضیلت۔

2089: سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص اللہ کا ذکر کرے اور جو ذکر نہ کرے ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ (یعنی ذکر کرنے والا زندہ اور ذکر نہ کرنے والا مُردوں کی طرح ہے)۔

2090: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے چند فرشتے راستوں میں (اللہ کا) ذکر کرنے والوں کو

ڈھونڈتے رہتے ہیں اور جب ان کو اللہ کا ذکر کرنے والے مل جاتے ہیں تو وہ (اپنے ساتھی فرشتوں کو) پکارتے ہیں کہ ادھر آؤ تمہارا مطلب حاصل ہو گیا (یعنی اللہ کا ذکر کرنے والے مل گئے) پھر فرمایا کہ یہ فرشتے ان لوگوں کو اپنے پروں سے ڈھانک لیتے ہیں (اور) آسمانِ دنیا تک (تہہ بہ تہہ پہنچ جاتے ہیں)۔ پھر فرمایا کہ (ذکر کی مجلس برخواست ہونے کے بعد جب یہ فرشتے اپنے مقام پر پہنچتے ہیں تو) اللہ تعالیٰ اُن سے دریافت کرتا ہے، حالانکہ وہ اُن سے زیادہ واقف ہوتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ یہ کہتے ہیں کہ (اے اللہ) تیری تسبیح و تکبیر اور حمد و ثنا کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (اے فرشتو!) کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں واللہ انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھ کو دیکھتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ تجھ کو دیکھ لیتے تو نہایت شدت سے تیری حمد و ثناء اور تسبیح و تقدیس کرتے (نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے) فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اے فرشتو) وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کرتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ (جو اس کی طلب کرتے ہیں) فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دیکھتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ اس کو دیکھ لیتے تو بہت شدت سے اس کی خواہش کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں ''نہیں''۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اس کو دیکھتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر اس کو دیکھتے تو اس سے بھاگتے اور بہت ہی خوف کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (اے فرشتو) میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ اُن لوگوں کو میں نے معاف کر دیا۔ پھر اُن فرشتوں میں

سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ان ذکر کرنے والے لوگوں میں ایک آدمی ذکر کرنے والوں میں سے نہیں تھا بلکہ کسی ضرورت سے وہاں چلا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کا ہم نشیں محروم نہیں رہتا۔

----

www.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

کتاب اجازت لینے کے بیان میں

باب: کم آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں۔

2057: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کم عمر والا بڑی عمر والے کو اور چلنے والا شخص بیٹھے ہوئے شخص کو اور کم آدمیوں کی جماعت زیادہ آدمیوں کی جماعت کو سلام کرے۔

باب: سوار آدمی پیدل چلنے والے کو سلام کرے۔

2058: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سوار آدمی پیدل چلنے والے کو سلام کرے اور پیدل چلنے والا شخص بیٹھے ہوئے شخص کو سلام کرے اور کم آدمیوں کی جماعت زیادہ آدمیوں کی جماعت کو سلام کرے۔

باب: جان پہچان ہو یا نہ ہو سب کو سلام کرنا چاہیئے۔

2059: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا کہ اسلام کا کونسا کام بہتر ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ (محتاجوں کو) کھانا کھلانا اور جس کو تو جانتا پہچانتا ہو اور جس کو نہ جانتا پہچانتا ہو، غرض سب (مسلمانوں) کو سلام کرنا۔

باب: اجازت لینے کا حکم اسی لئے دیا گیا ہے کہ نظر نہ پڑے

2060: سیدنا سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے گھر میں سلائی سے سر کھجا رہے تھے ایک شخص نے کسی سوراخ میں سے (جو گھر کی دیوار میں تھا) جھانکا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ تو جھانک رہا ہے تو میں یہی سلائی تیری آنکھ میں مارتا۔ ارے بھلے آدمی پھر اجازت لینے کا حکم کیوں ہوا ہے، اسی لئے تا کہ نظر نہ پڑے۔

باب: شرمگاہ کے علاوہ دیگر اعضا کا بھی زنا کرنا۔

2061: سیدنا ابن عباسؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم کی تقدیر میں اس کے حصے کے موافق طرح طرح کے زنا لکھے ہیں، لامحالہ وہ اس سے سرزد ہوں گے، آنکھ کا زنا نظر بد کرنا، زبان کا زنا، زنا کی بات کرنا اور نفس خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی خواہش کی تصدیق کرتی ہے یا اس کے نفس کی خواہش کی تکذیب کرتی ہے۔

باب: چھوٹے لڑکوں کو سلام کرنے کا بیان۔

2062: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ان کا بچوں پر (جو کھیل رہے تھے) گزر ہوا تو انہوں نے ان کو سلام کیا اور کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

باب: جب گھر والا پوچھے کہ کون ہے تو یہ کہنا ''میں ہوں''

2063: سیدنا جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں میرے باپ پر کچھ قرض تھا اس کی بابت (کچھ دریافت کرنے کیلئے) نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا اور دروازہ پر دستک دی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اندر سے فرمایا ''کون ہے''؟ میں نے کہا ''میں ہوں''۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''میں میں'' (یعنی نام کیوں نہیں لیتا) گویا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ''میں ہوں'' کہنا برا جانا۔

باب: مجالس میں وسعت کرنے کا بیان۔

2064: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنی مجلس میں دوسرے کو اٹھا کر اس کی جگہ آپ بیٹھے (لیکن تمہیں ہی چاہیئے کہ مجالس میں وسعت کرو)۔

باب: احتباء (دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر کے ہاتھوں سے حلقہ باندھ کر بیٹھنا)۔

2065: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خانہ کعبہ کے صحن میں (کسی جانب) اس طرح بیٹھے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے دونوں گھٹنوں کو حلقہ کئے ہوئے تھے۔

باب: جب تین آدمیوں سے زیادہ ایک جگہ ہوں تو دو آدمیوں کے آہستہ بات کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

2066: سیدنا عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم تین آدمی ایک جگہ ہو تو تیسرے کو بغیر شریک کئے آپس میں آہستہ کوئی بات نہ کرو جب تک کہ بہت سے آدمی نہ ہوں تاکہ وہ (تیسرا) رنجیدہ نہ ہو۔

باب: سوتے وقت گھر میں آگ (مثلاً چراغ، لالٹین، گیس لیمپ وغیرہ) جلتا ہوا نہیں چھوڑنا چاہیئے۔

2067: سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ مدینہ میں رات کو ایک گھر جل گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ خبر دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آگ تمہاری دشمن ہے لہٰذا جب تم سونے لگو تو (آگ و چراغ وغیرہ) بجھا دیا کرو۔

باب: عمارت کے بارے میں کیا بیان ہے؟۔

2068: سیدنا ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دَورِ اقدس میں مَیں نے اپنے ہاتھ سے ایک مکان بنایا جس میں ہم بارش اور دھوپ سے محفوظ رہتے تھے اور میں نے کسی آدمی سے اس کے بنانے میں مدد نہیں چاہی۔

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

کتاب دل کو نرم کرنے کے بیان میں

باب: صحت اور فراغت کے بیان میں اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان کہ زندگانی درحقیقت آخرت ہی کی زندگی ہے۔

2091: سیدنا ابن عباسؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے 1: صحت وتندرستی، 2: اور فارغ البالی (یعنی کام کاج سے فراغت اور فرصت کے لمحات)۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان'' دنیا اس طرح بسر کرو جیسے کوئی پردیسی ہو یا راستہ چلتا ہوا مسافر''۔

2092: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرے کندھے پکڑ کر فرمایا'' دنیا اس طرح بسر کرو جیسے کوئی پردیسی ہو یا راستہ چلتا ہوا مسافر'' اور سیدنا ابن عمرؓ کہتے تھے کہ جب صبح ہو تو شام کے منتظر مت رہو اور شام ہو تو صبح کے منتظر نہ رہو (اور جو نیک کام کرنا ہے وہ کرلو۔ شاید صبح آئی ہے تو شام نہ آئے) اور اپنی صحت میں بیماری کا سامان تیار کرلے اور زندگی میں موت کا کچھ سامان تیار کرلے۔

باب: آرزو کی رسی لمبی ہونا۔

2093: سیدنا عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک مربع شکل بنائی اور اس میں ایک خط اس شکل سے باہر نکلتا ہوا کھینچا اور اس خط پر دونوں طرف سے چھوٹے چھوٹے خط بنائے اور فرمایا کہ (مربع کے اندر) آدمی ہے اور مربع اس کی موت ہے جو چاروں طرف سے انسان کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور لمبا خط جو مربع سے باہر نکل گیا ہے، یہ انسان کی آرزو (امید) ہے۔

اور یہ چھوٹے خطوط آفات اور عارض (بیماریاں) ہیں اگر ایک آفت سے بچ گیا تو دوسری میں پھنس گیا اور اگر اس آفت سے بھی بچ گیا تو تیسری میں مبتلا ہو گیا۔

2094: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے چند خطوط (مثل شکل حدیث اوّل) کھینچے اور فرمایا یہ (خط خارج مربع انسان) کی آرزو کی مثال ہے وہ اسی آرزو میں رہتا ہے کہ موت آ جاتی ہے۔

باب: جس کی عمر ساٹھ سال کی ہوگئی، اللہ اس کے عذر کو (کمی) عمر کی بابت قبول نہ کرے گا۔

2095: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ نے لمبی عمر عطا کی حتیٰ کہ ساٹھ برس کو پہنچ گیا، پھر اللہ اس کے عذر کو قبول نہیں کرتا۔

2096: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بوڑھے شخص کا دل دو چیزوں (کی خواہش) سے جوان ہوتا ہے 1: حبِ دنیا 2: اور درازی عمر۔

باب: جو عمل خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے کیا جائے۔

2097: سیدنا عتبان بن مالک انصاریؓ سے روایت ہے کہ ایک روز میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ جو شخص ایسا ہوگا کہ اُس نے خالصاً اللہ کیلئے ''لا الہ الا اللہ'' کہا ہو تو قیامت کے دن اُس پر دوزخ کی آگ حرام ہوگی۔

2098: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''جس مومن بندے کی محبوب چیز میں نے دنیا سے اٹھالی

(جیسے بیٹا، بھائی وغیرہ) اور اُس نے اس پر صبر کیا تو اُس کی جزا میرے یہاں جنت کے سوا اور کچھ نہیں (یعنی اس کو جنت ملے گی)۔

باب: نیک آدمیوں کا دنیا سے اٹھ جانا۔

2099: سیدنا مرداس اسلمیؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے صالح لوگ فوت ہو جائیں گے، ان کے بعد جو اُن سے کم نیک ہیں، یہاں تک کہ ایسے لوگ باقی رہ جائیں گے جیسے جَو کی بھوسی ہوتی ہے جن کی اللہ کو کچھ پرواہ نہیں ہے۔

باب: مال ودولت کے فتنہ سے ڈرتے رہنا۔

2100: سیدنا ابن عباسؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا کہ اگر بنی آدم کو دو جنگل مال و دولت کے بھرے ہوئے بھی مل جائیں تو یہ تیسرے جنگل کی تلاش (حرص) میں رہے گا اور اولاد آدم کا پیٹ تو مٹی ہی بھرتی ہے اور جو اللہ کی طرف جھکتا ہے تو اللہ بھی اس پر مہربان ہوتا ہے۔

باب: آدمی جو مال اللہ کی راہ میں دے وہی اس کا مال ہے

2101: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''تم میں ایسا کون ہے جسے اپنے وارث کا مال سے اپنے مال سے زیادہ محبوب ہے؟'' سب نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم سب کو اپنا ہی مال محبوب ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا مال وہی ہے جو زندگی میں (فی سبیل اللہ) خرچ کر کے آگے بھیجا اور جو چھوڑ کر مر گیا وہ تو وارثوں کا ہے۔

باب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی زندگی دنیا میں کیسی تھی اور وہ دنیا سے کیسے الگ رہے۔

2102: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں "قسم ہے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ بعض دفعہ میں بھوک کی وجہ سے زمین پر پیٹ لگا کر لیٹ جاتا تھا اور بعض دفعہ پیٹ سے پتھر باندھ لیتا تھا اور ایک روز میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ان کے اصحاب کے راستے میں بیٹھ گیا۔ پہلے وہاں سے ابو بکر (ص) گزرے تو میں نے اُن سے قرآن کی ایک آیت پوچھی (صرف) اس لئے کہ میری بات پوچھیں اور مجھے گھر لے جا کر کھانا کھلا دیں (لیکن) وہ چلے گئے۔ پھر سیدنا عمر (ص) گزرے تو اُن سے بھی ایسے ہی کہا لیکن وہ بھی چلے گئے۔ پھر ابو القاسم محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ادھر سے گزرے۔ مجھے دیکھ کر سمجھ گئے اور مسکرا کر فرمایا "اے ابو ہریرہ (ص)! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ فرمایا کہ میرے ساتھ آؤ۔ میں ساتھ ہو لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم گھر میں داخل ہوئے، میں نے اندر جانے کی اجازت لی مجھے اجازت دی گئی۔ میں اندر چلا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دودھ کا ایک پیالہ دیکھا فرمایا یہ کہاں سے آیا ہے؟ گھر والوں نے کہا کہ فلاں شخص یا یہ کہا کہ فلاں عورت نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلئے تحفہ دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "اے ابو ہر"! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمایا کہ اہل صفہ کو بلا لاؤ۔ ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ اہل صفہ مسلمانوں کے مہمان تھے نہ ان کا گھر تھا اور نہ کوئی مال اسباب۔ نہ کوئی دوست آشنا جس کے گھر جا کر رہتے (مسجد میں پڑے رہتے تھے) جب کوئی صدقہ کا مال آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خود اس میں سے تناول نہ فرماتے (کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آل پر صدقہ حرام تھا) بلکہ انہیں کو دے دیا کرتے اور اگر کوئی تحفہ آتا تو کچھ اپنے لئے رکھ لیتے اور کچھ انہیں دے دیتے۔ سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

نے فرمایا کہ جا اور اصحابِ صفہ کو بلا لاؤ تو مجھے بہت بُرا لگا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ بھلا یہ اتنا سا دودھ اصحابِ صفہ کو کیسے کافی ہو سکتا ہے؟ اس دودھ کا حقدار تو میں تھا، اس میں سے کچھ پیتا تو ذرا مجھ میں طاقت آتی۔ اور جب اہل صفہ آئیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھ کو ہی حکم دیں گے کہ ان کو دودھ پلا جب وہ پینا شروع کر دیں گے تو اس بات کی امید نہیں ہے کہ اخیر میں کچھ دودھ مجھے بھی ملے گا۔ مگر کیا کرتا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم بجا لانا تو اشد ضروری تھا۔ چار و ناچار میں ان کے پاس گیا اور ان (اصحاب صفہ) کو بلا لایا۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اجازت دیدی۔ وہ آئے اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ''اے اباہر! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! انہیں یہ دودھ پلاؤ'' میں نے ان میں سے ایک ایک کو دودھ کا پیالہ دینا شروع کیا۔ جب وہ پی چکتا تو دودھ والا پیالہ مجھ کو واپس کر دیتا۔ دوسرے شخص کو دیتا تو وہ بھی سیر ہو کر پیتا اور پیالہ مجھ کو واپس کر دیتا۔ (پھر تیسرے شخص کو دیتا) اسی طرح سب کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس پہنچا۔ اس وقت تک اصحابِ صفہ خوب سیر ہو کر پی چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پیالہ ہاتھ پر رکھ کر میری طرف دیکھا اور مسکرائے اور فرمایا کہ اب تو تو اور میں باقی رہ گئے میں نے کہا ''بیشک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ نے سچ فرمایا''۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹھ جا اور دودھ پی۔ میں بیٹھ گیا اور دودھ پینا شروع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اور پی تو میں نے اور پیا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے کہا قسم اس پروردگار کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے اب میرے پیٹ میں جگہ نہیں رہی تو آپ صلی اللہ علیہ

والہ وسلم نے فرمایا، اچھا اب مجھے دیدے۔ میں نے دیدیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ کا شکر کیا اور بسم اللہ کہہ کر باقی بچا ہوا دودھ نوش فرمالیا۔ (یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ تھا)۔

2103: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ دعا فرمائی (ترجمہ) ''اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی آل کو وہ روزی عطا فرما جس میں ان کا گزارہ ہوتا رہے''۔

باب: عبادت میں میانہ روی اور اس پر ہمیشگی کرنا۔

2104: سیدنا ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بھی شخص کو اس کے عملوں کی وجہ سے نجات نہ ہو گی (بلکہ اللہ کی رحمت سے ہو گی)۔ لوگوں نے پوچھا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی نہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''ہاں مجھے بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت مجھ کو ڈھانپ لے۔ اور فرمایا میانہ روی سے عمل کرو اور اللہ سے قربت حاصل کرو اور صبح و شام اور پچھلی رات میں عبادت کرو اور میانہ روی سے عمل کرنا تمہیں منزلِ مقصود (یعنی جنت) تک پہنچا دے گا۔

2105: اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو کونسا عمل پسند ہے؟ فرمایا کہ ایسا عمل جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔

باب: اللہ تعالیٰ سے امید اور ڈر، دونوں رکھنا۔

2106: سیدنا ابو ہریرہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا، فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت رحمت کو پیدا کیا تو اس کے سو حصے پیدا

فرمائے۔ ننانوے حصے اپنے پاس رکھے اور ایک حصہ پوری مخلوقات کی طرف بھیجا۔ پس اگر کافر لوگ اللہ کے پاس والی تمام رحمت کو جان لیں تو (باوجود اپنے کفر و شرک وغیرہ کے) کبھی بھی جنت سے ناامید نہ ہوں اور اگر مومن اللہ کے یہاں کے تمام عذاب کو جان لیں تو (باوجود اپنے عقیدہ، ایمان اور عمل صالح کے) دوزخ سے نڈر نہ ہوں۔

باب: زبان کو روکے رکھنا اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس قول کا بیان کہ جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیئے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

2107: سیدنا سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دے تو میں اس کیلئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کبھی ان دونوں کا غلط استعمال نہ ہو)۔

2108: سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ انسان اچانک کبھی اللہ کی رضا کی کوئی بات کہہ دیتا ہے اور وہ اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے درجے بلند کرتا ہے اور (کبھی) انسان کوئی بات اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کہہ دیتا ہے اور وہ اسے کوئی بڑا گناہ نہیں سمجھتا حالانکہ اس کی وجہ سے جہنم میں گر جاتا ہے۔

باب: گناہوں سے باز رہنے کا بیان۔

2109: سیدنا ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میری مثال اور اس کی مثال جسے اللہ نے میرے پاس بھیجا ہے اس شخص کی

طرح ہے جس نے کسی قوم سے آ کر کہا کہ میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا کہ ایک لشکر دشمنوں کا آتا ہے اور میں تمہیں صاف ڈراتا ہوں کہ تم اس سے بچو، اس سے بچو۔ ایک گروہ نے اس کی بات کو مانا اور رات ہی رات وہاں سے چل دیا وہ تو بچ گیا اور دوسرے گروہ نے اس کا کہنا نہ مانا، صبح کو وہ لشکر آ پہنچا اور اس نے انہیں مار ڈالا۔

باب: دوزخ نفسانی خواہشوں سے ڈھانکی گئی ہے۔

2110: سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ نفسانی خواہشات سے اور جنت ان باتوں سے جو نفس کو بُری معلوم ہوں سے ڈھانک دی گئی ہے۔

باب: جنت اور جہنم تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

2111: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور ایسے ہی دوزخ بھی تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔ (اس لئے سنبھل کر چلو)۔

باب: آدمی کو دنیا میں ان لوگوں کو دیکھنا چاہیے جو اپنے سے کمتر ہیں اور ان کو نہیں دیکھنا چاہیے جو اپنے سے بڑھ کر ہیں۔

2112: سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے سے زیادہ امیر کی طرف دیکھے تو چاہیے کہ پھر اپنے سے غریب کی طرف بھی خیال کرے۔

باب: نیکی یا بُرائی کا ارادہ کرنا۔

2113: سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے منجملہ روایات قدسیہ کے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دی ہیں اور ظاہر کر دیا ہے کہ یہ نیکی ہے اور یہ بُرائی ہے پس جس نے نیکی کا محض ارادہ ہی کیا اور ابھی عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں پوری نیکی لکھے گا اور جس نے نیکی کا ارادہ کر کے عمل بھی کر لیا تو اس کے نامہ اعمال میں دس سے سات سو تک بلکہ اور دگنی تگنی جتنی چاہے گا نیکیاں لکھے گا اور جس نے بُرائی کا ارادہ کیا لیکن (اللہ تعالیٰ سے ڈر کر) مرتکب نہیں ہوا اُس کیلئے بھی ایک پوری نیکی کا ثواب لکھے گا اور جس نے ارادہ کر کے برائی کر بھی لی تو اس کیلئے ایک ہی گناہ لکھے گا۔

باب: (قیامت کے قریب) ایمانداری کا اٹھ جانا۔

2114: سیدنا ابوحذیفہؓ نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دو حدیثیں بیان فرمائیں، ایک کا ظہور تو میں نے دیکھ لیا جبکہ دوسری کے ظہور کا منتظر ہوں۔ وہ پہلی حدیث یہ ہے کہ امانتداری اوّلاً دلوں کی گہرائی میں اتری، پھر لوگوں نے قرآن سے بھی امانتداری کا حکم جان لیا اور پھر سنت نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بھی جان لیا اور دوسری حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے امانتداری کے اٹھ جانے کے متعلق ارشاد فرمائی کہ امانتداری بہت جلد جاتی رہے گی اور ایسا ہو جائے گا کہ آدمی سوئے گا اور امانتداری اس کے دل سے نکال لی جائیگی اس کا اثر ایک نقل کی طرح رہ جائے گا پھر سوئے گا تو باقی امانتداری بھی نکال لی جائے گی اور اس کا نشان ایک آبلہ سا ہو گا جیسے چنگاری کو اگر تو پاؤں سے ٹھکرا دے اور وہ پھول جائے اور اسے تو اُبھرا ہوا دیکھے حالانکہ اس میں کچھ بھی نہیں ہوتا اور صبح کو لوگ اٹھ کر خرید وفروخت کریں گے اور امانتدار کوئی بھی نہ ہو گا۔ امانتدار ایسے شاذ و نادر ہو جائیں گے کہ لوگ تعجب سے یوں کہیں گے (کہ بھائی) فلاں قبیلہ میں فلاں شخص

کیسا امانتدار ہے اور کسی شخص کے متعلق یوں کہیں گے کہ کیسا ظریف وعقلمند اور دلاور آدمی ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا پھر بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر ایک ایسا وقت گزر چکا ہے کہ مجھے کسی کیساتھ معاملہ کرنے پر پرواہ نہ ہوتی تھی۔ مسلمان کو اسلام حق کی طرف لے آتا اور عیسائی کو اس کے حاکم مجبور کر کے میرا حق دلا دیتے اور آج کل تو میں فلاں اور فلاں کے سوا کسی سے کوئی معاملہ یا خرید وفروخت نہیں کرتا۔

2115: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کا حال اونٹوں کی طرح ہے کہ سو اونٹوں میں سے تیز سواری کے قابل کوئی بھی اونٹ نہیں ملتا۔

باب: ریاکاری اور شہرت چاہنے کی بُرائی۔

2116: سیدنا جندبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خلقت کو سنانے کیلئے کوئی نیک کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس کی بدنیتی سب کو سنا دے گا اور جس نے لوگوں کو دکھانے کیلئے کوئی نیک کام کیا تو اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن اس کی اصل حقیقت سب لوگوں کو دکھا دے گا۔ (اور ان کو کچھ ثواب نہیں ملے گا)۔

باب: تواضع (انکساری) کے بیان میں۔

2117: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے دوست سے عداوت کی تو میں اس کیساتھ جنگ کا اعلان کروں گا اور مجھے اپنے بندے کا مجھ سے قرب حاصل کرنا کسی اور ذریعہ سے اتنا محبوب نہیں جتنا اس سے ہے جو میں نے اس پر فرض کیا ہے اور میرا

بندہ ہمیشگی نوافل سے میرے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا وہ ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ پیر جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے (کسی چیز کا) سوال کرتا ہے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرتا ہے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں اور مجھ کو کسی چیز سے جس کو میں کرنے والا ہوں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ نفس مومن (کے معاملہ) میں ہوتا ہے کہ وہ موت کو بُرا سمجھتا ہے اور میں اس کی ناخوشی کو پسند نہیں کرتا۔

باب: اس بیان میں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے

2118: سیدنا عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کو بُرا سمجھتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملنے کو بُرا سمجھتا ہے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا یا نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کسی اور زوجہ مطہرہ نے عرض کیا کہ موت کو تو ہم بھی پسند نہیں کرتے تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "یہ (مطلب) نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب مومن کی موت کا وقت ہوتا ہے تو اس کو اللہ کی (طرف سے) رضامندی اور اعزاز کی بشارت دی جاتی ہے پس اسوقت اس کو اس سے جو اس کے آگے ہے (یعنی اللہ کا ملنا) اور کوئی چیز اچھی معلوم نہیں ہوتی تب وہ اللہ سے ملنے کو اچھا سمجھتا ہے اور اللہ اس کے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو اسے اللہ کے عذاب اور عقوبت کی خبر دی

جاتی ہے پس جو کچھ اس کے آگے (یعنی عذاب اور عقوبت) ہے، اس سے زیادہ کوئی چیز اس کو بُری معلوم نہیں ہوتی اور اللہ سے ملنے کو وہ بُرا سمجھتا ہے اور اللہ اس سے ملنے کو بُرا سمجھتا ہے۔

باب: موت کی بے ہوشیوں اور سختیوں کا بیان۔

2119: اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عرب کے کچھ گنوار اور سخت طبیعت لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آتے تو پوچھتے تھے کہ وہ گھڑی (قیامت) کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان میں سے سب سے چھوٹے کی طرف دیکھ کر فرماتے اگر یہ زندہ رہا تو اسے بڑھاپا نہ آنے پائے گا یہاں تک کہ تم پر قیامت قائم ہو جائے گی یعنی تم مر جاؤ گے (اور مرنا بھی قیامت ہے)۔

باب: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو سمیٹ لے گا۔

2120: سیدنا ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن زمین ایک روٹی کی طرح ہوگی جس کو اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ سے الٹے پلٹے گا جس طرح تم میں سے کوئی شخص سفر میں اپنی روٹی الٹتا پلٹتا ہے۔ یہ جنت والوں کی مہمانی کیلئے ہوگا (راوی کہتے ہیں) پھر ایک یہودی حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اے ابو القاسم (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! اللہ آپ پر برکت فرمائے کیا میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو قیامت کے دن اہل جنت کی مہمانی کی خبر نہ دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، ہاں بتاؤ۔ اس نے اسی طرح جس طرح کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرما چکے تھے کہا کہ زمین (قیامت کے دن) ایک روٹی کی طرح ہوگی (راوی کہتے ہیں کہ اس کی یہ بات سن کر) نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے

ہماری طرف دیکھا پھر ہنسے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دندان مبارک نظر آئے پھر وہ یہودی کہنے لگا کہ کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ اس کا سالن کیا ہوگا؟ اس کا سالن بالام اور نون ہوگا۔ صحابہ ' نے پوچھا کہ یہ کیا چیزیں ہیں؟ اس نے کہا کہ بیل اور مچھلی۔ یہ بیل اور مچھلی اتنے بڑے ہوں گے کہ ان کے کلیجے کا لٹکتا ہوا ٹکڑا، ستر ہزار جنتی کھائیں گے۔

2121: سیدنا سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا، فرماتے تھے کہ قیامت کے دن سفید گیہوں کی روٹی جیسی صاف اور چٹی زمین پر لوگوں کا حشر ہوگا۔ سیدنا سہلؓ یا کوئی دوسرے راوی کہتے ہیں کہ اس (زمین) میں کسی کا نشان (یعنی جھنڈا وغیرہ) نہ ہوگا۔

باب: کیفیت حشر کا بیان۔

2122: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تین طریق سے لوگوں کا حشر کیا جائے گا ایک (گروہ میں) تو امید رکھنے والے اور ڈرنے والے ہوں گے اور (دوسرا گروہ) ان لوگوں کا ہوگا جو دو دو اور تین تین اور چار چار اور دس دس ایک ایک اونٹ پر (سوار) ہوں گے اور باقی لوگوں کو آگ اکٹھا کرے گی جہاں وہ آرام لیں گے وہیں وہ بھی آرام لے گی اور جہاں وہ رات گزاریں گے وہیں وہ بھی رات گزارے گی اور جہاں وہ صبح کریں گے وہیں وہ بھی صبح کرے گی اور جہاں وہ شام کریں گے وہیں وہ بھی شام کرے گی۔ (یعنی ان کو میدانِ حشر میں پہنچا دے گی)۔

2123: اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم ننگے پیر ننگے بدن بغیر ختنہ کئے ہوئے اٹھائے جاؤ گے۔ تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے ستر

کو دیکھیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ وہ وقت ایسا سخت ہو گا کہ اس چیز کا خیال بھی کوئی نہ کرے گا۔

( ) باب : اللہ تعالیٰ کا فرمان" کیا انہیں اپنے مرنے کے بعد جی اٹھنے کا خیال نہیں، اس عظیم دن کیلئے جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے (المطففین : 4-6)

2124: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کو اس قدر پسینہ آئے گا کہ زمین پر پھیلے گا اور اس میں ستر گز تک نیچے چلا جائے گا (اتنی دور تک زمین اندر سے تر ہو جائے گی) اور لوگ منہ تک اس پسینے میں غرق ہوں گے بلکہ آدھے کانوں تک۔

باب: قیامت میں قصاص لئے جانے کا بیان۔

2125: سیدنا عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس چیز کا لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا وہ خون خرابے کا فیصلہ ہے

باب: جنت اور دوزخ کے حالات۔

2126: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنتی جنت میں چلے جائیں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا یہاں تک کہ وہ جنت اور دوزخ کے درمیان میں لائی جائے گی پھر اس کو ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ایک منادی کرنے والا آواز لگائے گا کہ اے اہل جنت (تم کو آج کے بعد) موت نہ آئے گی اور اہل جہنم (تم کو بھی آج کے بعد) موت نہیں آئے گی (اس آواز سے) اہل جنت کی خوشی بڑھ جائے گی اور اہل دوزخ کو

رنج پر رنج ہوگا۔

2127: سیدنا ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا کہ اے اہل جنت وہ کہیں گے ''اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں، ہر کام کیلئے تیار ہیں'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے کہ کیا اب بھی ہم خوش نہ ہوں گے حالانکہ تو نے ہمیں وہ وہ نعمتیں عنایت کی ہیں جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو عنایت نہیں کیں۔ اللہ فرمائے گا کہ میں اس سے بھی بڑھ کر تم کو ایک چیز سے سرفراز فرماتا ہوں۔ جنتی عرض کریں گے کہ اے پروردگار وہ کیا چیز ہے جو اس سے بھی بہتر ہے؟ اللہ جل شانہ فرمائے گا کہ میں اپنی رضامندی تم پر اتارتا ہوں، اب میں کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔

2128: سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت کے دن دوزخ میں) کافر کے دونوں شانوں (کندھوں) کے درمیان کی چوڑائی، تیز رفتار سوار کی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔

2129: سیدنا انس بن مالکؓ نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ چند لوگ (اپنے اپنے بُرے اعمال کے سبب) دوزخ میں سے عذاب پانے کے بعد نکل کر جنت میں داخل ہوں گے پس اہل جنت انہیں جہنمی کہہ کر پکاریں گے۔

2130: سیدنا نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے، فرماتے تھے کہ قیامت کے دن سب سے ہلکے عذاب والا آدمی وہ ہوگا جس کے دونوں پیروں کے نیچے انگارے رکھے جائیں گے اور ان سے اس کا دماغ اس طرح جوش کھائے گا جس طرح ہنڈیا جوش کھاتی ہے۔ (ایک روایت میں ہے کہ وہ شخص نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا چچا ابو طالب ہے)۔

2131: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس کا دوزخ والا ٹھکانہ، اگر وہ بُرے اعمال کرتا تھا تو اس کو دکھایا جاتا ہے تا کہ وہ زیادہ شکر کرے اور کوئی شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوتا ہے مگر یہ کہ اس کا جنت والا گھر، اگر وہ نیکی کرتا تو اس کو دکھایا جاتا ہے تا کہ اس کو زیادہ حسرت ہو۔

باب: حوض کوثر کا بیان۔

2132: سیدنا عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میرا حوض (کوثر، طول و عرض میں) تین مہینے کی مسافت کا ہے۔ پانی اس کا دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبو دار ہے اور آبخورے (پینے کے برتن جیسے جام، پیالہ وغیرہ) اس کے ایسے ہیں جیسے آسمان کے ستارے، جس نے اس میں سے (ایک دفعہ) پی لیا وہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا

2133: سیدنا ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے سامنے میرا حوض (کوثر) ہوگا۔ وہ اتنا بڑا ہے جتنا جرباء سے اذرح تک کا فاصلہ۔

2134: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میرے حوض کی مقدار اتنی ہے جتنی ایلہ سے صنعاء تک (کی مسافت ہے۔ اور یہ دونوں شہر ملکِ یمن میں واقع ہیں) اور اس کے کوزے (پینے پلانے کے برتن) اس قدر ہیں جتنے آسمان کے ستارے۔

2135: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حوض پر میں کھڑا ہوا ہوں گا۔ ایک گروہ آئے گا، جب میں ان کو پہچان لوں گا تو میرے اور ان کے درمیان سے شخص (فرشتہ) نکل کر (ان لوگوں سے)

کہے گا کہ چلو میں کہوں گا کہ ان کو کدھر لے چلے؟ وہ کہے گا ''دوزخ کی طرف اللہ کی قسم (اور کہاں)۔ میں کہوں گا کہ اس کا کیا سبب ہے؟ وہ کہے گا کہ یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کے بعد (دین سے) الٹے پاؤں پھر گئے تھے (اور اللہ کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا تھا)۔ پھر (ان کے بعد) ایک اور گروہ آئے گا اور جب میں ان کو پہچان لوں گا (کہ میری امت کے لوگ ہیں) تو میرے اور ان کے درمیان ایک شخص (فرشتہ) نکلے گا اور کہے گا کہ چلو۔ میں کہوں گا کہ ان کو کہاں لے جاؤ گے؟ وہ کہے گا دوزخ کی طرف میں کہوں گا کیوں؟ وہ کہے گا کہ یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کے بعد دین سے الٹے پاؤں پھر گئے تھے (اور اللہ کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا تھا) (نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ) پھر ان میں سے بہت ہی تھوڑے (لوگ) بچیں گے۔

2136: سیدنا حارثہ بن وہبؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حوضِ کوثر کا ذکر فرمایا تو فرمایا کہ اس کا طول اتنا ہے جیسے مدینہ سے صنعاء یمن تک (کی مسافت)۔

کتاب تقدیر کا بیان۔

باب : اس بیان میں کہ قلم اللہ کے علم پر خشک ہو گیا ہے۔

2137: سیدنا عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! کیا دوزخی جنتیوں میں سے پہچانے جا چکے ہیں گے؟ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''ہاں، بیشک'' اس نے کہا کہ پھر عمل کرنے والے عمل کیوں کرتے ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص اس کے واسطے عمل کرتا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

باب : ''اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے (یعنی تقدیر میں لکھ دیا ہے) وہ ضرور ہو کر رہے گا'' (الاحزاب: 38)۔

2138: سیدنا حذیفہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے (ایک روز) ہم کو خطبہ سنایا اور قیامت تک جو باتیں ہونے والی ہیں سب کا ذکر فرمایا۔ جس کو یاد رکھنا تھا اُس نے ان کو یاد رکھا اور جس نے بھولنا تھا وہ بھول گیا۔ اور میں جس بات کو بھول گیا ہوں اس کو دیکھ کر اس طرح پہچان لیتا ہوں جس طرح کسی کا آدمی غائب ہو جائے پھر جب وہ اس کو دیکھے تو پہچان لیتا ہے۔

باب : نذر کے ماننے سے تقدیر نہیں پلٹ سکتی۔

2139: سیدنا ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) ''نذر ابن آدم کے پاس وہ چیز نہیں لاتی ہے جو میں نے اس کی تقدیر میں نہ رکھی ہو۔ میں تقدیر میں نذر ماننا کر کے بخیل کے دل سے پیسہ نکالتا ہوں''۔

باب : معصوم وہی شخص ہے جس کو اللہ نے محفوظ رکھا۔

214: سیدنا ابو سعید خدریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو خلیفہ ہوتا ہے اس کے دو باطنی مشیر ہوتے ہیں جن میں سے ایک اس کو خیر کی طرف راغب اور متوجہ کرتا ہے اور دوسرا برائی اور شر کی طرف متوجہ کرتا ہے اور معصوم (بے گناہ) وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ گناہوں سے محفوظ رکھے۔

باب: اس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے۔

2141: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ قسم کھایا کرتے تھے لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ (یعنی قسم ہے دلوں کے پھیرنے والے کی)۔

------------- اختتام حصہ چہارم -------------